

مہنامہ تھلی دیوبند

ایڈٹریٹر عامر عثمانی
62 N.P.

کیونزم کے خروجی کارنے والی کتابیں

شام اور درجہ بندی خاتم کے انتقال کی ضرورت ہے۔ ایک عالیہ بہث
سے سچھ رہے جوں کی حکایات فوجیان
جت ۲۵ پر ۔

اقتصادی سماراج

سماراج و مخفی اس درود کا مراد ہے کیونکہ مدد
بھی انتہا کیں جس میں جل کر سامنے آتا ہے۔ اس کی تاریخ ترجمہ
حکل ہے اقتصادی سماراج۔ پس اسراج اپنے اپنے افکار
میں جھیلا ہے۔ اس کتاب میں مضمون پر ہے کہتے ہیں:

اقتصادی تعاون

ایمیر جو طاقتور ملکوں کا فرض ہے کہ وہ کروڑوں
پس انہوں ملکوں کی دوستی کیں ہیں۔ پس انہوں ملکوں کی آنکھی
اور خود مختاری کا نقصان پہنچنے پر ہرگز کہتے ہیں، ایک انتہائی
حلومات افراد بہت کیت ۵۰ پر ۔

موجودہ نظام میں مخفیاتی نظام

طبقاتی نظام اور اس سیاست پر اور والی تاریخ
کے خلاف قائم اور بیان ایک مدت ہے جو اکر کہیے
ہیں۔ اس کتاب میں مخفیاتی نظام کی صفت سے خاص
علی اہمیتیں بحث کی گئی ہے۔ کیت ۶۰ پر ۔

غیر چائب اسی بطور ایک سیاسی نظر

غیر چائب اسی کے سلطے پر ایک علی اور اسلامی
بہت کیا عالمی سیاست کے موجودہ دور کی کوئی لکھ
و اقیمہ ہیں جا نہارہ دکھائے۔ ایک انتہا اس
میں اور خیال افراد بحث۔ کیت ۶۷ پر ۔

- ہر کجا کچھ سخی پچھے کا عنده ہے
- شائع ہوا ہے۔
- غرب صورت ناظر

- ہر کجا کچھ ہندوں کی گئی اسی ایسی بھتے ہے۔
- پورہ میاں بہر سکتے ہے۔

سے سچھ رہے جوں کی حکایات فوجیان
برہمن ملیں ہابی اور گھر سیدی۔ تحریک گردانیں
جت ۶۷ پر ۔

کشف حقائق

محترم جویں کا جو نہ کلام۔ بقول بنیاد نجمودی
ابودھی جابری کے ابودھی اور بنیاد احباب
پر اور محترم جویں کا جو نہ کلام کیتھیں جو کافی نہ
کیت ۶۸ پر ۔

چھوڑت ہی کیوں؟

ایک مشہور اس موال کا مل جواب دیتا
ہے کہ سیاسی نظام کی بیانیت سے کیونزم کے
 مقابلے میں چھوڑت ہی کو کیوں اختیار کیا جانا چاہیے
مترجم جویں کا جواب۔ کیت ۶۹ پر ۔

کیونزم اور کان

زرمی ممال پر اخیانی تناول فرے سہی تہجد
کا اذون کے عقل پر نہیں کے صحیح ارادے کیا ہیں؟
کیونزم میگر ماروں کا اذون ہے یا خوس اذون کا؟ اور
ہندوستان کی زرمی تری کا سچی راست کون سابے؟ ان
 تمام اہم ممال کا سیرہ مل تحریر، مصنف رام سروپ
کیت درود پر ۔

ازادی کی تی وسیعی

ازادی کے تھوڑے ایک شور تصور پختے
پیٹ جوتا ہیں ملے یہیں اور انہیں جو نی رنگ
کیمیاں ہوئیں، ان سب کا حلوات افریدیاں
مترجم جویں کا جواب۔ ۷۰ صفحات۔ کیت ۷۰ پر ۔

کیونزم کی پہلی کتاب

دو سو اس اور ان کے جواب۔ کیونزم کے عقل
جو مال سامنہ پوچھے جاتے ہیں، اس کتاب میں ان کے
مھوس اور جو اس جواب عام فہم انداز میں دیے گئے
مترجم جویں کا جواب۔ ۷۱ صفحات۔ کیت ۷۱ پر ۔

خط قسم

کیونزت میں کے غلام آہارے چینی حرام
کے فرار کی کافی تصوروں کی زبانی۔ ایک تھوڑ
سی بچوں جو اور یونہ کے خدو خال پوری تفہیں سے
پڑیں گردیتا ہے۔ کیت ۷۲ پر ۔

تی دنیا کی جھلکیاں

بصیرت افراد کا تھوں کا ایک اقتدار
خند جوں کا کچھ شاید ہو گئے ہے۔

ہمارے دوڑ کا انتقال

رجوہ نہ کے انتقالی تھکنے کیا ہیں اللہ ہیں

سوٹ روں کی حقیقت

سوٹ روں ہمارے عقل کی ایک شور تحقیق
ہے لیکن اسی پہنچنے میں اسکے عالمانہ پہنچے کا سچھ کوک
و حکم کہا جاتے ہیں۔ اس کتاب میں پوچھیتے ہے اس
کرہیں خالی کو سامنے لا جائیں۔ کتاب روحتوں میں
بھی ہے جویں کیت درود پر ۔

تجدد یہ جوں

ڈاؤ کے شری اوب میں تاریکی اضافہ۔ رکس اور
شرقی روپ کے اخیر شاعروں کی گھاٹیں تھوں کا

شمارہ نمبر ۱۱

چاند بھر



ہر انگریزی نہیں کے پہلے سبقتی میشان
ہوتا ہے

فہرست مضمایں بابت ماہ جنوری ۱۹۷۶ء

۱	سالانہ	۱	آغا زشن	۱	عامر غثمانی
۲	فی پہنچ	۲	کیا ہم مسلمان ہیں؟	۲	عامر غثمانی
۳	بینر والکٹ	۳	اگرچہ پیر ہے آدم حواس ہیں لات و منات	۳	عامر غثمانی
۴	بینر والکٹ	۴	تجھی کی ڈاک	۴	عامر غثمانی
۵	بینر والکٹ	۵	جگر لخت لخت	۵	(معاصرت)
۶	بینر والکٹ	۶	مسجد سے محسن اتک	۶	ملہ ابراہیم علی
۷	بینر والکٹ	۷	کھڑے کھوٹے	۷	عامر غثمانی
۸	بینر والکٹ	۸	باب الصحت	۸	سید عظیم زبری

امدادی، عامر غثمانی ادا علی یوسف

آشد ضروری

اگر اس دارے میں ○ مجع شان ہے تو کبھی
لیجے کا سبب پورا اپنی خرید اور قسم ہے۔ یا تو نبی اور دوسرے
سالانہ قیمت تھجیں یادی بیکی کی اجازت دیں۔ اگر آئندہ
خرید اور جاری نہ کرنی ہو تو بھی اطلاع دیں۔ فاموشی
کی صورت میں تکلیف پڑے وہی پی سے ہججا جائیگا جسے
وصول کرنا آپ کا اخلاقی غرض ہو گا (وہی پی ستارے پر
با شخصیت چھکا ہو گا)۔ متنی آرڈر ٹکیوکر آپ دی پی خرچ سے کی جائیں گے

پاکستانی درخت

اس پاکستانی درخت کو رہیں
ہر یہودی وہی آہد رکھتے
ذمانتے رہتے ہیں۔ غیر

مکتبہ غمازیہ: ۰۴۲ یعنی ادا زا پر الہی کالو فی کراچی پاکستان

پبلیک بکٹ بچاں اور پند ضلعیہ پاکستان

آغازِ سخن

بات یہ ہے کہ وہ غیر معمولی طور پر پسند بھی کیا گیا۔ حیرت ہماری نہیں تھے کہ کسی بھی طلبی کام کے لئے ذرا بھی سارگار ہوتے۔ فرض کچھے آپ کو کسی جزیل احتساب کے تحفہ پر تھادیا جائے کہ صبح سے شام تک موزہ مہمان قویہ صابن بچا کچھے۔ آپ صبح سے شام تک کاروبار کی یکسر غیر ملی وادی میں جھک مارا گئیں تو کیا یہ مکن ہے کہ اس دوران میں آپ کی ذہنی فضلاً ملم و ادب اور فکر و فن کے تقاضوں سے ہم آپکے ہو سکے؟

واقعہ اسی طرح پیش آیا تھا کہ حالات مذکوری کو اس کی سانحورہ چار پانی سے اٹھا کر آنس کی میز نکلے گئے تھے اور پھر تقریباً ڈھانی ماہ دہ اس میز کے عقب میں رکھی ہوئی ایک اچھے پتے کی کرسی سے چکارہ۔ یہ کوئی ایسا حادثہ تھا جس پر سینہ کو بیکی جاتی ہیکن جو دل و لغ شب دروز کے چوبیں گھنٹوں میں ایک ہی ٹکڑے ایک ہی لگن، ایک ہی جنوں سے ٹھیٹے ہیکن کے عادی ہوں ان پر اس بے طوق و زخمی کی قیسے کیا گذری یہ تاہم ایک کچھے کی نہیں۔ اسے وہی کچھے گا جس نے قلب و فتح کی گھرائیوں کے ساڑھے کسی چیز سے عشق کیا ہو۔ عشق اگر کوئی ہمیاری ہے تو وہ صرف جنس اور صفت کے دائروں تک محدود نہیں۔ بعض ایسی چیزوں بھی ہیں جو غالباً میں اپنا کوئی محسوس فرمی وجذب نہیں رکھتیں مگر گوشت اور ٹریوں کا یہ غمود۔ جسے آپ دی کہتے ہیں باہم اپنی پوری زندگی ایسی ہی غیر ملائی اور ماؤڑائی شے کے عشق میں بستادیتا ہے۔ یہ شاید دیوانگی ہی کی کوئی قسم ہو۔ مگر اسی دفعہ اپنی کا طفیل ہیکن کہ بالکل نامساعد اور بے جوڑ ملالات میں بھی ڈاک نمبر نہ صرف ترتیب ہی پا گیا بلکہ حیرت کی

ہم نے گذشتہ اداریتے میں جناب وحید الدین خاں صاحب کی کتاب "تعمیری فلسفی" کے جائزہ کا نذر کر کیا تھا۔ الحمد للہ مولانا صدیق الدین اصلانی نے تو ہائے ایک ضروری خط کا مفصل جواب رحمت فرمایا ہے۔ صدر جماعت جناب مولانا ابوالعلیٰ شعبان کے اس قارئ اور صروفیات نے ابھی ہمیں اس کا موقع ہنسیں دیا کہ کتاب کا جو حصہ تھا انھی کی توصیع و تشریح کا محتاج ہے اس کے باشے میں ضروری و مفہوم حصل کر لیں۔ دیسے خود ہیں بھی ذہنی فراخ میر ہنسیں تھا۔ اب دستور کی کسی چھوٹی ٹھیکانے پر ترمذان المبارک تشریف نے آتے ہیں۔ یہ جمیں ہم جیسے بندگانِ نفس کے لئے تعطل اور زینتی کامیں کر رہے ہیں۔

جلگھے اور سونے میں کیا فرق ہے یہ ہم پوچھے رحمانی ہنسیں جان پاسے۔ اب اگلا شمارہ اسی ماہ میں مرتب کرنا ہے لہذا تو قرع بھی ہے کہ اب صفحات ہی کاملے ہوں گے۔ دراصل جائزہ و شفید کے مطالعے میں چار اڑاں یہ ہے کہ پتوں بسوٹ و خشن ہو۔ ورنہ سرستے سے ہو ہی ہنسیں۔ وحید الدین خاں صاحب کی کتاب بجا سے خود کو قرآنی اہمیت نہیں رکھتی مگر اسلام کی تہسیر کا موضوع بڑا اہم ہے اور بھی اہمیت اس بات کی صفاحتی ہے کہ ہم پوچھے فراخ و طانیت کے ساتھ جائزہ و نقد کی بساط بمحابائیں۔ اب انتظار کیجئے۔ اثنامانڈل اگلے ماہ ہم اطلاع دے سکیں گے کہ اب آپ کے ہاتھوں میں ایک اور خاص منبوخ پختہ ممکن ہے۔ واللہ التوفیق و ہوں المستعان۔

اٹھ صفحات کی ترتیب میں ایک گلہڑا کی نہیں میں ہو گئی تھی۔ جن بعض دوستوں نے خط پر اس گلہڑا کا شمارہ کی ان کا مشورہ یہ بھی ہے کہ تھیں "تصحیح شائع ہوتی چاہیئے۔ ہماری نظر میں تیز املاں ہم اب غیر ضروری ہی فنا پڑھنے والے خود ہی تھوڑی سی ذہانت استعمال کر کے مرتب مطالعہ فرمائچے ہوں گے۔ یہیں اس مشورہ کا فائدہ یہ ضرور نکالے جا کر فائل رکھنے والے حضرات قلم سے صفحات درست کر کے رکھیں گے تاکہ آئندہ کوئی پڑھتے تو اسے بھی پریشان پیش نہ ائے جو دوسروں کو آپکی ہے۔

ہماری مساغی کا کوئی دخل نہیں۔ دخل تو ہر حال ہے۔ اپ تو اور سے کسی بکار گردن کا نہیں ہے تو آزاد قتل کی حیثیت سے تھا اور کوہرہ عالم و خلیل ماننا پڑے گا۔ مگر حال آپ ہمیں کمالیں ہے۔ اسی طرح ڈاک نہیں اگرچہ جمع ہم شایاں شان ہوادیش کر سکے ہیں تو واسطہ کی حیثیت سے بہار قلم ہائے احتماب احتماء دخیل ضرور ہیں، لیکن توصیف و شناس کا سامان استھان ق تو بالقلیہ اور بالیقین اس فضل باری ہی کو ہے جس کے ادبی اشارے سے خیکوں میں سینے پل سکتے اور سندروں میں آنکھ سکتی ہے۔

توجہ ہے تو اٹھ صفحات میں جواب

رہ رہ و دشمن ہو۔ سلی زندہ موجود سراب
اب بیداستان سرائی ختم۔ یہ اطلاع ضرور ہنسیں
فرالیں کہ اگر حد ڈھانی یاہ بعد راقم الحروف کی حاری پانی پھر
اں کو نصیب پڑ گئی ہے لیکن تخلیق ایکی ہنسیں توں تک کھر
نکھل کر لیٹ ہی چلتا رہے گا۔ لیکن چلتا تو اس اپنے انہیں مٹر
خیال پورا رہے گے کہ دو تین پریچے مواد کے احتصار سے بھی اس
یوں ہی رہیں گے۔ اب مثلاً یہی زیرِ نظر شمارہ ہے۔ اپر
ہم بالکل مطمئن ہیں۔ اس کا موداد قارئین کو ملیوں گے تو
وہ ہمیں برا بھاگ کریں مگر بدعاہز دیں۔ ہم ان کی بدعاہزی
سے بچنے ہی کے لئے یہ بھی ممکن تھا کہ دو دن کے درمیانی
کامی سلسلہ چلتا رہا۔ یہاری کا ذکر شزارات سے صفحات
میں بڑی لغوبات ہے۔ لغوب سہی سطحی ضرور ہے، مگر اپنی
نالہی کو قابلِ معافی مانتے کے آخر بیماری وغیرہ کی
آٹھ نہیں تو کہیں بھی کیا۔ اپ کو تو ہر راہ ایک معیاری اور
دلکش شمارہ چاہیئے۔ یہ چاہنا غلط بھی ہنسی ہے۔ آخر پیسے
شے کر پر چڑھاں کر سکتے ہیں۔ یہ چڑا کے مطابق معیار گرچے
تو ان ہیں ہوں گے کوئی اور نیک کام میں کیوں نہ لگا باحتسے۔ خدا
اپ کو ہماری جو ہریاں سمجھنے کی توفیق نہ۔ ہم کو خشن کر سکے
جسکے حسابی طور پر خدا غواستہ آیا ہے جس کیوں نہ ہو جائیں مگر زندگی
اعتدار سے آپ ہمیں بھی مریضِ محوس نہ کر سکیں۔ میں بدعاہز
بھی مددیکے خواہ جملی کی خریداری یک قلم ترک کر دیجئے۔

چھوڑی سی ذہنی جناشک کرنی پڑ جاتی ہے وہ بیزاری کو جسم
بکوں دستے گئی۔

مگر یہ طلب نہیں کہ ہم اتنہ بھی جان بچوں کو لیتی جتنا
کرتے رہیں گے۔ معاذ اللہ! ہمیں موقع ہے کہ انشاء اللہ اتنہ
یہ حادثہ میش نہیں آئے گا۔ **وَإِذَا هُنَّا تَرَجَّعُوا لِأَدْوَرَهُ**

ڈاک نمبر کے آفیس کوں ہم نے لکھا تھا۔

"رجس اس کا ہے کہ خان صاحب کی یہ کتاب ایسا یہ
وقت میں نظر عالم پر آئی ہے جبکہ مولانا مودودی اعداء
کے فرشتہ ہیں۔ ان پر چاروں طرف سے الزام و
افزار کی پیغام ہے۔ ان کے گرد ٹھیرا ڈالا جا رہا ہے۔
ان کے حلقوں کی طرف ہمیں ہاتھ تیر رفتاری سے بڑھ رہے
ہیں جو ہمیشہ ہر صورت پر ہر دفعی حق کی طرف پڑھنے کے
لئے ہیں۔"

اور آج خان جہاں کو — محترم و حید الدین خان جہاں
کو مژرہ ہو کہ مولانا مودودی اپنے رفقاء سمیت ہیں ڈال دیئے
گئے ہیں۔ پوسٹ پاکستان میں جماعت اسلامی کے دفاتر پر کاری
تالا پڑھکا ہے اور ادارہ طبیعہ اسلام سے لیکر دفتر قادیانی نکل
دیوالی آگئی ہے۔ بھی کچراغ طرف اُنھی ارباب جہزادہ دنگ
کے گھروں میں نہیں جلیں جن کے پاپ دادوں نے امام اُنھیں
امام اُنھیں امام اُنھیں اور امام اُنھیں ایسے فدارہ
اور "گمراہوں" کی قبریں کھودنے کا کارنامہ انجام دیا تھا بلکہ
چراخان پوری دنیا میں ہو رہا ہے۔ کوئی تجھ نہیں مستوم
و حید الدین خان صاحب کی قوارپ تھیں پر بھی چراخ جل اُنھیں
ایسا ہی چراخان ابھی مااضی قریب میں اُس وقت پڑا تھا جب
اخوان مسلمین کے اعیان واکابر کو دارود سن کی متزوں نزارا
لگا تھا۔ تاریخ اپنے کو دہراتی ہے۔ یاد کر دیکھ وہ بھی وقت یا
خواجہ جب تک کے پہلو ان سرو رکھنیں کوئوت کے گھاٹ اُنکے
کی خاطر سچ ہو کر چلتے اور جملہ مخلوقات کا سرداڑ گھر جھوڑ کر
غار لور میں روپریش ہوا تھا۔ ذرا اونچی پیٹ دیکھو۔ اللہ سے پیغمبر
رسولیون پر چڑھائے جاتے ہیں۔ اُردو سپریز جاتے ہیں۔

مگر بڑیر یہ حقیقی کہ صفوہ ۲۴ سے ۲۷ تک صفحات کے بغیر
تو بظاہر درست ہیں لیکن ان کا مضمون ترتیب کے لحاظ سے درست
نہیں۔ یہ کچھ ایسا ہی ہے جیسے آج کل کے بے شمار مغرب زدہ
مسلمان پشاں کے اقتدار سے قومیان ہی ہیں۔ یعنی ان کا نام
مسلمانوں جیسا ہے، وہ کہتے بھی خود کو مسلمان ہیں اور بنتا
ضد وہ ان کی زبانوں پر اسلام کے قصیصے بدھی آئے دن فرار
کی طرح اُبیتے رہتے ہیں لیکن فی الحقیقت وہ مسلمان ہیں ہیں اُن
ہیں۔ اکھوں نے میں کفر کا نام اسلام رکھ چھوڑا ہے اور حقیقی
اسلام سے انھیں کہا ہے۔ بیزاری اور عناد ہے۔

قرآن میں بخوبی اور حضرات ڈاک نمبر کے مذکورہ صفحات
میں یہ تبدیلی کر لیں کہ صفوہ ۲۴ سے لیکر ۲۷ تک کے مطبوعہ
صفوات قلمبے کاٹ دیں اور پھر قلم ہی سے بیوں صفحات
ڈال لیں۔ ۲۷ کے بعد ۲۸۔ ۳۰۔ ۳۵۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۱۔ ۲۔
میں یہ ہے اسے کوئی نہیں ڈھونڈنا پڑے جا کر وہ کس صفحے
کے بعد کو نہ کاٹھو ٹھہر ہے۔ دماغ پر نور ڈالنے بغیرہ قلم سے
ڈالنے ہوتے نہیں تک مطابق مطاعمہ کرنا چاہا جائیگا۔ وہی المرد
کھجروں کا خجال ہے کہ ایک سے زائد ایک جملے کے صفحات
میں اس طرح کی گڑ بڑی قارئین بھی کو بیزار کر دے گی اور وہ سنگ
اکثر تعلیم منقطع کر لیں گے۔ مگر ہمارا خجال ہے کہ اس حداثے
کی خواص شاید اتفاق میں احتساب ہی کا موجب ہو۔ کیا آپنے
نہیں دیکھا کہ تھوڑی کی جھاجڑی بہ صحبت کو شدید ہی بناتی ہے
مٹھنی ہیں۔ بھلی سے بیزاروں احباب کو جتنی لہری صحبت ہے
اس پر تو یقین رکھتے خود ہیں بھی کبھی کبھی رشد کرنے رقبات کا احتمال
ہونے لگتا ہے۔ یہ یہ تو عجیب بات گریج ایجاد سے انکار
کیسے کیا جا سکتا ہے۔ بھلی بیٹ ہو جائے۔ اور آتے دن
ہو تو تماں رہتا ہے اس کے چاہئے واسے اس سے بیزار ہیں بھوٹ
وہ کمیدہ ہوتے ہیں، تاؤ کھاتے ہیں مگر اس طار کرتے ہیں۔ بھوٹ
کے بعد جب یہ جو ان کے چاہئے سچ جاتا ہے تو وہ راہیں یاد
ہی نہیں رہتا کہ ابھی پھر دیر پہلے وہ جھلاتے ہوئے تھے۔ بھلا
چند صفحات کی ترتیب درست گئیں میں انھیں بھی کبھی جو

ان کی راہ میں کائی اور انگارے نہ پھانتے۔ ہو گا جسے امر بات کا غم ہو گا کہ مولانا مودودی اور جماعت اسلامی پر اپنا کے ارادت اقتدار نے توپ کا دارانہ کھول دیا ہے۔ ہم تو کوئی خم کوئی جھلکا ہر ٹوپ اور حکیم نہیں۔ بھی ہوئی آنکھوں اور ہونٹوں پر آئی ہوئی کراہیوں کو "خم" کا مقابلہ کروتے تھے۔ یہ تو ایک غمی ہماری ساتھ اضافہ کے فطرت ہے۔ خم تھیز اسے ہو جو کسی خوش فہمی کے نتائج پر بانے پھر اسے بیٹھا ہو۔ ہمیں مخداد ان پاکستان کے بائیے میں بھی کوئی خوش نہیں ہوتی نہ سنت اللہ میں شکر رہا۔ اُس وقت رکھو ہے۔ جس کا نفاق، جس کی خدا فرمو شی، جس کی ذہنی آوارگی، جس کی نشریوں مزاجی اور آخریت دو اور دوچار کی طرح مسلم ہو آخراں کے سوا ایسید بھی کیا کی جا سکتی تھی کہ وہ کسی بھی مرحلے میں نیڑہ و نشیر کمال بیٹھے گا۔ دلیل کو تو اور سے کاٹتے کی تاریخ آئی پڑتی ہے کہ اسے اب نظام فطرت ہی کا ایک جزو مان لینا چاہیے۔ پرانے کے حکمراں آخر کرتے بھی کیا جب مولانا مودودی کی سیاسی و مدد جماعت اسلامی کے حق میں کوئی اذکار اور اچانک جادڑ نہیں ہے بلکہ وہ تو پہلے سے اسی طرح معلوم تھا جس طرح ہر قوم جانتی ہے کہ گرفتاری کے بعد بر سات آئے گی اور بر سات کے بعد جائز۔ شیخیک دن اور صاحب کی مشین گوئی توحید ماہ قبلہ نہیں کی جا سکتی کہ بر سات کی بیلی بچوں اس دن پڑے گی مگر یہ سب جانتے ہیں کہ بر سات آئے گی ضرور۔ اسی طرح جن لوگوں کی نظر قبضہ باطل نہیں اور بدی کی تاریخ نہ ایسے ہے انہیں کبھی ایک سمجھ کے لئے بھی یہ غلط فہمی نہیں ہوتی کہ انہیماں و رس کے مبنی تھے کہ نہ کسے والا کوئی بھی فرد بالگروہ سی آدم دہ موڑ کا میں بیٹھ کر اپنی منزل کی طرف اڑا چلا جائے گا۔ اللہ کی سند اُنلی ہے۔

دن تحدیت سنتہ اللہ تبدیلیہ۔ وہ آخری پیغمبر جی۔ جس کے پڑھ کر فاطر انسووات والا رضا کی رحمت ولصافت سعی بھی انس پر سایہ افغان نہیں پڑی اگر زخم پر زخم اور ضربوں پر ضربوں کے خواستے بغیر۔ اولہا ہوتے بغیر کار بیوت کی مستثنا خ وادیوں سے نہیں پڑیں لگز سکتا جان تو کیسے محکم ہے کہ خلامیں غلام ان وادیوں سے ہنسنے کھیلے گزر جائیں اور شیطان کی دریا

اوہاٹوں کے استہزا کا کاپوت بن رہے ہیں۔

پھر بھلامولانا مودودی ایسے کہاں کے نزدیک تھے کہ سائب بھوان کے حق میں اپنی جلدی پریل دیتے۔ یہ تو ہمیزی تھا۔ ہم نہیں کچھی چاہتے تھا۔ جنت لقرہ تر نہیں ہے۔ پھر جنت کے وہ درجات میں تھیں بسندگاں خاص کے لئے بنایا گیا ہے وہ اور بھی حصائیں دلائل کے ذریعہ گزار کاٹوں سے ہے۔ مولانا مودودی اور جماعت اسلامی کی تحریک تمام کر دی تھی۔

شاید محترم وحید الدین خان صاحب بھی مسروہ ہوں کہ ان کی داشت میں دین کا ایک محترف اور تحریک بھی پڑوں میں جلوہ دیا گیا ہے جن کے فولادی حلقوں کا سلسلہ شاید پھانسی کے تھے وہ ختم ہونے والا نہ ہوں یعنی ہمیں یقین ہے کہ پاکستان کی مطلق العنان حکومت کا قابو اور اقدم مولانا مودودی اور جماعت اسلامی کے حق میں کوئی اذکار اور اچانک جادڑ نہیں ہے بلکہ وہ تو پہلے سے اسی طرح معلوم تھا جس طرح ہر قوم جانتی ہے کہ گرفتاری کے بعد بر سات آئے گی اور بر سات کے بعد جائز۔ شیخیک دن اور صاحب کی مشین گوئی توحید ماہ قبل نہیں کی جا سکتی کہ بر سات کی بیلی بچوں اس دن پڑے گی مگر یہ سب جانتے ہیں کہ بر سات آئے گی ضرور۔ اسی طرح جن لوگوں کی نظر قبضہ باطل نہیں اور بدی کی تاریخ نہ ایسے ہے انہیں کبھی ایک سمجھ کے لئے بھی یہ غلط فہمی نہیں ہوتی کہ انہیماں و رس کے مبنی تھے کہ نہ کسے والا کوئی بھی فرد بالگروہ سی آدم دہ موڑ کا میں بیٹھ کر اپنی منزل کی طرف اڑا چلا جائے گا۔ اللہ کی سند اُنلی ہے۔

دن تحدیت سنتہ اللہ تبدیلیہ۔ وہ آخری پیغمبر جی۔ جس کے پڑھ کر فاطر انسووات والا رضا کی رحمت ولصافت سعی بھی انس پر سایہ افغان نہیں پڑی اگر زخم پر زخم اور ضربوں پر ضربوں کے خواستے بغیر۔ اولہا ہوتے بغیر کار بیوت کی مستثنا خ وادیوں سے نہیں پڑیں لگز سکتا جان تو کیسے محکم ہے کہ خلامیں غلام ان وادیوں سے ہنسنے کھیلے گزر جائیں اور شیطان کی دریا

قرآن مترجم (مطبوعہ پاکستان)

• ترجمہ، شیخ المہندس • تفسیر، علم الشیراح خوانی
• الحادی حبیقی حسین علی • کافد سفید • زین حنفی۔

حدایہ حمد پھیلیں روپے۔ ۲۵

بھا قرآن رفت کافد پر حنفی زین کے بغیر۔

حبلہ بیش روپے

مکتبہ تحریقی - دیوبند (دیوبندی)

بھلی کی دلکشی (لبقہ از صحت)

مولان کسی سمجھتے کے انسان کا یہ منہ کو نکر قابض احتراض ہو سکتے ہیں۔

جن مشائخین نے یہ معاویہ اور اس سے تعلق انجامی تعاریف کو نامناسب اور باعث فساد قرار دیا ہے ان کے اس خیال کی دلیل ہمیں ہمیں معلوم ہو سکی۔ باعث فساد تو ہی سے ابتدائے دلمن آذان اور قربانی اور آندراس الخط کو بھی فساد شیقہ ہیں۔ نامناسب قوہت سے برادران دلمن کے تزدیک یہ بات بھی چہ کہ مسلمان ایک حجازی پیغمبر پر جان نیتے ہیں اور ہمدرودستی دیوتاؤں اوتاروں اور جواباتسوں کو نہیں بخونتے۔ بھرکی الزام سے بخونتے کے لئے ہم ان کرم فراوں کے آئے گھنٹے ٹیک دیں گے ۹

اگر نہیں تو آخر یوم معاویہ منانے کے حق سے سبتواری کیسے دی جاسکتی ہے۔ یہ خوبی کے محترم شاعر تو دل کھول کر جس کا چاہے ہوں منائیں جس کے چاہے تھیں۔ کامیں مگر کچھ لوگ یہ یوم معاویہ "منانے بخیں تو ان کی عیندیں اُمّتِ جانیں۔" دراصل مشائخ کے یہاں کم سے کم آج کل محنت میں اور بغض معاویہ کا بہت زرد ہے۔ ان ہیں بعض تو محلہ کو معاویہ کی تقدیر کرتے ہیں اور بعض حکیمانہ مکوت اور بیر پھر سے کام لیتے ہیں۔ انھیں یہ یوم معاویہ پر حج اربع پا ہونا ہی چاہئے مگر ان کے پہنچنے پر آپ اپنی تفریغ میں حل مذاہیے۔

لکھ کریں سچے گراس وقت بہتر ہے کہ بھتی سا حتیں مرتقاً قلم چھٹے پر صرف ہوں انھیں بارگاہ ایزدی میں دھا اور اعلو جو اتحادیں صرف کر دیں۔ وقت رسولوں پر بھی ایسا آثار ہے جب وہ جمعی طبقے میں کہ لے المذکوری مدد کب آئے گی۔ پھر بھلہ اور کوئی کس شمار میں ہے۔

لے معبود ا تو مبے برآ ہیم ہے۔ جو کچھ ظہور میں لائے دیجی کائنات کے لئے بہتر ہوتا ہے۔ تیری صحت الگ اسی میں ہے کہ چودھویں ہجری کے نفاق پیغمبر مسیح وہ ابراہیم کی اولاد کو جلا کر خاک کردیں تو پھر ہم بھی تیری رضاۓ غلام اور تیرے قیصلوں کے مطیع ہیں۔ تو سے ہی تو فرمایا ہے:-

وَلَيَقُولُوا كُلُّكُمْ لِشَفَاعَيِّ مِنْ
الْحُكْمِ وَالْحُجُورِ وَالْفَقْعِ
وَنَنَالُوا مُهَاجِرَاتٍ وَأَدَدُ الْعُنْسِ
وَالثَّمَرَاتِ وَلَيَقُولُوا إِنَّمَا يَعْصِمُ
الَّذِينَ أَذَا أَصْنَعُوهُ
مُصْبِيَةَ قَاتِلِ الْأَنْبَاتِ وَلَا يَعْصِمُ
إِنَّمَا كَيْنَاتُ الْمُرْثِلَاتِ دَلَى
وَلَيَقُولُوا إِنَّمَا يَعْصِمُ
عَلَيْهِمْ مَنْلَوْاتُهُ وَلَا يَعْصِمُ
وَلَيَقُولُوا إِنَّمَا يَعْصِمُ
وَلَيَقُولُوا إِنَّمَا يَعْصِمُ
الْمُعْتَدِلُونَ۔

امام غزالی کی چندر کتابیں روپیں

حقیقت مسلم	پاچ روپے
کیمیائی سعادت	پارہ روپے
الحمد فی فلوقات اللہ	سوائیں روپے
تبسلیخ دین	سماڑھے چار روپے
لقاء امیر امام غزالی	سوادو روپے
منہاج العابدین	آٹھ روپے

مکتبہ تحریقی — دیوبند (دیوبندی)

شمس نویں دعہ مانی

کیا ہم مسلمان ہیں؟

سچ و حجم نہ سمجھی ہو گی تو حجت و غیرت کی کیا عالم ہوا ہو گا۔ خدا اگو اس ہے کہ کوئی اس کا صحیح تصور نہیں کر سکتا۔ اسی سچ اتنا ضرور بتاتی ہے کہ ادھر یہ فسریاد آئے مخصوص ترین ہو ٹھوں سے جدا ہوئی تھی اور ادھر خدا کا جواب آپ سے چاہا۔ فضائے کائنات کو حیرت ہوئے دلظیم فرشتے فرشی خاک پر آھر طرسے ہوتے۔ ان میں ایک خود حضرت جبریلؐ تھا اور دوسرا وہ طاق تو فرشتہ جس کے شالوں پر خدا نے پہاراؤں کے لئے ونچ کا بوجھ درکھا ہے۔

”السلام علیکم یا رسول اللہ!“ کمال ادب کے ساتھ جبریل امینؐ نے کہا تھا ”خدا نہ وہ ساری گفتگو ب نفس نقیصیں سن لی ہے جو آپ اور آپ کی قوم کے مابین ہوئی۔ اور اس نے اس فرشتے کو خدمت میں حاضر کی ہے جس کے سپرد کوہتاںوں کا نظام ہے کہ جو حمل آپ چاہیں اس کو دوں۔“

بے رحم انسانوں نے جس پیغمبر پر تھراو کیا تھا خدا نے اور حم الراجیں نے اس کے قدوں پر پہاراؤں کو لالا دالا تھا۔ حضور نہ حم الراجیں کی اس بندہ لوزی کو سنا اور ابھی شکر نعمت ہی میں ڈوبے ہوئے تھے کہ فی الفور دوسرا فرشتہ آگئے بڑھا۔

”السلام علیکم یا رسول اللہ!“ وہ عرض کر رہا تھا۔ میں ہی وہ فرشتہ ہوں جو بالک کائنات کی طرف سے آپ کے ہم کیلیں پر ما مور ہو ائے، اگر ارضا خاد ہو تو طائفہ کے دونوں مذاووں کے پہاراؤں کو حکمت دوں اور ایک دوسرے سے اس طرح مکاروں کو اس سر پھری آبادی کی کچلی ہوئی لا شوں پر رونے والا بھی

۔ تک اللہ! میں اپنی ناطقتوں اور بیچارگی اور لوگوں میں اپنی ہزار خیزی کی فسیاد بھی سے کرنا ہوں۔ لئے ارحم الراجیں! تو ہی ناتوانوں کی پروشن کرنے والا اور تو ہی میرا پروردگار ہے۔ تو بھی کس کے والے کرتا ہے؟۔ کیا کسی بھی بھائی کے؟۔ جو بھی دیکھ کر تیوری چڑھاتے۔ یا کسی دشمن کے؟ جس کو تو نے تھر پر قابو دیدا ہو۔ خدا یا! اگر تو مجھ سے خاہیں ہے تو پھر بھی کسی کی بھی پردازیں ہے۔

تیری حفاظت میرے لئے ہے۔ میں طالبِ مذاہ ہوں تیرے رُخ کے اس لوز سے جس سے تمام خلیطین کا فرد ہو چکیں۔ جس سے دونوں جہاں کی بگولیاں بن جاتی ہیں۔ میں طالبِ مذاہ ہوں اس بات سے کریب پر تیرا حتاب ہو۔ یا تو مجھ سے روٹھ جائے۔ تاد قدریکہ تو خوش دہو جاتے تھے مناسے جانا تاگزیریے۔

یہ کون کہہ رہا ہے؟۔۔۔ کس سے کہہ رہا ہے؟۔۔۔ لہاں کہہ رہا ہے؟۔۔۔ یہ خدا کے دریہ خدا کے رسولؐ کی دل ہلاشیں والی کچھ ہے جو آج سے تقریباً دوڑھہ ہزار سال پہلے طائفہ کی کوہستانی وادیوں میں گنجی تھی اور آج بھی صفحہ قرطاس پر اُنتہی ہے تو جیسے سلم کا جگر کاپ کا پت جاتا ہے۔ یہ پکار جب خدا نے

کوئی نہ ہو۔

جب خود پہاڑ لرزاتھا۔ جب کفرنے اسلام کے کھٹک
ہوتے ہیں پر ناقامِ حق ستم کے بعد اسلام کی پیٹھ میں خجرا نام
دینے کے لئے دستِ ستم پڑھایا تو گھن گرج کو کچل دالنے والی ایک
آواز فضایاں بہاری تھی۔ یہ حضرت المسٹر بن انصاری بر شوق
آواز تھی ”لے سعد! لے سعد! کیا تم نہیں محسوس کریں تو گھن
تو گھن کی خوبیوں اسی احمد کے پہاڑ سے آ رہی ہے!“

چھڑاخون نے جواب کا استغفار کہاں کیا؟ — تاب
استغفار تھی کس کو؟ — جنت کی خوبیوں سے جو داع و دل بس تھے
ہوں وہ دنیا کی حفوظت میں کتنی دیر بلک مکتے ہیں؟ دوسرے
ہی طبق حضرت المسٹر موت کے لٹکر پر خود لاٹ پڑتھے۔ تلوار
ان کے ہاتھ میں تھی اور جان تھیں پر اور جہاں اس جنت
پر جس کی عقلاً خوبیوں نگہ کروہ دنیا و مانیہ سے دامن جھک کر
چل دیتھے۔ جب ان کی بیو خدا سے جاتی تو لوگوں نے اسے
لھائی جم کو دیکھا۔ ایک حسیم جس کو جم سے زیادہ خم کہنا ہوا
ہو گا۔ ایک لاش جس کو ان کی بہن بھی فقط ہاتھ کے پیروروں سے
پیچاں سکی تھی۔ ایک مجادہ۔ ایک شہید جس کے جم پر اتنی مخاؤ
تیرا اور تلوار ہی کے قنٹے تھے! — اللہ اکبر! — اللہ اکبر! — اللہ اکبر!
— اللہ اکبر! — اللہ اکبر! — درہلا الہ!

”اور مت کردیا مژوہ ان لوگوں کو جو راہ خدا میں موت
کے گھاٹ آتا تھے۔ نہیں نہیں! — وہ توجیہ جاگتے ہیں
لیکن یہ بھنا تھا سے بس کی بات نہیں!“

اسی زخوں سے پارہ پارہ بدین گواہ سمجھے کرنے دی گی دہی
زندگی ہے جس کو دنیا موت کے چاتے گر خدا کے کوہ ہی ٹوڑنے دی
ہے۔ لیکن ذرا ان شردوں کا دھیان تو کرو جن کو تمام عمر کبھی اس
زندگی کی آرزو تک نہیں ہوتی! — کیسے تھے وہ لوگ بھی
جو حق پر مر جانے کو مرط جانے کو تشویش تھے! — اور — اور کیسے
ہیں ہم کو حق پر جیتیں کے لئے بھی تیار نہیں! — واحترما۔

کیسا جیب و غریب وقت تھا! — لے دل والوں اذرا
سوچو تو ہی! ایک طرف وہ ملکوں آبادی ہے جسے ایک
امتباً رحم حکانے والے کو پھروں سے مارا ہے۔ اسکا انتہائی
پاکیزہ اور سے لوٹ پیدا مسکر و خیانت مکروہ سے تالیاں بیٹی اور
پھاروں کی بائیں، فقرے کے اور پھر اؤٹے ہیں۔ دوسری طرف
پھاروں کی بائیں ڈور خدا نے اسے مظلوم پر مامور دیو پیر فرشتہ ایک
ددی ہے اور پھاروں کے نظام پر مامور دیو پیر فرشتہ ایک
اشائے پراس سفال بستی کے بھاطرازوں کو سرمہ بنادا لئے کے
لئے ہمہ تن اشارہ حشم وابر و کامستظر ہے۔ اور ان دونوں
لمزوہ خیز مناظر کے درمیان خود ہی رحمۃ العالمین حائل ہے
جس کے گھاٹ پیروں سے خون کے فاوے چھوٹ نکلے ہیں۔
— پاپوش ہوئے چھلک لئے ہیں اور جس کی مظلومیت کے قدم
فسر طائفت سے لڑ کھڑا نہ لگائیں۔ لیکن جو ہی اس کو
محسوس ہوا کہ نظاموں کے حق میں خدا عذاب کا فصلہ کیا چاہتا
ہے وہ اپنے ہر زخم کی لکڑ کو بھولی ہی گی۔ اس وقت اس کو
بن ایک ہی آیادھنی کریں حق پھیلانے اور انسانوں کو بجاۓ کے
لئے آیا ہوں۔ بے رحموں کی بستی طرف اس نے غذا کاظر و
سد بھاوار اپنے گھاٹ جم کی طرف سے آنھیں بند کر لیں پھر
درد بھرا جواب دیا۔

”میں اللہ سے امید رکھتا ہوں کہ اگر یہ لوگ ایمان لائے
تو ان کی سلووں میں سے ایسے لوگ ضرور پیدا ہوں گے جو اللہ
کی پرستش کریں گے۔“

یہ تھا وہ اشاعت حق کا اتحاہ سوز جس کی مرکت سے
ایک گناہ الود بستی عذاب گے پیٹ میں آتے آتے تجھ تکلی۔ اُج
پھر دنیا عذاب کی زد پر ہے۔ کاش خاتم نبیین صلی اللہ علیہ
وسلم کی امت اس سوز درد کی سچی امین ثابت ہو۔ کم سے کم
کوئی ایک سینہ تو اس سوز دروں سے بھرا یک بالا لذار بخانے

جب کوہ اُحد پر اہل ایمان کے اُن قدوں میں ڈال کاہٹ
اُنی جو ہمشریج ہے نہ کیا تھے تھے!

اس میں نہ جانے کو شی خلا و دھکوں دی جی کہ وہ
مہنسی خوشی یہ تاب بی کرے۔ نتیجہ دربی نکلا جو نکلنا
چل پہنچے تھا۔ انھوں نے آنکھیں بند کر کے خدا پر بھروسہ
کیا اور خدا نے ان کے لئے راہ نکال دی۔ حالات اس
در جد دگروں ہوتے کہ جو کافران کو ساختہ بجانے کے
لئے ایڑی چوٹی طمی کاروں لگاتے تھے وہی ان کو داپس
منہنے بانے کے لئے التجاہیں کرتے لفڑاتے!

مسلمان تو ہم بھی ہیں مگر ہم رات اور دن
کو دیکھ دیکھ کر آگے قدم پڑھاتے ہیں۔ وہ لوگ بھی
مسلمان تھے مگر وہ اس ذات کی طرف دیکھ کر تھے
جس کی قوت سے دن ہیں سے رات اور رات میں سے
دن ٹھکل آتا ہے۔ اسی لئے ہم کو دش ایام کے پھریتے
کھاتے پھر تھے ہیں اور گردش ایام ان کے سامنے تھے
بالا پہاڑتی تھی۔ کہا جاتا ہے کہ دنوں ہم کے مسلمان
مسلمان ہی ہیں۔ خدا کرے ایسا ہی ہو۔ ورنہ سوچو
تو ہم ہم ہمیوں کا کام ھکانا ہے۔

اپنے بیان کے دلیل اور امت اسلامیہ کے لئے حجت
کے درمیان صلح کا معاملہ ہو رہا تھا۔

"والپس جاؤ!" سیل نے جا بھی تک کافر تھے اپنے مومن
بیٹے ابو جندل پر صحیح ترین پیغمبر میں حکم دیا تھا۔ لیکن اخوت اسلامی
کے حسین حلقہ تک آجائے کے بعد پھر کفر کی آہنی رنجوں کی طرف واپس
جانا بھلا کی مومن کے لئے کیونکہ ملن ہو سکتا تھا۔ وہ واپس نہیں پہنچا۔
بچھا اٹھ۔ امت اسلامیہ کی طرف ہٹا کی آنکھیں اٹھاتے ہوئے پکار

"بچھا بچا!"

احسن حلقہ نے رسول اور مومنوں کے سینوں میں جذبہ اخوت کاظوفان
؛ مخدادی۔ معاملہ کی مخصوص دفعہ کی نرستے ان کو سماں کیلئے حضور
نے درخواست تک فراہی مگر تھریا کفر ایک قیدی کو ماں گاہ ہوائیں تک
کے لئے مکی طرح راضی نہ ہوا۔ اب صرف ایک راہ باتی تھی۔ یاں
سے باریک اور تووارستے نیز ترا۔ مگر سید ہمی خدا ایک سے جانے والی راہ
— وہ راہ جس میں نہیں ساختہ چلتی ہے۔ وہ راہ جس میں خدا
نے جندے کے ساختہ ہو جانے کا قین اپنی کتاب میں شتر بردا لایا ہے۔

صبر جیل کی راہ۔

"صبرا۔ اے ابو جندل صمرا" حضور صبط غم کی عظم شان سے
تلقین صبر فرمائی ہے تھے "صبر کرا۔ دیکھو ہم نے ان سے یہ سہی کرنے
ہوئے خدا کا نام لیا ہے۔ صبر کرو۔ خدا تمہاں سنتے راہ نکالیجا۔"
ٹھیک یہی صبورت حال حضرت ابو عبیر کے ساختہ اس وقت
پیش آئی جب وہ ایمان لا کر مدینے میں داخل ہوئے تو ان کے پیچے
پھر کفر کے سر کارے صلح حربیہ کے تحت اپنے آدمی کو واپس لے جانے
کے لئے حضور کے پاس آئے۔ ایک طرف اخوت اسلامی تھی تو
وہ سری طرف اس معاملے کی پیدا تھر کیلئے اتنے والے کو مکاروں
دیا جائے گا۔ ایک طرف حذیبات تھے تو وہ سری طرف ہوں۔
ایک نصیر شر کا صبر جیل ہی حذیبات اور اصولوں کی درمیانی میانجی
کو پاٹ سکتا تھا۔ اور انھوں نے خون دل و جگر سے مہنسی خوشی
یعنی پاٹ دی۔

وہ دنوں واپس چل گئے۔ دنوں نے صبر کا وہ جام
اٹھایا جو زبر پلائل سے بھی زیادہ سلیخ تھا مگر جن کو شی اور ایمان نے

جلتی ہوئی ریت کی چکاروں پر پھالتا کر۔
جھلستے ہوئے بیسے کوئوں کی پھری میں سے چکلے۔
کافروں کے چھنڈ کے چھنڈ ایک بلان سے کہا کرتے
تھے "ہائے خدا دُن کو مانوا۔"

"آحد!۔ آحد!۔ آحد!۔ آحد!۔ ایک!
ایک!۔ ایک!۔ ایک!۔ خدا کی صنم ایسی تھا میز
سیدنا بلان کا بیقرار آہنگ!۔ درود کر جا جس
کہیں چلا نہیں گیا تھا۔ مگر جس کا دل ایمان سے چک
اٹھا ہواں کے ہزوں سوں سے کہا جی کلکتی ہے تو ایمان
کی تسب و تاب لئے ہوتے۔

رات کی تاریکی میں ان کو زنجروں سے ساوھائی
بی کر دلتے۔ رات بھر، زنجروں گوشت میں پوت
ہو اکریں۔ اور رات اسی طرح انھوں میں کھٹ جاتی۔
صحیح کی روشنی میں ان زخموں کو اگدھیرڑا لئے کیلئے ٹوٹا تڑ

وہ جھنگوں نے حضور کے دیدار سے آنکھیں ڈھنڈتی کری
تھیں ان کو تیر دیکھ کر یہاں اضطراب تھا کہ یہ دنیا حضور سے خالی
ہو گئی ہے۔ لیکن ہم نے حضور کو بھی ہندیہ دیکھا اور ان کے غلام
کو بھی اتنی شدت سے محسوس نہیں کرتے! اگر ہم بھی اُرزو
ہنس پڑتی کہ قریش زمیں پر شہادت کا شریخ منصون پہنچاتے
ہوئے ہم بھی اور حضرت سے چلے جائیں جو حضور تشریف نے
کرتے ہیں تو ہم اس ایمان کی لذت و سرسری سے کہتا ہیں جو
خدا اور خدا کے رسول کی دلی چاہت کے بعد قلب و فرج میں
فضل بہار کی طرح ہمہ لٹاتے ہیں!

نظامِ عالم کی دراسی بیچل پر حضور کیسے کیسے جو کہ جاتے
تھے!۔ کتنا گہر انتہی تھیتے تھے!۔ ذرا بہر اتیز ہوتی اور آپ کے
دل کی دھڑکن تیز ہو جاتی۔ ذرا اٹھاتیں اٹھتی ہوئی نظر آپیں
کہ آپ کے مقدوس نہشتم بسم چھپے کارنگ فرد پڑھاتا اور آپ کے لمبی
یہ بیتاب دعا تحریر کئے لگتی۔

”بِسْمِ اللَّهِ إِيمَانِيْ حَمَسَتِيْ اَسْكَنَ بِخَيْرِ جَاهِتِيْ بُوْنَ سَادَ
وَهُوَ خَيْرُ اَسْمَيْنِيْ ہے اور وہ خیر جو اس کے ساتھ بھی
گئی ہے۔ اور بِسْمِ اللَّهِ إِيمَانِيْ میں اس کے ساتھ تبری
پناہ کا طالب ہوں اور اس شریستے جو اس کے اندر ہے۔
اور اس شریستے جو اس کے ساتھ بھیجا گیا ہو۔“

حضور کوسم کی ان تبدیلوں پر کیسے پریشان ہوتے تھے۔

ام المؤمنین حضرت حافظہ رضی اللہ عنہا کا خدا بھاگ کرے کہ اخنوں
نے یہ راز معلوم کرنے کے لئے ایک دن حضور سے سوال کریا تو
ہمیں اس کی عظیم وجہ کا پتہ چل گیا۔ ان کے سوال کے جواب میں
خود خشیت میں ڈوبی ہوئی حضور کی بھی آواز تو سنائی دی
تھی کہ ”لے گا نہیں!“ مجھے یہ کیسے اطمینان ہو جائے کہ اس میں خدا
کا تبر نہیں ہے؟۔ پھر آپ نے اس بدضیب فارت شدہ
قوم عاد کا تاریخی والدیا تھا جو ابرا و باد کو دیکھ کر یہ خوفناک ہوا کا
کھایا تھی کہ ان میں ہمایے لے شادا ہوں کے سوچ کو اور نہیں۔
حالانکہ ان میں اس سبق پر ٹوٹ پڑنے کے لئے غذا کے ہوناک
دھماکے چلے آئے ہے۔

گوئیوں کی ماردی جاتی۔ نیلی نیلی ریگیں اُبھر تھیں پھٹ جاتیں
اور خون دینے لگتیں۔ بھربرات بھر کے لئے اس سرایا حرث
مومن گور بھر ویں میں ایٹھنے کے لئے چھپیڑ دیا جاتا۔ پہلی اسی
رات اسی عالم میں کٹ جاتی کہ نظامِ ازادہ دم ہوئے کے لئے
یٹھی میندیں خراستہ لیتے اور نظموم کرہناک زخمیوں اور
کانٹوں پر کروٹ بھی نہ بدل سکتا! دوسرے دن کا سورج
دیکھتا کہ اس طلاقِ حق و صداقت کو گرم گرم بالوں کے بھاؤ میں
بے خاتا بھونک دیا جاتا۔

”اب بھی کہا سے خدا ایک نہیں...!“ کفر و ترک
کے انسانی درندے سے اس کے اوپر جھکتے اور چلاتے۔

زخمیوں اور گرب و درد میں ڈوبی ہوتی ترشنیں آواز
پھریتیں سے اُبھریتی اور ”آحدا! آحدا! آحدا!“
کاواہیاں آہنگ ہوں کا توں سنائی دیتا۔ نظم و سفت کی
ھٹک ہمار کر بیٹھ جاتی اور بلال ہاکی آواز کو طرح خاموش نہ
کر سکتی۔ ہاں ہاں بھی بالکل ایسا ہی تھا کہ ہزاروں سنتگرل کر
بھی کسی ایک بلال ہم کی آوازِ حق کو نہ بسکت تھے۔ گراب
گروڑوں ملاؤں کے سینوں میں بھی اس آواز کی کوئی دھمک
شنائی نہیں دیتی۔ ہم کرمدوں میں بھی ایک بلال ہم کی ایسا نی
طاقت نہیں۔ اور ہم اپنے ایمان کی اس نامعلوم ترین رعنی
پر کس اطمینان سے بیٹھتے ہیں۔ پاؤں پسائے موٹے ہیں۔ دن
میں اکٹا کر زمین پر چل پھر رہتے ہیں۔ لے لوگو!۔ یہ نہیں
کیا ہوا ہے؟...“

لیکن جب تک حضور ان کے سامنے نہیں حضرت بلال ہم
پر نظمام کے پہاڑ بھی ٹوٹ گئے تو اخنوں اُفتا تک نہیں سگر
حضور کے وصال کے بعد انھیں اس دنیا میں ایک دن ٹھیرنا
دو بھر ہو گیا۔ عشق رسول میں مومیں کیسی نزاکت
اور کیسا استحکام پیدا ہو جاتی ہے۔ کفر کے مقابلہ میں پس اڑ کی
طرح اٹل ٹکڑت رسول کی بارگاہ میں پانی پانی!۔ حضور کے
دنیا سے تشریف لے جاتے ہی بلال ہم کا یہ حال تھا کہ وہ دیواندہ
شہلات کو ڈھونڈتے پھرتے تھے۔

۔ جب جرم و نگاہ کی ماری انسانیت ہولناک عذاب کی لپیٹ
میں آرہی ہوگی اور ہم سب اس کے حشم دیدگوار ہوں گے۔
۔ چنان بدسری طرف عرشِ الٰہی کے خلک سائے میں وہ خوش
نیضیب لوگ ہوں گے جن کے دن آبلہ پائیوں میں اور راتیں
سچوں میں گندزی ہوں گی اور اس طرح اس رات کی ایذان زارہ
ہوگی جو حضور نے ساری دنیا کے غم میں رو رکر بر کی تھی۔
امام عظیم حضرت ابو حیین فرجۃ اللہ علیہ کی ایک پوری رات اس
کیست قرآنی کے دریافتے معانی میں سفیدتے بے تاب کی طرح
چکرانی پھری۔

”ایسے او جموں! آج کے دن تم الگ تھلک
کھڑے تو پہ جاؤ!“

یہ تو طبیعہ کی قیامت کا میدان لگے گا۔ یہ بھی طبیعہ
کہ اس میدان میں تمام نوع انسانی ایک جھروکی سنتے ہی رہے
پاؤں سب سب ایکی اور ہم خود اس بحکم سیکڑیں میں ہوں گے۔ اور
یہ بھی طبیعہ کہ وہاں سب ایک مادھندرہ مکیں گے۔ انسانیت
کالا تنہا ہری خاندانِ صاحبین اور جمیں میں دو حصوں میں بٹ
جائے گا۔ الگ تھلک کر دیا جائے گا۔ ہائے اے لوگو! سوچو
تو ہی اس دن ہم ادھر بلائے جائیں گے یا ادھر جنکہ دینے
جائیں گے؟۔ ادھر جہاں خدا ہو گا۔ خدا کا رسول ہو گا اور
مرمیں و صاحبین کی حاجت ہوگی۔ یا ادھر جہاں اجلیں لعین
ہو گا۔ ملعون ابو جہل ہو گا۔ مردوف فرعون ہو گا اور حادثہ مود
جسی بخت قومیں ہوں گی۔ ادھر جہاں رحمت و مغفرت ہوگی
یا ادھر جہاں عذاب ہی عذاب ہو گا۔ ادھر جہاں بھلو
کی طرح ہستہ ٹھیکہ چہرے ہوں یا ادھر جہاں دھوں میں
اٹے ہوئے چہرے۔ زنگ چڑھے ہوئے دل اور خوف و
حیرت سے پھٹی ہوئی آنکھیں ہوں گی؟

۔ ہاں ابھی ہم یہ سب کچھ سمجھ سکتے ہیں، یہ نہ لہت
ایک دن ختم ضرور ہو جانے والی ہے، لیکن ابھی ختم نہیں ہوئی
چلیے یہ لمحہ اسکا آخری ہی لمحہ گیوش ہو۔ ہاں ابھی یہ سمجھ سکتے
ہیں کہ کیا ہم مسلمان ہیں؟۔ خدا کا فکر ہے کہ ابھی اس پلے ہیں سچے
جگہ اور خدا کی طرف پلٹ جگا کی مہلت دے رکھی ہے۔ چہ کوئی
جس چہلت سے فائدہ اٹھائے۔

دنما ج پھر قومِ عاد کی ذہنیت پر جل کھڑی ہوئی ہے
۔ بادلوں تی گھن گرج۔ آندھیوں کے جھکڑ۔ طیفالوں کا
خوش۔ بھوپالوں کے جھکڑ۔ اب تو آئے دن کی باتیں ہیں۔
لیکن کتنے چہرے اس سب سے لچھے چہرے کی یادِ نازدہ کرتے ہیں جو
نظامِ عالم کی ذرا سی بیجل پر خدا کے خوف سے کھلا جاتا تھا۔
۔ لکھے میعنوں میں خدا کے قبیر کا وہ اندر لشیہ سر اٹھا تھا ہے جیسے
موقعِ بر حضورؐ کی بد قرار دماؤں کے لفظ لفظ سے ٹپکا گزنا تھا۔
ہم خدا نے کرے کہ اس زمین پر عذاب کی گود میں دم توڑیں لیں
ایک عذاب رسیدہ قوم کی خوبی خوبی کو ایسا لینا کیا بجا سے
خود ایکستقل عذاب کے کچھ کم ہے؟۔ ہائے وہ لوگ جو حصلی ہوئی
آنکھوں سے ہیئت کو نہیں دیکھ سکتے ان کا انعام اس وقت کیا
ہے جاگ جب آنکھیں بند ہو چکی ہوں گی! لعنةِ قلوب لا یَقْعُدُونَ
یَعَادُ لَهُمْ أَغْيُنُّ لَا يَمْصُرُونَ رَبِّنَا وَ رَبُّهُمْ أَذَلُّ
یَسْمَعُونَ بِهَا أَدْلَلُكَ كَيْ أَذْنَاعَمْ بَلْ لَهُمْ أَصْنَلَ۔

اسی خوب و روزگاری دنیا میں ایک ایسی رات بھی تو آئی ہے
جن کو حضورؐ نے رود رکر گزار اتھا۔ آپ خدا کے سامنے امرت
ہاتھ باز ہوئے لرزہ براندم کھڑے تھے اور روزہ کر روت پڑتے
تھے۔ جب دنیا میٹھی نہیں کھڑے لے رہی تھی۔ اور آپ کی اس
رات کی یہ آواز گواہ ہے کہ آپ اپنے لئے نہیں اس دنیا کے
غمیں برد رک جان بکان فراہیتے۔

”یا الکمالک! اگر آپ ان کو عذاب میں ڈال دیں
تو یہ آپ ہی کے غلام ہیں اور اگر آپ ان کی خطابیں
سماون کر دیں تو بے شک آپ زبردست اور ٹکمیں۔
 تمام رات اسی عالم میں گندزی۔
 ہائے وہ رات!“

اور ۔ ہائے وہ درد بھرے آنسو!
کاش! ۔ ہم اور کچھ نہیں تو ان آنسوؤں ہی کی قیمت
پہچان سکیں!
ذر اس وقت کا دھیان تو کو جب میدانِ حشریل ایک
طرف ہم اور دوسری طرف خدا ہو گا۔ الہ مریم و معلیٰ اللہ۔

اگرچہ پیر ہے آدم جوان ہیں لاتِ منت

مگر ختم صدر الیوب حمد، اور ان جیسا طرز فکر رکھنے والے ہندو
پاکستانی ہی خوش نہم صفات تو پھر تو فرمائیں کہ اگر وہ گروہ
اقتدار چاہتا ہے تو اس میں عجب کیا ہے۔ آخر کیوں نہ چاہے۔
آپ یا کوئی بھی کرسی نہیں کیا مال کے پریٹ سے گزی پیدا
ہوا تھا یا اس کی پیشانی پر یہ بات لکھی ہوئی ہے کہ تم تو زور
زبردستی ہر طرح سے مند اقتدار حاصل کر لینے کے حق پر مکروہ درج
لوگوں کو یہ بھی حق نہیں کروہ قانون ہی کے دائڑے میں رہ کر
پُر امن اور شریفانہ طریقوں سے بھی مند اقتدار کم پہنچ
کی کوشش کر سکیں۔

تاریخہ لگنا ہوں کو جنم بنانے کی تکمیل کو طبق کیجئے خود
اقتدار کی شاہزادگانی سے ہم آنحضرت ہیں لیکن دوسروں کے لئے
حصول اقتدار کی خواہش نکل جرم۔ حقیقاً عروس اقتدار ایکی بھی
کی عکوچھ ہے جس کا نہیں بھی کسی اور کسے گھنادی بات ہوگی!
پھر زاید کہ "آخر" کا لفظ بھی جرم کو بھی انکے بنانے کیلئے استعمال
کیا گیا۔ آخر معنی دار ہے۔ جس عربی مذہبی گروہ کو مطعون ہیں
جاری ہے وہ تو رابریں سال سے بھی کہتا آرہا ہے کہ مند
اقتدار پر ان لوگوں کا قبضہ ہونا چاہئے جو اسلام کے وفادار
ہوں۔ فقط اسلامی کی حد تک نہیں عمل و کردار کے دائڑے میں
بھی وفادار ہوں۔ اس کا جو مفہوم "جدوخت" جو مطابق اور جو
مشن ہے وہ روز اول سے مکمل کتابے۔ اس کے بیان کوئی آخر
کوئی پرداز، کوئی نقاب نہیں۔ پھر بھی کسی آنکھ و اس کے "آخر"
نظر اسے تو اس کے سوا کی بکھارا جاسکتا چہ کہی تو اس کے دل
کا چور ہے۔ ایسے ہی موقع کے لئے پچلوں نے "چور کی داڑھی

اجھی بھی روز ہوتے کراچی میں حشم بدود را یک "مشاجع
کافرنس" ہوتی تھی۔ ہوتی تھی یا کی تھی۔ اس میں صدر
ملکت جناب محمد الیوب خان صاحب بنتے اپنی "الست" میں ہم اسلامی
موضوعات پر انہماں خیال فرمایا اور اس بات پر خوشی ظاہر کی
و مشاجع میں نشرت ایسے ہی تشریف و صالح حضرات کی ہے جو
سیاست میں مدد ام کیش ہیں اور دین کی خدمت کر رہے ہیں۔
آپ کے ارشادات میں خالیہ کے کچھ فقرے جوں کوں ہیں۔

"فھری پر نکر بہت خوشی ہوئی کوئوں تک ارکان اپنے
لئے کوئی سیاسی اقتدار نہیں چاہتے۔ بدسمتی سے اچ
ہمکے لئے ہیں ایک ذہنی گروہ ایسا بھی ہے کہ اس نے
سیاست میں حصہ لینا شروع کر دیا ہے۔ جہاں لوگوں
ہیں اور ساقہ ہی بیدھے اور نیک ہیں وہ آسانی سے
یہے لوگوں کی باتوں میں آج دنہ ہیں جو نہیں کی آخر
میں اقتدار چاہتے ہیں۔ کاش وہ ان لوگوں کے
فریبے بخرا رہیں۔"

لکھنؤ کی بات ہے کہ "شخص بھی چند روز کے لئے
مند اقتدار پر آجائا ہے" اس خوش بھی میں بتلا ہو جاتا ہے
کہ اقتدار تو اس کے باپ داد ایک میراث ہے اور دوسرے
سب لوگوں کو ان کی ماوں نے غلام ہا ہے۔

چھوڑتی ہے کہ ایک ذہنی گروہ واقعی سیاسی اقتدار
چاہتا ہے یا یہ الزام خود الزام لگانے والوں کی نام نہادنا فتو
اور دعا ندیلوں کے جو ادا کیک بھونڈا سا بہانہ ہے۔ مان یا کہ
یہ عقوب و مطعون مذہبی گروہ عجج اقتدار بھی کا طالب ہے۔

ان کی تائید اور ان کے اعتماد کا حق دار ثابت کر دے۔ ایوان اقتدار میں داخلہ کے متنی صفات حکم طے ہوتے ہیں اور اپنے پروگرام عموم کے ملائیت کا تھا ہے۔ کوئی صفتی ترقی کے سبز باغ دکھانا ہے۔ کوئی معاشی جنت کے خیالی پر جنم لہراتا ہے۔ کوئی تجارت یا ذرائعت یا سماجی اصلاح کی بشارت دیتا ہے۔ یہ سب جائز ہے۔ یعنی جمہوریت اور یکسر مراجح و برحق۔ لیکن اسی معاذ برگر کوئی شخص یا گروہ مذہبی اخلاق کا نام لے شے تو وہ مجرم۔ مکار۔ مفسدہ پرداز۔ غدار اور گردنہ زدنی ہے۔ اس کا تو مطلب یہ ہوا کہ آپ کے نزدیک دینا کی مرتبے گھناؤتی اور طعون شے مذہب و اخلاق ہی ہے۔ اس کا نام مست لو اور جو چاہے کہتے رہو۔ تھیں اجازت ہے کہ اقتدار کی منڈنک پیچے کے لئے کسی بھی پروگرام اور نظریہ کی آڑ لو۔ علم کی نو نرم تکمیلی آڑ لیکر انتخابات لڑ سکتے ہو لیکن یہ گز بردہ نہیں کیا جاسکتا کہ مذہب و اخلاق کا نام تھاری زبان پر آئے تم پر کہہ کر لوگوں سے وہٹ نہیں انگل سکتے کہ یہیں امرت مسلم کو اللہ اور رسول کی عليمات پر جلا ہے اور یہم اسلام کو زندگی کے ہر دائرے میں معزز بنانے کے خواہشند ہیں۔

کوئی کافر و ملحد ایسی بات ہے تو قابل فهم بھی ہے لیکن جو لوگ اپنی ہر تقریر میں اسلام اسلام کی روشنی کا لکھتے ہیں اور بر عالم خود معموقیت پسند بھی ہیں وہ اگر اس طرح کی بات کرتے ہیں تو سو اس کے کیا بھاجا جائے کہ اقتدار پر بالجنابیں ہے۔ کی ہوں نے انھیں پرے مرسے کا معموقیت دسم بنا دیا ہے۔ یا پھر انھیں اپنی تمام تر "اسلام بازیوں" کے باوجود اسلام کے اخلاق سے میکی سے دل کر دے۔ لفترت ہے۔ سخت تھبیت ہے۔ کچھ میں یہ نہیں آنکھ عرب مأب ایوب خان تھا۔ اور ان جیسا اندراز فکر رکھنے والوں کے نزدیک "اقتدار" کوئی بری چیز ہے۔ اچھی چیز۔ اگر بری ہے تو اخیر شرم سے پانی پانی ہو جانا چاہیے کہ وہ دن کی رکھنیں اس براہی سے پلٹے ہوئے ہیں۔ پھر وہ کس منصب سے عموم کے کافوں میں وظفوں میں کامیابی کیا جائے گا۔ ایسا اگر وہ اچھی چیز ہے تو آخر کیوں فقط فہری گروہ پر یہی پابندی لگے کہ وہ اس اچھی چیز کی طرف نہ بڑھا لے۔ اچھے لوگ

میں تکا" کی کہاوت وضع کی بھی مگر افسوس کہ عرب مأب صدر پاکستان کے داراً بھی بھی نہیں ہوا۔ اس کہاوت کو ان پر چسائی کیا جا سکے۔ پھر بھی ادنیٰ خورد فکر ہے۔ سے ہر آنکھ دلدار کی سکھی کے لئے مذہبی گروہ" کی دعوت کے آگے تو نہ آج ہے نہ پہلے کمی بھی۔ ہاں خود جناب صدر والیوب اور ان کے مقنود ماقبل میں بدلے خلک اسلام کی آڑیں میں مانی جو سنکے درپے میں تاپ شمار نہیں کر سکتے کہ سال کے تین سو سینیٹھ دنوں میں یہ صفات کھٹی بار اسلام کی دلائی دیتے ہیں۔ اسلام سے عشر صادرات کا اہم کرہ ہے، اسلام ہی کو اپنا اور ہاں پھونا بنتے ہیں لیکن اس سخن سازی و شیفہ بیانی کی آڑیں ان کے اعمالی اور کارکنوں جو کچھ ہیں ان کا اندازہ کرنے کے لئے فقط اتنا ہی دیکھ لیتا کافی ہے کہ "اسلامی پاکستان" میں میں قانون کے زیر نگرانی شراب نوشی، عصمت فردشی، ناج رنگ اور تہذیب نوی کے نام پر الگ کوئی قانون بھی بنا نہیں تو ہاں ملکی ترقی پذیر ہیں۔ اسلام کے نام پر الگ کوئی قانون بھی بنا نہیں تو ہاں ملکی قانون۔ جو قرآن و سنت و ایسے اسلام سے فقط لا پردازی ہی کا آئینہ دار نہیں بلکہ اس سے بیزاری اور ضد کا بھی نہ ہے۔

اسلام کی جو تعریف یہ لوگ کرتے ہیں اس کی سب سے بڑی خوبی ہے کہ اس کے در دانے سے دنیا کے ہر باطل نظریے اور ہر اخلاقی دشمن عمل کو دا خلے کی پوری آزادی مل جاتی ہے لیکن ہمیں ملتی تو ایکیسا اسلام کو ہمیں ملتی۔ اسلام کے لئے ان کے طبعزاد اسلام کے قصر المحراب میں منون و مدن کا قفل لٹکا ہوا ہے اور جو شخص یا گروہ اس قفل کی طرف انگلی بھی اٹھا نے کی جسارت کرے اس کے لئے ان کے ترکش میں بہت انوں اور ذبر دستیوں کے تیر برداشت پر تو ہے ہوتے ہیں۔

مگر علیٰ۔ ھٹوڑی دیر کے لئے مانے ہی یقین ہیں کہ ایک مذہبی گروہ کوچھ مذہب کی "آڑ" ہی نیک اقتدار کی منڈنک پہنچا جا رہا ہے تو اس میں آخرو ایسا اور اعزاز مند کی کیا ہے؟ اسی سیاست میں کیا اقتدار منصب کے ہر خواہشمند کو بے محابر نہیں ہوتی کہ وہ اپنے نظریات اپنے منصوبے، اپنے عوام یا مشروط کی چیزیں میں عموم کے آگے پیش کرے اور خود کو ان کے دوست،

اچھیں یہ بھی ڈر رہے کہ ایسا زہویر مذہب اخلاق کے شیدائی کسی مرحلے میں ان سے نہ گام اقتدار چینیں لیں اور تجھے جم کا اسلام اُن تمام لوگوں کو بے عزت بنا دے جو زندگی کا ایک دن بھی اسلام کی عملی اطاعت میں گزارنے پر آمادہ نہیں ہیں۔

ہم کیا ہماری ترقی دیکیں۔ آج زندگی کی قدمیں ہی پکھے ایسی بنا دی گئی ہیں کم سے کم ہمارے شرق میں دوپیسے کے پاس ہی اور جاری ہیے کے حلقے دار کے آگے اس طور پاپی جو ہر قسم در بقراط کے سینے پر دو آئے والا گورنر اور وزیر مونگ دلتا ہے جو ہے کہ مولانا مودودی جیسے فکر اسلام پر وہ لوگ ادازے کرتے ہیں جن کی سب سے بڑی قابلیت یہ ہے کہ اچھیں دزارت خارجہ کی توکری مل گئی ہے۔

اجھی کچھ روز ہوئے ایک صاحب نے جیسا سوت وھی میں خاص شہروں میں بلا تکلف فرمایا کہ مودودی صاحب سات تو بالکل جانتے ہیں تھیں۔ اب کون ہے جو ان کی زبان پکڑے اور ان کے دانت گنے۔ سیاست اگر صرف وہ ہے جسے تم سیاست کہنے پر یعنی مکروہیں مخالفت دروغ باقی نہیں اصولی اور غرض پرستی تو یہ جسے مودودی صاحب کیا ان کے آقا حجۃ صلی اللہ علیہ وسلم ہی سیاست ہیں جانتے تھے۔ لیکن سیاست الگوہ ہے جو خاتم النبی و صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو یکبر و عفران و عثمان نے اور معتمد ویہ وابن عاصی نے بری تو تھا کہ اس النام میں اور اس اعرابی کے قول مکروہیں کوئی جو ہری فرق نہیں جس سے ایک موقع پر خود سردار اپنی وجن خلاصہ کائنات، تھی تحریک پیکر ہدی صلی اللہ علیہ وسلم اعلیٰ آلہ واصحاب و ازاد احمد سے کہا تھا۔

”لے محمد! انصاف کر!“

لیکن نہیں۔ اس اعرابی کے باطن کی سیاہی نہارے باطن کی سیاہی سے کہیں کم بھی۔ وہ فقط ایک معصوم سی نادانی کی رویں ایسا کہہ گیا تھا درجہ حجب اللہ کے رسول نے جواب دیا تھا کہ — ”لے معترض! الگریں ہی انصاف ہیں کروں گا تو دنیا میں کون انصاف کرے گا!“ تو اس نے ذھٹانی کا مظاہرہ نہیں کیا تھا۔ مگر تم وہ لوگ ہو جو سرہام اسلام دینی مقبول نہیں بنالپار ہیں جس کی اچھیں بے پناہ نہ اہش ہے۔

اس کے زیادہ حق ہیں کہ اچھائیوں کی طرف پلکیں۔ نہ ہب اخلاق، خدا اللہ رسول کی تعلیمات اگرچہ جیسی ہیں اور اقتدار بھی گزری چرخیں تو پھر رسالت قابل اعزاز کیسے ہو سکتی ہے کہ اچھے لوگ اچھی ہیزوں کے سہابے کے اچھی ہیزوں کی طرف طھیں۔

لکھنؤ صدر یا وحشت اس بات پر خوشی ظاہر کی ہے کہ موت کے مشانع سیاسیات سے کنارہ کش ہیں۔ یہ خوشی تہرا جاپ صدر ہی کو نہیں ہے پورا مغرب، ساری دنیا کے کفار اس بات پر خصہ دراز سے بے پناہ سرت محوس کر رہی ہے کہ جو دین حجات و کائنات کی تمام وحشتوں کو اپنے ملائیں ڈھانلے چلا تھا اس سکپردا ب صرف سمجھیں اور خانقاہیں ڈھانلئیں مگن ہیں۔ دین و سیاست کے مابین حسوں صل قائم گرنے کا سہارا در ۹۱ میں کی ایسٹ انی مصروف یا تحریک صدور کے سر نہیں ہے بلکہ یہ حضرات لامحنٹ اگر دشید ہیں اماں و استاد تورہ کا فرانہ ذہن ہے جو اپنی تاریخ کفر کے تحفظ پر طبعیں ہی نہیں پورستا تھا اگر مسلمانوں کے دامغون ہیں دین و سیاست کے دل الگ اگھا خانے شہادیتا۔

یہ بھی صدر حضرت نے ٹھیک ہی کہا کہ ملک میں ایک بند ہنسجی گروہ کا سیاست میں حصہ لینا بدستی کی بات ہے۔ لیکن ایسا امتحان فقط اتنا ہے کہ بدستی کس کی ۹۱ یا ۱۰۰ پرے ملک کی یا یہ مقتد در گروہ کی ۹۰ پرے ملک کی بدستی تو اسے اسی وقت کہا جا سکتا تھا جب صفات طور پر یہ استانیک ریاستاں کا اسلام اس کی اصلاحی تعلیمات اس کا تصویر جیات اور اس کا انداز اصلاح یکسر تباہ کن اور ناپاک ہے دل سے چاہے ایسٹ انی اقتدار اسلام کو کتنا ہی ٹھیک اور غیری ملکوں تحریک کو سیاہی اعلیٰ تصویر فرماتے ہوں لیکن اقتدار ہر حال وہ بھی کرتے ہیں کہ مسلمان ہیں، ہمیں اسلام سے محبت ہے، ہم محمد عربی ہی کے اتنی ہیں۔ پھر بھلائی بات پاکستانی امت مسلمہ کے لئے بدستی ہی سے شمار کی جاسکتی ہے کہ وہاں ایک مذہبی گروہ سیاہ کاری گٹنا، اقتدار و ذندقا اور کافر انتظامی کی خلافت کرنے والا موجود ہے۔ ہاں اپنی اقتدار کی بدستی بے شک کبھی جاسکتی ہے کہ اس مذہبی گروہ کی مذاہتوں کے باعث وہ گناہ و ثواب کے تصویرات سے بے نیاز خالص ماذہ پرستانہ طرز جیات کو اس تیزی کی ساتھ مقبیل نہیں بنالپار ہیں جس کی اچھیں بے پناہ نہ اہش ہے۔

جانب جنرل بیوپ خان نے فوجی بارکتے اُنہوں کو قصر اقتدار پر
شب خون مارا اور پستول کی نال پر شاپر صدارت کو اپنے شیشے
میں آتا رہیا۔ بے چارہ پھل صدر نہ جانتے کہاں ایڑیاں رکھ لے رہا
ہے گا۔ وہ اور کسی لحاظ سے یجادہ کہلانے کا حق نہ ہو مگر اسی عبارت
سے بہر حال بخارہ کہلانے کا حق ہے کہ اسے جمپوری طلاقیوں سے
ہنس مارا گیا بلکہ اس کی گردی پر لوٹے کی جرمی جلالی تھی۔

جو حکومت صدر توپ لیکر ایوان اقتدار میں داخل ہوتے
ہیں وہی یا ان کے وزیر و وزراء مودودی پر خواہش اقتدار
کا طفت کیسی اس سے بڑھ کر قسم ظریفی اور کیا ہوگی؟۔

چہ دل اور است ذریعے کے بعث چراخ دار د
الزم تراش میں نقطہ زبان پرانے سے زیادہ کوئی محنت
نہیں کرنی پڑتی۔ یا کب لگائی کمی کو مولانا مودودی اور ان کی
جماعت کی غیر ملکی طاقت کے اشائے پر چل رہے ہیں۔
مولانا سوال کرتے ہیں:-

”میں پوچھتا ہوں کہ اگر جماعت اسلامی اور مودودی
ایسا ہی لیکا؛ ماں ہے تو اچ تک آپ انکو خریدتے
میں کیوں کامیاب نہ ہوئے اور باہر والے ہی کیوں
کامیاب ہوتے رہے؟“

شو شو چھوڑ اگیا کہ:-

”مودودی صاحب نے ہبہ کو سماں معاہد کے
حصول کی خاطر بنا دیا ہے ہیں اور انہوں نے ہبہ
کالمبارہ افریدہ رکھا ہے۔“
مولانا چراپ دیتے ہیں:-

”جہاں تک بنا شے کا نعلن ہے کوئی اصول ہونا چاہیئے
جس کی بجائے پھیل کر جائیکے کہ کون دا قبیلہ نہ ہبہ کی
پیر وی کرنے والا ہے اور کون مذہب کا الاداہ اور مذہب
 والا ہے۔ آیا مذہب کا الاداہ اور مذہب دالے وہ لوگوں
ہوں مذہب کا نام لینے کے ساتھ اپنی ذاتی زندگیوں میں
بھی اس کی پامنڈی کرتے ہیں اللہ لوگوں میں بھی مذہب
کی پیر وی کرنے کی اپریٹ پیڈا کرنے کی بوشش کرتے
کرتے ہیں یا مذہب کا الاداہ اور مذہب دالدہ لوگ

کی تائیں اڑاتے ہو۔ تھاواری معاشرت تھاۓ مشاعل،
تھاۓ مذہب ہے میں مذاقج تھاۓ معاہد اور خواہشات
سبکے سب سمات طور پر اسلام کے خلاف اعلان بغاوت کا پھر رہا
لہراتے ہیں۔ تھاۓ تقب و درج مستشرقین کی دکانوں میں گرتی
سکھ ہوتے ہیں۔ تم سیاست میں جھوٹ ابے اصولی دفابازی
اور دھاندنی کو عین کمال تصویر کرتے ہو۔ تم بھلا کیسے مان لوگے
کوہ شخص سیاست جانان پھر جو سیاہ اور سپید کو سپید
کہنے کا عادی ہے۔ جوزہ ہر کو قدر کے اور شراب کو ماء الحم کے
اور نماشی کو ثقاوت دلکھ کے نام سے پیش کرنے کا ہم نہیں جانتے
حد تک چیرہ دستوں اسخت ہیں فطرت کی قفسے زیریں

بات دوسرا موڑ طریقی۔ ہم نے قلم اس خواہش کے تحت
اٹھایا تھا کہ ڈھاکہ کی ایک قدر میں مولانا مودودی نے جو
دو لاک ہو ایات اپنے معترضین کو دیئے ہیں ان سے بعض دلچسپ
اجڑا کے بالکل انہوں نے کاری سے لطف آٹھلنے میں قاریوں
بھلی کو بھی شریک کریں۔

سب سے تیکھا، ذمہ داری اور دلچسپ ٹھٹڑا وہ ہے جو طعنہ
اقدار طلبی کے جواب میں مولانا کے مذہب سے تکلی ہے۔ ذرا منته

”باقی ان اعز امن ہائے اور یہ کیا جا رہے کہ ہم
طااقت کے ذریعہ حکومت پر قابض ہوئے پر اعتماد
رکھتے ہیں۔ جہاں تک ہمارا عقل ہے ہمارا دستور اس
بات کا گواہ ہے کہ ہم اس حیزک قائل ہیں ہیں۔ ہمارے
دستور میں اس کی وضاحت موجود ہے کہ ہم صرف
جمپوری اور آئینی طلاقیوں ہی سے کام کرنے کے پاند
ہیں لیکن میں وزیر داخل صاحب ہے پوچھنا چاہتا ہوں
کہ طاقت کے ذریعہ حکومت پر قابض ہونے والوں
کے متعلق ان کی کی رائے ہے۔ وہ بر اہ کرم ذرا ان کے
تعلیم اپنے خواہات کھل کر ہیں تاکہ ہم بھی طعم ہو
کا ایسے لوگوں کو دیکھ سکھتے ہیں؟“

بچکے آپ؟

ابھی صدیاں تو ہیں گذریں اس واقعہ پر کہ عزت مأب

کھاکر مولانا مودودی کو جیل میں ڈال دیا ہے اور جماعت اسلامی خلاف قانون قرار دیدی گئی ہے۔ اس نواز مشن کے چوڑا زمین ابوی حکومت نے جو خرد جرم شائع کی ہے دیکھنے کے قابل ہے۔ لیکن اس پر بحث کون کرے۔ جب مدعا اور وجہ ایک بھی ہوتی الرحمات پر بحث و صحیح وقت کی برپادی کے سوا کیا فائدہ نہ سکتی ہے۔

ہیں جن کی زبان پر "اسلام اسلام" کا نام تو آتی ہے لیکن جن کے ہاں رمضان کے پہنچنے مکمل خلاصہ کاروائی تھی۔ کی جاتی ہیں، دن کے وقت کھانے کھاتے جاتے ہیں اور کھانے کے ساتھ شراب بھی بھی جاتی ہے۔" مگر زیادہ بات اب کیا کرس۔

جہاں تواریخ جاتی ہے تقریبی نہیں جاتیں۔

جانب ایوب کی حکومت نے دلیل کے میدان میں اس

مولانا ابوالکلام آزاد کی کتابیں

صدر اٹے رفت	تین روپے
انسیمات موت کے دروانے ہے	مائیں چھوٹے پیشے
غبار غاطر	پانچ روپے
انسان کی حیاتِ صاحب	مائیں چھوٹے پیشے
بزرگات آزاد	مائیں چھوٹے پیشے
صدر اٹے حق	سو اور روپے

ضخیوری فوٹ ان چھ کتابوں کی تجویزی قیمت پر نہ چوہیں روپے ہوتی ہے۔ لیکن ایک ساٹھ طلب کرنے پر یہ سیٹ صرف میں روپے میں پن کردا جائے گا۔

زینۃ المذاکر و مکمل و مدلل [رشید احمد گنگوہی - مع اضافات]

مفردہ و کثیرہ۔ جس میں جملہ مسائل حج کو اُردو زبان میں نہایت تفصیل سے مع والجات کتب ترتیب دیا گیا ہے اور بلا خوف تردید کیا جائے گا کہ موجودہ دور میں اس سے زیادہ مستند کتاب مسائل حج پر موجود نہیں ہے۔ حمدہ سفید کا فذ شیفت مجلد آٹھ روپے۔

شهادۃ القرآن [ان کے زندہ انسان پر اٹھائے ہے]

کے رہنم دلائل۔ مجلد چار روپے پچھتر پیسے۔

المجال و الکمال [راحتۃ الطیلین کے شہر آفاق مؤلف فاضی مہریلیمان منصور پوری کی فسیر

سہرہ یوسف جو ایمان اور زندگانی سے مزین ہے۔ میعادی ایڈیشن مجلد چھ روپے۔

القاموس الجدید [ایک علمہ اردو عربی داکٹری -

تادرہ۔ آپ اردو کے کسی بھی لفظ کا عربی مراد ف آسانی سے پاسکئے ہیں۔ نئے زمانے کی اصطلاحات اور ناموں وغیرہ کے بھی عربی تراجم میں لگے جو پرانی لغتوں میں نایاب ہیں۔

قیمت مجلدات روپے۔

الحاکمة في تخلوقت اللہ [امام عزیزی کی ایک مشہور کتب کا اردو ترجمہ۔

قیمت مجلد تین روپے ۲۵ پیسے۔

مکتبہ تجلی۔ دیوبند (لی پی)

اردو فارسی داکٹری [اندود سے فارسی بنانے کیلئے

ڈاکٹری - قیمت پچھر پیسے۔

مکاتیب زندان [جیل سے مولانا مودودی امولانا اصلی

اوہ میان طبلیں احمد کے خطوط۔ دو روپے

مشنیت خیر الانان [مشنیت اکاراحدہ بیشکر دو دمیں

معالع سے عام تاریخیں کو حدیث کی اقسام اور مراتب و

درجات وغیرہ کے بارے میں بڑی مفید معلومات

چالی ہوں گی۔ قیمت مجلد پانچ روپے۔

بھل کی طاہر

تمانع و مذمت پر ایک سی حدیثیں آئیں جو ہم سے متفق ہے۔ فہمیں اور یہ تھیں۔ کہ ذہن میں بھل شامل نہیں رہتا ہے۔ فائل میں تو ایکسیں دیکھیں۔ اس میں کسی شہر کی جاگہ سی ہمیں یہ کہ صدر رحمی اعلیٰ درجہ کی بنی ہے اور قطع رحمی پر مسرے کی بُرا ای۔ اپنا رشتہ دار اگر کافر ہے تو صدر رحمی کے بعض تقاضے اس کے حق میں بھلی پڑتے کرنے چون گے۔ مثلًا وہ نفس قلاش ہے اور آپ صاحبِ حیثیت ہیں تو صدر رحمی کے تحت اس کی مناسبت مالی مدد کرنا آپ کا فرض ہو گا۔ یاد ہے ستایا جا رہا ہے تو آپ پر لازم ہو گا کہ اپنی استطاعت کی حد تک اس کی طرف سے دفعہ توں۔ وغیرہ۔ لیکن دوسری طرف، یعنی قوت والامم ہمیں بھلی اپنی بُعد سو فیصدی برحق ہے۔ یہ تو ہماری نظر کے تھیں لگزد اکحدیت میں بھلی اس طرح آیا ہو جس طرح مولوی صاحبِ بُری دعویٰ فرماتا۔ تاہم بات بھی درست ہے کہ فساق و فحوار سے ترک تعلق کر جائے درست کیسے نہ ہو جب روز بھی ہم اپنے نبک آگے افرا کر رہے ہیں کہ اللہ ہم ہر اس شخص سے رخصت تورتے ہیں جو آپ کا نازار ان ہو۔ اس دلکھی اور استغل اقرار کے باوجود اگر ہم مقاوم و فشار سے ترک تعلق رکریں تو ہم سے اڑاہ کردھیت اور درجہ اگر کوں ہے۔ لیکن دعائے قوت اقرار بھلی ہے اور وعدہ بھلی۔ اس کے خلاف عمل کر کہ ہم جھوٹے بھلی ٹھہریں گے اور جو بُر کن بھلی۔

پھر ان دو قوں ہمکوں کی تعلیم کیسے ہے تو یہی کہ "تعلق" اور "صلدر رحمی" درہ میں اک۔ ہی چیز کا نام نہیں ہے بلکہ یہ دو الگ الگ چیزیں ہیں۔ "تعلق" اصطلاح میں ایسے ربط و ضبط کو کہتے ہیں کہ دلی انس اور دوستداری کا مظہر ہے۔ جیسے مل جل کر ہفتا بولنا۔

شریعت کے دو حکم

سوال ۱: از جدھری ہمراخان۔ قلع سالکوٹ۔

ایک دن ایک مولوی صاحب نے جمع میں فرمایا کہ جو آدمی قطع رحمی کرے اس کے بالے میں نبی کریم نے فرمایا ہے کہ اُس آدمی پر جنت حرام ہے۔ پھر کسی اور جھوٹ کے وعظ میں بھلوں نے فرمایا کہ آپ توگ ہر اس شخص سے قطع تعلق کریں جو اتنا غلط ہے کہ حدیں قوتا ہو اور ساختہ ہی نبی کریم کا یہ قول حق کیا کہ آپ توگ روزانہ نماز عشاء میں دعائے قوت طریقہ میں فرمائیں۔ بھلی پڑھتے ہیں کہ تخلص و تحریم میں بھر لائی یعنی میں ہر اس آدمی سے الگ پہنچتا ہوں یعنی تعلق ترکتا ہوں جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانیاں کرے۔ بعد تجھے میں نے مولوی صاحب سے دونوں حدیثوں کی بابت دریافت کیا تو انہیں نے اپنی اعلیٰ چوری کی سو جاپ کو اس سوال کی بابت تکلیف نے کہ زد و می نہیں کر لے۔ مولوی صاحب کی تعلق ترک کا علاوہ رہا ہوں کہ ایک آدمی کا حقیقی بھائی جو بے خازی ہوئیکے علاوہ چوری بھلی کرتا ہے شراب بھلی کرتا ہے زنا بھلی کرتا ہے اور جھوٹ بھلی بولتا ہے۔ مگر ایسے بھائی سے قطع تعلق کیا جائے یا نبی کریم کے پہلے قول پر عمل کیا جائے؟ امید ہے آپ پوری طرح وضاحت فرمائیں۔

ايجا عل:

صلدر رحمی۔ یعنی تراہت کی پاسداری میں جس سلوک اسلام کی اہم ترین اخلاقی تعلیمات میں سے ہے۔ اس کی ضد قطع رحمی ہے۔ صدر رحمی کی ترغیب و توصیف اور قطع رحمی کی

تشرک تعلق بھی کیجئے اور صدر حجی بھی۔ واللہ الموف -

تقدار اور ادھار کے بھاؤ میں فرق

سوال ۱۔ - (اصناف)

کیا تقدار اور ادھار میں کچھ نہ رون ہو سکتا ہے۔ یعنی گدم نقد تو متنال سترہ روپے میں بھی ہوادیں چار ماہ کے ادھار پر بیش روپے میں کے حساب سے دی جائے تو کیا۔ اس کے باز تینیں بھی اُن دو لوگی صادرات پوچھا گیں تو انھوں نے فرمایا کہ بھائی نہ ہے تو اسے جائز لکھا ہے اور مولانا! اس نے ایک خانوں کی براہ راست کیا۔ بھائی زیر کا بھی والد بامبر کوئی حدود اکھوں نہیں انہیں کی اس سنتھل کو تسلی نہیں ہوئی اس لئے آنکھیں اس کے باشے میں بھی روشنی طالیں قیامت ہو گئیں۔

اجواب ۱۔ -

نہ ہمارے میں یہ دو صورتیں کی ہیں۔

اُنکے کم بیچنے والا یہ ہے:-
اگر دو ایک بھی روپے تو قیمت یہ ہے اور بھروسے تو قیمت یہ ہے۔

اس صورت کو قہارنا جائز بتاتے ہیں۔

دوسری یہ کہ قیمت و اضعی کرنے سے قبل ہی معلوم کرے کہ خریدار نقد خریدے آیا ہے یا اُرض۔ نقد کی صورت میں کسی جیز کو جن داموں پر قوت خوت کرنا تھا اُن اُرض کی صورت میں ان داموں سے کچھ زائد پر قوت خوت کرے تو جائز ہے۔

دوفون صورتوں میں فرق ہے کہ ایک میں تو قیمت معین نہیں رہی بلکہ دو قسمیں ہوتیں۔ نقد کا لئے کچھ اور ادھار کا لئے کچھ۔ اسے نقد کی اصطلاح میں "بھالت نہیں" کہتے ہیں۔ یہ فہارس کی نظر میں جائز نہیں ہے اور دوسری صورت میں قیمت دو نہیں بلکہ ایک ہی ہے۔ بیچنے والے نے پہلے ہی خریداری کی کیفیت معلوم کر کے قیمت ایک بتائی ہے۔ صورت میں خداوند دیانت کے ذریعہ ہو یا انداز ہو دلوں کا حکم ایک ہے یعنی نقدر کے مقابلے میں کچھ زائد قیمت بتانا

مانند کھاتا ہے ایک دوسرے کی قیمت ہیں شرکت کرتا۔ اسے دن ملنے گئے روزاں میں قیمت سب سے کم اُنقطہ ع کا افروزہ اور عمدہ عکس قیمت میں کیا جاتا ہے۔

"لیکن صدر حجی" اس سے جو داشت ہے۔ صدر حجی کہتے ہیں اقیام میں کام آتے کہ اور ایسے راستے کو جسے شروع نہ ہے حال میں ضروری خوار دیا ہے۔ بھیس عیادت۔ عزاداری۔ شفقت و مراثت۔ خرافتی۔

اپ پر بن کر کیا تھا دعا رکھنے اور میں تراک۔ تبلق تو ضروری ہے۔ لیکن مطلع رکھ جائے ہیں۔ اس سے میں جو کم بھی اور کبھی ایسے شر و شکر کے ہوئے یعنی جس سے بیظاہر ہوئے لگ کر آئے کو ان سے غصہ و خور کو کمی لفڑت و شکراہ تھے، مگر اسی استطاعت اور ان کی احتیاج کے طبق جسیں درج ہوتے ہیں۔ ایسا ہے۔ اس کے پرہیز ہو تو عاداد اور میں حکمیت۔ نکاح ہو تو اس کے پرہیز ہو تو مذکوت کیمیہ بالآخر یہ تحریر حق و خور کے مظاہر سے پاک ہو۔ ایر کو فلم توڑے تو حتو والیں پلکھوڑ میں قیام بھی آپ کا فخر ہے۔

اس سم کے بھائی کا اسے دلکریاں اس کے۔ اسے اسلام کے دو فوں تھا۔ نہ بھائی کی صورت یہ ہے کہ رہے پہلے تو آپ اس سے اپنی بیوی اور بچوں کا پردہ کی دیں۔ ایک زانی اور شرابی مسلمان تو اس لائق ہے کہ اس کی حقیقی نہیں بلکہ اس سے پرده لگتے۔ پرہیز دین بخیادی تعمیل ہوگی مخلعہ دستور لفہ مدنی تھیجی لف کے عہد پہنچا ق کی۔ اس کے بعد اس سے صاف کہتے ہیں کہ تم جب تک اپنی حرکتوں سے باز نہیں آتے تو ہے مل جائے کی ضرورت ہیں۔ اس کی کسی رسمی تحریر میں تک رسالت پیجھے البتہ اسے اگر مالی بود ضرور دیں جس کا وہ آپ کی دلستہ میں مستحب ہے۔ یا اگر آپ سمجھتے ہیں کہ وہ پیسے کو متراپ وزنا میں اُڑاٹے کہ تو اس کے اہل و عیال کے لئے آٹا دال اور کپڑا وغیرہ کا اپنی گھنائش کے مطابق انتظام فرمائیں۔ اسی کا نام صدر حجی ہے۔ ایسے مرد و بھائی۔ کے اہل و عیال کی بزرگی سے خال رہنا اقطع رحمی کہلاتے کہ جو بذریعہ میں کہ دے ہے۔

ہیں مگر کوئی تسلیم کرنے کیوں نہ کہم بہت زمانے سے یہ دیکھ رہے ہیں کہ برا بری ڈیلو کے ذریعہ اطلاع دی جاتی ہے۔ اگر یہ جزو غلط طور پر مولانا صاحب جان کے نام سے مفہوم کرتے ہیں تو اچھے اس کی تحریر کسی اخبار میں کیوں شائع نہیں کی گئی کہ آپ لوگ اس خبر کو غلط بھیں۔

البھی صورت ہیں تو ہم ڈیلو کے اعلان کو صحیح تصور کر کے عمل کریں گے اور الگ ہم اس کو نہ تسلیم کریں تو اس حکم کے ڈیلو کی پارتی تسلیم کریں۔ حالانکہ اس دور آزادی میں ممکن نہیں کہ ہماری اپنی گورنمنٹ ہمارے مذہبی معاملات میں غلط اعلان کرے گی۔ ہر اور کوئی مفصل بھائیتے گا۔

الجواب:-

یہ کہا اور بت نہیں کہ علما تاریخیوں اور ٹیلیفون اور ڈیلو پر دی گئی چاند کی اطلاعوں کو ہر حال میں خیر سعیری بتاتے ہیں۔ قریبًا ہر رال اس منسوج پر بعض علام کے بیانات سامنے آتے ہیں جو سے ڈیلو طرح اخراج کر دیتے ہیں۔ لشکر کی ہوئی اطلاعوں کو وہ بعض شرعاً کے مقتضای میں ہیں جو اپنے نامہ میں اور یہ شرعاً میں کتابت کیا گئی ہے۔

جو صورت اپنے پیش فرمائی اس میں اعتماد کر لئے کی یوری گئی اکثر موجود ہے۔ بشرطی واقعہ ایسا ہو گی۔ مگر یہ ڈیلو کی حد تک ہے تاریخیوں پر اعتماد ممکن ہے۔

یہی اصول ہم ہمیں درست سمجھتے ہیں کہ چاند کی اطلاع نہ شر کرنے والا اولاً تو کوئی مسلمان ہی ہونا چاہیے تا نیا وہ ایسا مسلمان ہونا چاہیے جسے علام کی طرز سے اطلاع نہ شر کرنے کا محاذ بنا لیا گیا ہو۔ الگ ہر سال مکملے باقاعدہ کوئی نظم نہیں بنایا گیا ہے تو اطلاع ایسے ہی مالم کی صورت میں ممکن ہے جس کی صداقت، وقارت، پر عامت مسلمین کو بالعموم اطمینان ہو۔

درصل دیکھ تو ہے ضابطہ کی خانہ گری اور ایکجا اسلام کی روح کا تفہم۔ ضابطہ کی خانہ گری تو یہ شدید ہو گئی ہو کتھی ہے کہ ڈیلو شر متعلق ایک نہ سر علام کے ہوالے سے اطلاع نہ شر کر دے۔ اور یہ خود درست ہے جو اس سے اعتماد ہاتھ آجائی ہے اور چاند کا ہونا تسلیم کیا جا سکتا ہے۔ لیکن جن چاند میں

جاائز ہے۔ والدنا علم بالصواب۔

ریڈیو وغیرہ سے چاند کی اطلاع

سوال:- از ایک ٹیورا صدر۔ نان پارہ

ہمارے علمائے کرام تاریخیوں اور ڈیلو کی خبروں کو مشرعاً کیوں ناجائز بتاتے ہیں؟ براہ کرم مفضل جواب دیجئے۔

اس سلسلے میں چند گوشنے میرے ذہن میں ہیں جو کوئی تحریر کر رہا ہوں تاکہ آپ کو جواب دینے میں مدد ہوتا ہے۔

(۱) تاریخ۔ ہر سکتہ ہے کہ غلط آدمی نے کسی ذمہدار آدمی کے نام سے بھیجا رہا ہے۔

(۲) ٹیلیفون۔ ہر سکتہ ہے کہ بولنے والا وہ شخص نہ ہو جس کو ہم سمجھ رہے ہوں۔ اور الگ ہم اس کی آداز خوب پہچانتے ہیں تو کیوں نہ نہیں۔

(۳) سایلیڈیو۔ ریڈیو پر زیادہ حصہ رمضان اور عید کے چاند کی اطلاع ہوتی ہے، جس کو مانند یاد نہیں کاوال پڑتا ہے تو اس سلسلے میں یہ عرض ہے کہ جب ریڈیو سے چاند کے متعلق بھروسے پڑے ہوئے کا اعلان ہوتا ہے تو اعلان کر کنواں پر کہتا ہے کہ یہ خبر ہم دہلي جامع مسجد کے امام فلان بھائی کے کلستان مسجد کے امام فلان اور صدر کی مسجد کے امام فلان بھائی کے امام فلان۔ امیر معرفت ہند اور فتنی صاحب۔۔۔ لکھنؤ کی ذمہداری پر دے رہے ہیں کہ فلان فلان جگہ عید یا رمضان کا چاند دکھائی دیا یا نہیں دکھائی دیا۔ وہ یہ نہیں کہتا کہ یہ خبر ہم اپنی ذمہداری پر دے رہے ہیں۔ بالکل اسی طرح جیسے تھبھات یا شہر میں کسی مولانا یا درسگار طرف سے اعلان کیا جاوے کا اچ چاند دکھائی دیا یا نہیں دکھائی دیا۔ لیکن اس اعلان کو جو یورپی فناوی ہووے تو یہ تسلیم کر کے اس پر عامل ہوتے ہیں مولانا صاحب فرد افراد کی طرح کوئی خبر نہیں پہنچ سکتے ہیں۔

اسی طرح ہم بھی ڈیلو کے ذریعہ کو ایک اعلان کا ذریعہ سمجھ کر جس کے لئے ہمارے علمائے کرام اپنے ایک ذمہداری پر خبر دیتے ہیں۔

سادہ اور فطری تلاش مجسم بھی زیادہ درود ہو پ کریں۔ ایجادات و آلات کی مدد اور واسطے بغیر فطری و طبیعی وسائل اس سلسلے میں کام آسکتے ہیں لیں انھی کے دائرے میں کوشش کرنا ہم بر لازم کیا گیا ہے۔ اگر اس دائرے میں بہتے ہوئے ہم چاند نکلنے پر و قوت حاصل نہ ہو سکا تو کوئی مفہومی نہیں۔ اگلے روز تو ہر حال چاند کو نکلتا ہی ہے۔ چاند الگ صحیح نکالا ہی ہو اور ہماری سادہ تلاش اس طبع مطلع نہ ہو سکی پوچھ تو اللہ کی طرف کے کوئی احتساب نہیں۔ وہ ہرگز یہ سوال نہیں کرے گا کہ ایجادات و آلات کی مدد سے تم حقیقت نکل کیوں نہ پہنچے۔

لیکن رہیڈی کی اطلاع یا جہاز مراد کر چاند بخشنداں کی شہادت پر انگریم کسی رتبہ غلط اعتماد کا ہوت ہو گئے تو خدا کے یہاں اس کا حجہ سیہ ہو گا۔ وہ ضرور پوچھے گا کہ ہم نے تو چیز عجادات کے سلسلے میں ایجاد و آلات کا بند نہیں بنایا تھا پھر یکوں ذمہ نہ طبیعی وسائل پر اعتماد کیا اور کیوں آلات کے چکر میں پڑ کر رمضان ہی میں بعد کریں۔

بھلامی صورت میں خواہ مخواہ کا خطہ ہی تموں لینا ہے کوئی رہیڈی کے چکر میں پڑیں۔ العۃ مستعد علماء مل جمل کر اس سلسلے میں کوئی نظر نہیں تو بات بن سکتی ہے۔

هزاروں کی دنیا

سوال اٹھ: از جمیں احمد۔ سنت مسلم

کھمور شریف صنع نہوں دیک مشہور هزار صحیح خلافت ہے۔ بہت سے کہنہ اور ایوس العلاج بیمار اور آسیب نہ نہ مرضیں وہاں پہنچ کر بالکل تدرست پہنچاتے ہیں۔ خواب ہی میں بیماروں کا علاج بشارتوں کے دریعہ ہوتا ہے۔ آپ ریشن ہوتے ہیں جن دشیاطین کو قدر و قتل کیا جاتا ہے۔ آنحضرت مولانا علی اور محبوب حمالیؒ کی روحاںی بارگاہوں سے احکامات اور فیصلے صادر ہوتے ہیں۔ میاہنے ہوتے ہیں۔ جو آسیب نہ مرققوں کی زبانی خالت ہے ہوشی میں طاہر ہوتے ہیں۔ بعض بیماروں کے سر اور پاؤں پشت کی جانب سے مل کر مدد اور گول

کے نکلنے نہ نکلنے پر جادا بت مژریہ کا دار و دار ہوان کی اطلاع کا انظار کسی غیر مسلم کی زبان سے کرنا اسلام کے تقدیر اور جادا کے معنوی تقدیر سے ہم آہنگ نہیں علم حکومت ہوتا۔

پھر اندازہ اگر مسلم ہری ہو لیکن علماء کا حوالہ بغير اطلاع نہ کرے تب بھی اس کا اعتبار نہیں۔ خصوصاً پاکستان اور صحریجیسے ممالک میں جہاں تجدید کا دور دورہ ہے اور تجدید کے متواലے ہوائی جہازوں پر جیڑھ کر چاند کا سرخ رنگ لگانے کو قب میں فخر کار نامہ تصویر فرماتے ہیں۔ بھی بات یہ ہے کہ آج کے فتنہ گر دوسریں دین و شریعت کو جتنا بھی نئے آلات افادے نے مجہدین کی دستبرداری دوڑ رکھا جائے اتنا ہی خطہ کم ہے۔ آخری اقصان ہے اگرجم "چاند" جیسے معاملات میں اپنی پہلی یا جیسی سادگی پر قائم رہیں اور رہیڈی کو گلے بجائے اور خرافات پھیلائیں تو کتنے چھوٹ دیں۔ بات بظاہر دیقاںوں سی ہے لیکن یہیں یقین ہے کہ دین و شریعت جس قدر بھی اپنی سادگی پر قائم رہیں گے اور جتنا زیاد انہیں سلف کارنگ ہو گا اتنا ہی معنوی انتفاع اور خسرو رہ رکت کا امکان زیادہ پڑگا۔

ہاں کسی حاکمیں حکومت اگر واقعیہ اسلامی ہوتی صورت مسئلہ بدل جاتی ہے۔ رہیڈی یا طلبی و شیخ یا شیلیفون یا کوئی بھی کسی ایجاد بخلکے خود تیری نہیں۔ بُرایا ایحاتا تو اسے استعمال کرنے والے نہیں ہیں۔ استعمال کرنے والوں ہی کی نسبت سے ہم بلا خوف تردید کر سکتے ہیں کہ رہیڈی پوآج کی دنیا کا شیطان اکبر ہے۔ اسے استعمال کرنے والا جست کوئی ایسا ادارہ نہ ہو جو اس کی شیطنت کو دریا پر درکر کے اسے اصلاح و تعمیر اور اخلاقی تربیت کے ساتھ پیش کرے اس وقت تک ہماری دینی جس یہ گوارا نہیں کر تی کر اپنے رمضان اور عیدوں کے چاند و نور کے سلسلے میں ہم اس کی طرف نظر پھر کے بھی نہیں۔ یہ سارا احساس ہے ضروری نہیں کہ آپ بھی اس سے اتفاق نہ رہاں۔

چاند کے سلسلے میں ایک بات سمجھ لینے کی ہے۔ شریعت نے ہمیں یہ ہدایت نہیں دی ہے کہ چاند بخشن کے سلسلے میں ایک

مکن ہے کہ آپ بعض روایتوں کو درست سمجھ رہے ہوں، لیکن فی الحقیقت وہ درست نہ ہو۔ ہو سکتا ہے وہ سرتاپ اذب ہوں یا ان کا طراحتہ من گھر ہو۔ یا ہو سکتا ہے کہ روایات توظیا ہر طبق اور عربی ہوں لیکن واقعات کو ترتیب کرنے اور تنقیح کو مقدمات و اسباب سے ربط نہیں فلسفی کی گئی ہو۔ کیا آپ ہمیں دیکھ کر اسباب و عمل اور مقدمات و تنقیح کی منطق پر ہم ایسی نہیں خواص بھی مساوات کتنی فائض غلطیاں کر جاتے ہیں۔ پھر جوں مبالغہ آئیز عقیدتیں اور ضعفیت الاختقادی کا روشنہ ماہو وہاں تو غلطیوں کی کوئی حد نہیں دیکھی۔

اور یہ حقیقت بھی آپ سچے روایتہ نہ ہو گی کہ کسی بھی واقعہ کی روایت ایک جگہ سے دوسرا جگہ منتقل ہوتے ہوئے کھڑکی بدل پڑو رہ جائے ہے تھوڑاً جب روایت میں استعجاب کا بھی کوئی عضر ہو تو روایت کرنے والوں کے ذہن اس میں پنچ اپنی استعداد کے طبق اضافاً فرما تو تغیر کرنے پڑے جاتے ہیں اور بسا اوقات وہ باہم بھی بطور دعا عذر بیان ہو جاتی ہیں جو اصلًا خود را وہوں کے دماغ کی پیداوار ہیں اور حقائق سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔

مشکل اپنے نیاد بھاکر ایک شخص حالت بے ہوشی میں نہیں کر رہا ہے۔ اب یہ ضروری نہیں ہے کہ واقعہ اس شخص پر آسیب ہی کا اثر ہو، بلکہ بعض اعراض ہی ایسے ہوتے ہیں کہ انہیں آدمی کی نیقیت آسیب نہیں کی سی ہو جاتی ہے۔ لیکن آپ کسی حقیقی دلیل اور تصدیق کے بغیر یہ فرض کرنا کیا آسیب نہ ہے۔ پھر ہدایاتی زبان میں وہ جو صحیح اسے بھی آپے محن خوش خیزی اور خوش بھی کی بنیاد پر جیشیت دے کر نعوذ باللہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علیؓ اور حبوب سعدی حاتیؓ کی روحانی بارگاہ ہوں کے احکام اور فحصہ ہیں۔ حالانکہ ایسا کچھ کہیے آپ کے پاس سوائے تو تم پرستی اور ضعفیت الاختقادی کے کوئی دلیل نہیں یا اصل اپنے سناکر بعض باروں کے پتیر پشت کی طرف سے گھٹتی میں جائے اور وہ ”دائرے“ کی حکمل میں تبدیل ہو کر مزار کا طوفان کرنے لگے۔ لیں آپے ایعنی فرمایا اور اسے ثبوت بھا مزار کی عظمت و کرامت کا۔ حالانکہ وہ فقط بکواس تھی۔ جس نے اس کی روایت کی وہ جھوٹ لیتھے۔ الیسا بھی کہیں نہیں ہوتا، لیکن

ہو جاتے ہیں اور حالات بے ہوشی میں مزار کا طوفان کرتے ہیں۔ بشارتوں کے مطابق صدر قبیلہ خیرات دینے جاتے ہیں۔ اہل علم بھی اس نظر کو دیکھ کر بہوت دخیر ہو جاتے ہیں۔ اس کی حقیقت کیا ہو گی؟

دریافت طلب باتیں یہ ہیں:-

(۱) آیا جن آسیب اور شیاطین میں کسی کو تکلیف یا ضرر دینے اور شفا دینے کی طاقت ہے؟ اگر ان میں ضرر و بچانے کی اور شفا دینے کی طاقت موجود نہیں ہے تو مزار برستوں کی صحت یا بیان اور صنم پرستوں کی کامرانی کس سے اور کیونکر ہوئی ہے؟

(۲) ایک بہترائے امرا ارض جہانی اور روحاںی مسلمان باد جو دنگی سال وحدۃ لاشریک لے کر دربار میں عاجز از التجاول عالم اور امکان بھرنا طاہری دو اور طلاق کرنے کے صحت یا بیان نہ ہوا پھر حالت ماضی مزارات کی طرف رجوع کر کے تدرست ہو جاتا ہے۔ اس حیرت زاموّق پر حق وہاں کی تیز کس طرح کرنی چاہئے؟

(۳) عقیدت اندان مزارات و اہماؤں کی مراد برابری کے مشاہرات کے رد نہرو نے علم و عقیدہ کی روشنی ماندیر جاتی ہے۔ علامہ ہی کے نہیں بلکہ خواص کے پائے استقامت بھی ڈلکشا جاتے ہیں۔ اس فتنہ و آزمائش سے مسلمانوں کو بچانے کے لئے کوئی ترکیب اختیار کرنی چاہئے ہے لفظی و عقلی دلائل سے مدارکوں کی طرف رہنمائی کیجئے۔

الجواب:-

جب قرآن و سنت کی تعلیمات سے غلطت عالم ہو جائے اور بندے فاطمہ مہوات والامر ضریب قلب ذہن کو جڑے رکھنے کے عرض کشف و کرامت توہینات اور بھجو پرستی کو اڑھنا پھونا بنا لیں تو پھر شیطان کے لئے آسان ہو جاتا ہے کثیارات تصورات کی جس دادی میں جائے اُنہیں ٹیک لے جائے اور جس سرخ سے جائے پھیلانے۔

کسی مزار کے بالے میں ایسی خصوصیات کو میں وغیرہ تسلیم کرنا بھی کہ آپے ذکر فرمائیں اول تو سخت دشوار ہے۔ کیسے معلوم ہو کہ آپ جو کچھ بیان فرمائے ہیں وہ صحیح ہے۔ بہت

اور آپرشن چیزی دارند۔ کیا آپ خود بھائے کر ایک مریض مور ہے اور اچانکتے بغیر کسی طاقت کے اس سکنی حفظ جسم کا آپرشن ہو گا۔ آپ کسی قیدی جن ہاتھوں شیطان کی لاش ملا جائے فرمائی ہے؟

العیاذ باللہ! یہ کہانیاں آپے دسوں سے مٹیں اور ماورے کیں۔ یقین کیستے یہ سب ادھار کی جلوہ طرازی ہے اور کسی ایسے شخص کے لئے اس میں کوئی کشش نہیں جو دین کی حقیقت اور اپنے فرائض متعصبی کو سمجھتا ہو۔

نہیں وار سوالات کے نہیں وار خوبیات حسب ذیل ہیں:-

(۱) جن و مشیا طینے شکل ہو رہی ہے کی اسی طرح قدرت رکھتے ہیں جس طح ایک آدمی دوسرا سے آدمی کو اپنے پیش کی قدرت رکھتا ہے۔ وہ مریضوں کے لئے دوا بھی ہمیاں کو سمجھتے ہیں

لیکن شفا اللہ ہی کے قبستے میں ہے۔

(۲) پیشکل عین مددے کے امتحان کی ہوتی ہے۔ اللہ امتحان لیتا ہے کہ دیکھیں فلاں بندہ کس حد تک واقعہ ہوں ہے۔ اس اگر بندہ اسی امتحان سے ہمارا کریمتر کی طرف مائل ہو جائے تو سمجھیے قتل ہوا۔ راضی بر ضار ہتھی ہے تو آخرت کی بے شمار نعمتیں اس کا انعام ہیں۔ مزادرات کسی کو کچھ نہیں دیتے۔ شفا اور مریض، انسان اور اضرار راحت اور اذیت سبی اللہ کے قبضے میں ہے۔ علاج صرف اُن حدود میں جائز ہے جو شریعت نے مخصوص کی ہیں۔ مزادرات پر جا کر اپنے ہمیں جیسے انسانوں سے شفا اگنا مشکل ہے۔ شفافیت ہی جائے تو یہ ملتی اللہ ہی کی بارگاہ سے ہے لیکن جسے ملتی ہے اس کا خاتمہ خراب ہو جاتا ہے۔

اس کی شافیت ہی کچھ جیسے ایک شخص کو حلال ذریعہ سے دولت ہاتھ دے کے تو وہ کسی کی حیثیت کا طکریا اماں میں خداشت کر کے یا سودا لیکر دولت مندن جائے۔ تو کیا آپ یوں کہیں گے کہ اس نے اچھا کام کیا؟

سود حرام ہے۔ چوری کا مال حرام ہے۔ رشوٹ کی رقم حرام ہے لیکن حرام پہنچ کے باوجود اپنے ایسے پیسے سے تمام مادی آسائشیں حصل کر سکتے ہیں اور اللہ کا قانون یہ نہیں ہے کہ حرام کے پیسے سے خریدی ہوئی روٹ پڑھن جایا

مان لو کہ ہوتا ہی ہوا اپنے خود ایسا ہوتا اسی آنکھوں سے دیکھ لیں تو اسے صاحبِ حزار کی عظمت اور سمجھا نہیں سے جو طباً آخر کچھ کی مظہر ہے۔ کیا شیطان کی قوت و قدرت کو آپ نہیں جانتے۔ کیا جادو اور لوٹے کی جیزتاں کا اس فرماں سے آپے خبر ہیں۔ کیا جنون کے باعث میں آپ کو معلوم نہیں کہ ان میں اچھے اور بُرے نہیں۔ تک اور شریعہ مطحہ طح کے ہوتے ہیں تو کیوں نہ آپ اس تماشے اور شعبدے کو اجتنہ و شیا طینہ بھی کی طرف منتظر ہیں قرآن، حدیث، صحابہؓ کی زندگیاں، سب آپ کے سامنے ہیں کیا آپنے کہیں دیکھا کہ اس طح کے وایاں کھیسل تماشوں کا دین سے کوئی بھی علق رہا ہو۔ کیا یہ کسی اللہ والے بزرگ کا کام ہو سکتا ہے کہ اپنی قوت روحاں سے غرب پیاروں کو "دائرے" کی شکل درکھ طوات پر محور کرے۔ یہ واقعہ الگریش آہی گیا ہے تو یقین یعنی کہ اس کی ذمہداری کسی شریعہ جن یا شیطان پر جاتی ہے۔ الحی گھٹیا اور غیر شریعہ نام حركات اولیاء و القیاء تو کیا ایک معقولی درجے کا ستریت انسان بھی نہیں کر سکتا۔

خواب کی بیاناتوں کا معاملہ بھی فقط ایسا ہی معاملہ ہے جو کم عقل جا ہوں اور بلیل الذہب ہر دیوں کو تو مراقی میں بستلا کر سکتا ہے ورنہ طبعہ الکھافت ذہب ہے مسلمان بھی یہ بادم نہیں کر سکتے کہ حقاند کی صورت گردی میں ان خواہوں کا بھی کوئی حصہ ہو سکتا ہے جو کسی خاص علاقے کے لوگوں کو نظر آئے ہیں۔

ہمیں نہیں معلوم ہوا ہیں آپ کے بیان کی ہیں ان میں کا کتنا حصہ آپ کی دید پر اور کتنا شنید پر مبنی ہے۔ سچ ہمیں کیا آپے خود بھی ملاحظہ فرایا ہے کہ ایک آدمی کے پاؤں گذسی سے مٹے اور پھر اس نے مزار کا طوات شروع کر دیا؟۔ ہمیں یقین ہے آپے نہ دیکھا ہو گا بلکہ فقط ردایات شفی ہیں۔

لیکن مان ہی لیں کہ آپے خود بھائے تو اس سے آخر پتختی کے نکال لیا کر صاحبِ حزار سمجھا نفس ہیں۔ اس سے تو ایک سمجھدار آدمی کو اخذ پتختی ہی نکالنا چاہیے خاک اس مزار کے لارڈ گورنر شریعہ نعم کے جنوں اور شیطانوں کا راجح ہے۔

عقلاند ہی کے باشے میں مترزلی ہو جاتے ہیں اور بھول جلتے ہیں کہ قدر آن دستی کے دیجے ہوتے عقائد تو وہ ہماری ہیں جنھیں ہزار آندھیاں اور لاکھ طوپاں بھی اپنی چل سے نہیں ہل سکتے۔

خوب سمجھو جیجی کہ مزارات اور شہزادوں کی کشمکش ساریاں اول تو جس انسان میں تھیں انسان کی ضعف الاعقادی ترجمہ مرتضیٰ بے بصیرتی علم ہی اور بمحرومی حقیقت کارنگ۔ تھی ہے لیکن اگر کسی درجے میں وہ لاکیں سلسلہ بھی ہوں تو ان سے لوگانا اور پڑھنا انجھیں پہنچنے والی عقائد تصورات برداشت زد ہونے کی امانت دنیا میں طرح حماقت بوجوہ بزرگ طرح کسی سود خوار یا رثوت خود یا شراب فروش کو عیش و شکم میں کھینڈ کر کری خیال کرنا کہ بحر جیزی حرم ہیں ملال ہیں کہ ان کے منافع تو سائنس نظر آ رہے ہیں۔ جادوگر کوئی کامرانا اور جسے کاونٹ بناشے ملتا ہے۔ پھر کیا جادو کو حلان کہیں گے۔ ۴۔ اس طرح سپھان لظیں دتی کے ذریعہ آئی کو بعد ایسے کر شمع دکھلا سکتا ہے جو کی بنا پر اپنے لعن کوں کریں کہت اور مزارات قدامت و اضیاء کا صبح میں سراہان، اس شکر بندی کا قابع ہے۔ ایسے، سچھی ایمان ہے تو آپ اس تجھیدہ اگری کو ایک خاتمتہ عزیزگار میزیزداد کی العفات کا سخن ہیں گردہ نیکی لیکن ایمان، مکروہ ہے اور دماغ میں قوت ہے۔ پھر ہی سوہنی شجدہ کی جی آپ کو اس دیہاتی کے مثل بنا دے۔ گوئی ما رہ بیب میں رقم رکھ کر جنہیں بڑی شہر آیا تھا کہ کسی قوت پا تھ پر ڈکھنگی جانے والے کے گرد لگے ہوئے صحیح میں ٹکڑا ہیگی اور جس وقت یہ ڈکھنگی جانے والا کبوتر کو بند بنا دیئے کا تعجب دکھل اور رات تھا کسی نے اس کی جیب صاف کر دی۔

فسودہ بائیں

سوال ۶:- اذ سلم - غادری پر

کیا فرانسیسی علمائے دین اس مسئلے میں کہ زید ایش کو علمدین کہتا ہے۔ علمدین کی بائیں بتاتا ہے۔ وہ دار ہی نہیں بتتا لیکن اس کا عقیدہ اور مسلمان ہے کہ نہ مسلمان مردوں میں افضلیت حضرت علیؓ کا اور نہ مسلمان حورتوں میں افضلیت حضرت قاطرؓ

کرے۔ اسی طرح جادو بحر جم ہے، شراب بحر جم ہے، تجھیلی اللہ سے شفا، اولاد، کامیابی مانگنا بحر جم ہے، ازاروں کے طواف، ان پر سمجھے، ان کے مدفنوں سے گلزار اکرنا اس اشرک کی نعمت ہے۔ لیکن کیا ان حرم اچیزوں میں جلا ہو گا تو انہوں کا خانوں یہ نہیں ہے کہ وہ کسی بھی نوع کی منفعت حاصل نہ کر سکے گا۔ جادو کر کے آپ اپنے دمکن کو نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ شراب کے ذریعے بے شمار دولت کا سکتے ہیں کسی ایسے طریقے میں سے امر ارض کا دفعہ کر سکتے ہیں جو شرک کی آیینہ ہے، لیکن جس فائدہ پہنچا کی بحر جم کو ملائی نہیں بتا سکتا۔ لہذا اگر مسا نے عقل دی ہے تو مار باری نے وہ بھائی اور بیشatan کا لفڑ تریت بنی۔

(۳) اسکلچا باب ہو چکا۔ ایک بار ہر سو یوچے کا شراب کی تجارت میں بڑا لفڑ ہے۔ سود خواری میں مرے ہی نہ ہیں جو روی کا میقوق میں جائے تو ہر میں چاندنی ہیں جان بنی ہو چکتے ہیں۔ پھر کی ان سب چیزوں کو ملائیں گے لیکن پہنچا پہنچے ہو۔ جو کسی بھائی کا سعید ہے میں خلائق دفعہ ہو جانا یا ہے کہ شراب تریت سوہنی خواری اور چوری بحر جم ہیں۔^۹ اگر نہیں تو پھر مزارات واد، اسی کے واسطے میں سے مراد ہے آری کیوں اس عقیدے میں ملائی ڈالنگی ہے کہ شرک بھر آہن ہے، مزار پرستی کفر ہے۔

پیسے مزاروں کی بہادر باری اور مشاہدات و خبر۔۔۔ کو تھہ عمر میں گھرفت ہی ہوتے ہیں۔ کسی دلچسپی بھو جھیفت بھی ہوتا ہے اتنا بڑھا چڑھا یا ہاتا ہے کہ توڑ بھر چانی ہی بھر جھوٹ کے بعد میں ہمہ وحیل پر کر رہ جاتی ہے۔ لہذا آپ کو یا کسی بھی ہوشمند مسلمان نو زیب ہمیں دیتا کہ اُنہوں نے بے پنهان رواں ہمیں پر اعتماد کرے۔ بلکن اگر کوئی ایسا کرستہ نہ ہو میں بھی اجھے کو وہ عقاید دینیہ کے خلاف معلوم ہو تو سچھی بنا دیا جائے کہ یہ شیطان کی حرکت ہے۔ شیطان نے قیامت تک کی زندگی اسی لئے تو پروردگار سے مانگی تھی کہ انسانوں کو جیسے بھی ہو سکے صراط مستقیم سے بھٹکانا ہے۔ خدا جا۔ نبی کیسی طریقی ہوئی عقل کے لوگ ہیں جو حیل تماشوں اور شہزادوں کی قسم کی چیزوں دیکھ کر اپنے

کا رشیطان جاری ہے!

سوال: مازنیم الفہری۔ صلح شاہ آباد (بیان)

یہاں اس ماہ جلسہ سیرت تھا جس میں علم غیر پرمولانا مشائق احمد اللہ آبادی نے تقریر کی اور ثابت کیا کہ حضیر عالم غائب تھے۔ موضوع تھے حاضرین سے فرمایا کہ بتاؤ خدا موجود ہے یا بوجا بس دیا گیا ہاں۔ فرمایا اور تم اس وقت اپنے کو کیا کہو گے ؟ خدا ہر ہے کہ موجود ہو گئے۔ تو خدا بھی موجود اور انسان بھی موجود یہ تو محل ہوا شرک ہوا کیونکہ انسان غیر العادی۔ مولانا موضوع تھے فرمایا کہ اسے شریعت کی صطلاح میں نہ رائے لفظی کہتے ہیں۔ مفترد لفظ جب دوسرے فقط سے مرکب ہوتا ہے تو معنی عمل حالت ہیں جیسے خدا موجود، انسان موجود۔ پہلا فقط کا معنی یہ ہوا کہ خدا ہمشر سے ہے اور اب بھی ہے اور پہلی سے ہے گا۔ اسی صورت سے عالم الغیب خدا ہے اور عالم غیب رسول۔ اور فرمایا کہ حضور جب عالم غائب تھا تو بھر کیسے قبل از وقت قیامت کی خبریں مع حرکات و مذہبات بتائیں۔ موضوع تھے مزید فرمایا کہ مال غنیمت کے قسم کے وقت ایک انسان نے کہا کہ "یا رسول اللہ در الصاف" ہے۔ اس فقرہ پر حضرت علیؑ نے تواریخ پنجابی دیگر وہ اکانہ نین کے پاندھی تھے، حضور نے روکا اور فرمایا کہ ٹھیرو تم ختم کرنے پر ملکہ ہو "الحمد لله ان کی تو نسل پچھے گی" یہ دیکھنے سے ہیں جو حضور کو عالم غائب نہیں مانتے اگر مان لیتے ہیں تو بھاٹا بھوٹ جاتا ہے۔

اجواب:

اپ کے بعد مذہب سوال ہے مخفف کر دیتے ہیں کیونکہ وہ بھی اپنے ان راز دنکر کے اعتبار سے ایسے ہی تھے اور عینہ ان کا جواب دیتا وقت صفات کرنا ہو گا۔

اس سوال کا جواب صرف یہ ہے کہ شیطان کو جب الک ارض و سماہی نے قیامت تک کی جہالت دیدی تو ہر دو دیں اور ہر زنگ میں اپنے مشن کو چلاتا رہے گا۔ کہیں وہ بھرپور الحاد کے پر جم اڑتا ہے، کہیں شرک و زندقہ کی آندھیاں

کو ہٹلے ہے۔ وہ ایک حدیث میں کرتا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ نے رسول خدا سے پوچھا کہ مددوں میں سبکے افضل کون ہے تو رسول خدا نے فرمایا کہ حضرت علیؑ اور حضرت یحیا کرتا ہم اور تو میں کون افضل ہے تو فرمایا کہ حضرت فاطمۃ عمر۔ کیا یہ حدیث صحیح ہے اور کیا اتنی حضرت علیؑ خلافت راشدین اور حضرت فاطمۃ عمر حضرت عائشہؓ و تماں رسول خدا کی میتوں سے افضل ہیں؟ اُنکے پھر یہ عقیدہ ہے کہ بزرگ کافر کیا ہے صحیح ہے؟ کیا یہ بزرگ کافر کیا ہے؟ افضل حب کہ بزرگ کافر ہے تو جن لوگوں نے بزرگ کیا جا سکتا ہے؟ افضل حب کہ بزرگ کافر ہے تو جن لوگوں نے بزرگ کے ہاتھ پر بعد خلافت کی بھی ہن کے ایمان میں اسے جو شرعی علم کہا ہے؟ احمد کو صحیح حدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

اجواب:

اپ کی سادہ لوچی بھی انتہا کو بھی ہوتی ہے۔ کیا اپ کو اب تک ہمیں معلوم ہوا کہ جو بات نہیں کہہ دیا ہے وہ تو زمانہ دراز سے ایک فرقے کا معروف مسلمات ہے جسے شیعہ کہتے ہیں۔ ہم سے سوال کرنے کی بجائے آپ کو خود اپنی بڑی عقول سے کام لیکر فیصلہ کرنا چاہیے خداک اگر واقعہ ایسی کسی حدیث کا وجود ہوتا تو ماہی اعتمت پاکی ہی کھلی کہ حضرت ابو جعفر صدیقؑ کو سبب طلاقی مانتی اور حضرت علیؑ کو چھڑھڑ درج میں رکھتی۔

اس حقیقت کو کس کاروبار میں ملی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے افضل حضرت ابو بکرؓ اور ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہیں علیہما سلف و خلفت نے اتنے لکھنے اور روشن دلائل سے ثابت کیا ہے کہ اب بھی جسے اسیں کلام رہا ہے وہ المفاتیح کا سبق نہیں۔ سوچ اٹھو والوں ہی کو نظر آ سکتا ہے، لیکن جن لوگوں گی میانی جاتی رہی ہو وہ سورج کو کیا دیکھیں گے۔

رہا بزرگ کو کافر کہنا۔ تو کہنے دیجئے اھمیں۔ یہ تو وہ لوگ ہیں جو خلافتے راشدین اور ائمہ ایضاً کو بھی صدیقہ سلطنت ہیں یہ الگ بزرگ کو کافر کہدیں تو حیرت کی کیا ہاتھ ہے۔ اپ ان کے چلکیں نہ طے تھے بلکہ ان کے ساتھ تک سے دور بھسلے گئے۔

نكاح و طلاق

سؤال ششم:- از سید عبدالستار - راجحور

پہاڑے ہماں ایک مذہب ہندوی کے نوجوان صاحب نے
مذہب ہندوی کے لوگوں سے ایسا ذہب پوچھ دیا کہ کیونکہ مذہب ہندوی
کے دو لئے مند صاحب کی الائچی سے نکاح کیا ہے۔ اب اس
عورت کو اس بات پر مجبور کیا ہے کہ وہ مذہب ہندوی
قبول کر لیں۔ اس پر عورت اپنے شوہر سے ناراض ہو کر بلا
راجارت شوہر کے اپنے میکے میں آتی۔ جو دنوں بعد اس عورت
کے والدین بغیر طلاق و عقدت کے ایک حقی صاحب سے نکاح
کرنا چاہتے ہیں۔ مگر ہمارے پاس کے ملاؤں نے شرعاً منع
کر دیا ہے۔ برداہ کرم ارشاد شیخ حواب عنایت فرماتے۔

الجواب ششم:-

ہمیں بھی ہمیں معلوم کر دیا ہے کہ مذہب ہندوی کیا چیز ہے۔ اگر
ہندوی حضرات کے عقائد صریح طور پر شرک و لفڑ کے حال ہیں تب
تو بات اور ہوتی ہے لیکن اگر یہ اسلامی کوئی مذہب نہ چیز ہے تو
حقی مذہب شافعی مذہب اہل حدیث وغیرہ۔ یعنی بنیادی
عقائد مسلمانوں ہی جیسے ہیں مگر زیوی و ضمی معتقدات جدا ہیں،
تب یہ نکاح قائم ہو گیا اور عورت ہمیں اور نکاح ہمیں کوئی
جب تک طلاق حاصل کر کے عقدت نہ لگدا رہے۔

اس طرح دھوکے سے اور کسی کافر مشرک سے بھی نکاح ہو جائے
تو حقیقت حال مشکلت ہو جائے کے بعد اگر جو نکاح کا العدم
کچھ حاجات کیلئے کافر مشرک سے قبول کر دیا گئی تو کونکہ حدت کی
چیز محدث ہے وہ ہمارا بھی موجود ہے۔

عورت کے والدین اگر وہ اقتداء دین کی بیروی کرنا چاہتے
ہیں تو ان کا ذریعہ کہ مذہب ہندوی کی تفصیل ہیں کہ تھے تھے
علماء کے کسی ذمداد ارادت سے قبولی حاصل کریں۔ لیکن یہ
ملحوظ رہتے ہیں کہ اس ذریعہ کا بالی میں خود ان کی میں کردہ تفصیل مختصر
ہمیں مانی جائے گی بلکہ یہ ہندوی شوہر یا ہندوی مذہب کے
مسلم مفتی اور علماء جو عقائد کے باسے ہیں اقرار کر لیں کہ ان
بے شک یہ ہمارے عقائد ہیں ایکی کے مطابق فہارسی کی ہے لیکن کافر

مذہباً ہے کہیں غلو اور بولو الفضولی کی وبا پھیلا تاہم۔ قاداً ہمیں
لے مرزا فلام احمد کوئی مانا حالاً لکھ جس طرح سورج کا روز گھنٹا اور
غروب پنڈاً و رائے کا سخاں نہیں اسی طرح محرومی معلی اللہ علیہ
وسلم کا آخری نبی ہونا دوسرے میں کی گنجائش نہیں رکھتا تھا شیخوں
نے حضرت علیہ کو خلقانے ناشر پر فویت دی حالانکہ اپو بکر کا سب
سے افضل امتی ہونا اس ای خلائق پر باہر تھا جتنا یہ میا آسمان اور
یہ حکمت ہوا چاہنے۔ عصاً میوں نے حضرت علیہ کو اللہ کا بیان قرار
دیا حالانکہ کسی بشر کا ابن اللہ ہونا ایسی ہی بے نیاد اور لا یعنی بات
تھی جیسے دو دہ کا سیاہ اور توے کی کالا گل کا سفید ہونا۔

اسی طرح شیطان نے کھوٹریوں میں ہمس کر بعین ناداں
کو اس رمان میں جلا کر دیا کہ اللہ کے سوا بھی کوئی حالم الغیب
ہو سکتا ہے حالانکہ اللہ اور صرف اللہ ہی کا حالم الغیب ہوتا
پوری امت کے نزدیک ایسی حقیقت تھی جس کے خلاف دنی
سادہ ہم بھی کسی کے تدبی میں نہیں لگ رہے سکتا تھا مگر شیطان کا
کمال ہی ہے کہ وہ دماغوں میں مخفی جگہ بھس بھر دیتا ہے اور فکری
قوامیں اُسی بھی بھی پیدا کر دیتا ہے کہ اچھا ناصحاً اور سوداً بُری جیسے
ظرف نکر کو عین دنالیں بھجو بھیتا ہے۔

علم خبر کے مسئلہ پر علمائے حق نے آخری حد تک تمام
حجت کر دیا ہے۔ لہذا اس کی کوئی ضرورت نہیں کہ اسی بزرہ
سرامیوں پر حکم کی جائے جن کی حقیقت فوٹ پاٹھ پر مجھ کا نہ
وائے دو افسوسوں کی یادوں گوئیوں سے بھل پرست ہو۔ جس
اندازگی باقیں آپے ہولناہستاق احمد صاحب کی طرف مسروب
کو کے تحریر فرمائی ہیں وہ سوائے جہاں وصفہ اور کے اور کسی
کے لئے قابل توجہ نہیں ہو سکتیں۔ حق یہ ہے کہ ایسے نہ اور اعظ
اور خاطری طیان کے ہر کاٹے ہیں جو مسلمانوں کو جوڑنے اور
اوہ تحد کرنے کے عرض ایسے ہی سائل پر حرب زبانیں کریتے
ہیں جن سے اخلاق دشاق اور بڑھ اور امت کی بھروسی
زیادہ آسانی سے بھیڑیوں کا لفڑیتی رہیں۔ ان کا علاج
مفتی کے پاس نہیں بلکہ دردہ فاروہ قی میں نہماں ہے۔ مگر
یہ دردہ فاروہ قی دوبارہ کب گردش میں آئے کا بخداہی کو
معلوم ہے۔

ایسے دیہات یا صحرائ کو وہ "مصر" ہی میں داخل فرازد ہتے ہیں جو مصر سے اتنا قریب ہو کہ جمہ پڑھنے کے لئے وہاں سے کوئی شخص مصر میں آئے تو بعد پڑھ کر دن بھی دن میں دہاری والپیں پہنچ سکے آپ نوی سے کمپ کا فاصلہ میں بنا یا ہے اور تین میں ایک آدمی ہر انسان گھنٹہ سو اھنٹہ میں طکر لیتا ہے میں ایک بھر ہی کے حکم میں شامل ہو گا اور یہاں والوں پر رجھ فرض ہو گا۔ اب رہا یہ کہنا کہ جمہ پڑھنے نوی جانا پڑے گا تو یہ بھی درست نہیں ایک ہی شہر کی مختلف صابوں میں جمہ درست ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ تذکرہ کمپ میں درست نہ ہو جب کہ فہری اعتبار سے یہ نوکی ہی کا ایک حصہ ہے۔

عجیب اتفاق ہے کہ آپ نے چالیس سالم افراد بتائے ہیں اور پہنچ عدد حضرت امام احمد اور حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی کمی بھی مقام پر نماز جمہ کو درست بنادیتا ہے۔ گویا مسلم حنفی کے اعتبار سے تو اس کمپ میں جمہ اس لئے درست ہو گا کہ شہر نوکی ہی کا ایک حصہ شارہ ہو گا اور مذکورہ دونوں اماموں کے نزدیک اس لئے بھی درست، مگر ایساں چالیس کوڑا ورکلفت مرد موجود ہیں۔

اہم الالکٹ کے مسلم پر بھی یہاں جمہ درست ہونا چاہیے۔ ان کا جو مسلم نداہب ارجمندی نقشبندیں کیا گیا ہے اس میں تو ہذا طور پر کمپ کا بھی تذکرہ موجود ہے۔ احلاف کی طرح الائکیر بھی اس دیہات یا صحرائ کو "مصر" ہی میں شامل کر دیں جس کا فاصلہ مصر کی جامع مسجد سے تین یا سو میل سے زیادہ نہ ہو۔

غرض ہمارے علم و فہم کا فیصلہ ہے کہ سو من میں کمپ میں جمع کر دن نہیں بلکہ جمہ کی جماعت ہر فی چھتی دو سال میں

لوم معاویہ

سوال ۴:- از حکم خواجه نصیر الدین عائل۔ حیدر آباد۔ دکن حیدر آبادی مسلمانوں کی جانب سے يوم معاویہ کے اتفاقاً کی شہر ہے تھی مقامی مشائخین نے ایک بیان مقامی اخبارات میں شائع کیا جس کا مطلب و مفہوم اس جلسہ کو باعثِ فساد اور نامناسب قرار دینا تھا لیکن ان مخالفین کے

یہ مذہب اسی طرح مسلمانوں کا ایک فرقہ میں لئے جائیکے قابل ہے جیسے بہت سے اور فرقے باوجود احتساب عقاید مسلمانوں میں شمار ہوتے ہیں یا قادی یا نیوں اور کفر شیعوں کی طرح اسے خارج از اسلام اناجاتے گا۔

ایک کمپ میں نماز جمہ

سوال ۵:- از محمد علی۔ راجہور

سو من میں کمپ میں تقریباً چار ماہ سے چالیس سالم افراد کے ساتھ بجا جات نماز ظہر بروز جمعہ ادا کی جا رہی ہے۔ مگر ان میں چار مسلموں کا اعتراض ہے کہ جمہ کے دن نماز ظہر کے بعد نماز جمہ ادا کرے۔ اس پر چاہئے میش امام صاحب صفات الفاظ میں یہ لکھتے ہیں کہ جمہ کے لئے مسجد اور چن شرائط کا ہوتا ضروری ہے جو یہاں ناممکن ہیں۔ یونگ یہاں پر مادری طور پر ان افراد کا قائم بحیثیت ہر کاری مجاز نہ ہے۔ ایسی صورت میں یہاں جمہ کا قائم ناممکن ہے۔ تو پس یہ بنتا ہے کہ یہ اصحابہ نبی تعالیٰ میں جب کہ جنگ کے زمانے میں وزیر خزانہ بدلے سالوں جنگلوں میں کمپ ہوتا تھا آیا ہے لوگ نماز ظہر دا فرستے تھے اجمد۔ اس لحاظ سے یہ فیصلہ نہ رائی کرہیں کہ براں نماز جمہ ادا ہو سکتی ہے یا نہیں جب کہ انہیں میل کے ناصطرے روکوض نوکی میں جامع مسجد ہے۔ امام صاحب کا تہذیب ہے کہ ہم لوگوں کو نماز جمہ کے لئے نوکی جانا پڑتے گا۔ بر الو کرم اور وے اثر جواب عنایت فرماتے۔

الحوالہ :-

نماز جمہ کے لئے "مسجد" لازمی نہیں۔ جس طرح دوسری نمازیں بغیر مسجد کے بھی ہو جاتی ہیں اسی طرح نماز جمہ بھی ایک سادہ زمین پر پڑھ سکتے ہیں۔ البته خطبہ ضروری ہے چاہیے وہ لکھا ہی تھوڑا کم۔

جن پیش امام صاحب نے سو من میں کمپ میں نماز جمہ کو غیر درست قرار دیا ہے وہ جمع سے متعلق قبیل تفصیلات یاد نہیں رکھے ہیں۔ جہاں تک حنفی مسلمان کا تعان ہے جمہ درست ہوئے کی مشرائط میں ایک شرط "مصر" (شہر) بھی ہے لیکن

سلیمانی بکل دل آزاری ہو گی مثلاً فرمان لئے کہ "اب تو یوم الدھن
اور یوم الوفیت بھی منا چاہتے ہیں خور فرمائے کسی دریہ وہی
ہے صورت خال را بالعلم پاں" یہ سب گیوں ہو اس کی
وجہ موجہ ظاہر ہے کہ اختلاف راستے رکھنے والے اصحاب کو فتنوں
کو بہر طریقہ قدم رکھا گیا ہے۔ کاش پوری قوم مخدوم ہو کر مذہبی
تکمیل میں خود کو رکورڈ کر دے اور بھی یوم القرآن منانے
اور سب اُس روز قرآن پڑھیں اور مطالب و مhomم بھیں اور
دوسروں کو بھی سمجھائیں اور علی ہذا نماز کے تعلق سے بھی جتنا
کہ ہونا چاہتے ہیں۔ لطف تو یہ کہ اس یوم کے انقاد سے قبل ہولانا
ہماری قوم اپنے خفائد مذہبی سے روشناس نہ ہو گی اس وقت
تمکھی تھوڑا پیدا نہ ہو گا جب تھوڑا پیدا ہو گا تو اللہ اور
اس کے رسول کے ساتھ صاحبِ کرام اور کاظم وحی کے
درجے سے بھی واقع ہوں گے۔ براؤ کم آپ اس مسلمین
پرے خیالات کا انہار پرسایں۔

ایجاد پیغام :-

"یوم معاد" "منانے کے سلسلے میں بعض اور استفادہ
بھی ہائے پاس آتے ہیں جن کے جواب کا موقع ہیں زمین کا
موقع زمیں کیا یوں کہیے اس سلسلے ہماری لاپیپی اپنی طرف
مکروہ ہیں کی۔

بات یہ ہے اس طرح کی رسیمات کو ہمارا ذہن کو سنبھالو
ایمیسٹ نہیں دیتا۔ یوم منانا ایک ایسی رسم ہے جو دوسری قوموں
ستی کی ہے۔ اسلام میں اس رسم کے لئے کوئی بنیاد نہیں۔ وہ کسی
کا یوم پیدائش ہو یا یوم وفات۔ سالگرد ہو یا کوئی اور گمراہ
اس کی کوئی ترجیب نہ قرآن و سنت میں نہ صاحبہ و ائمہ کو رکاوہ
مختدا رہیں۔ ابتدا اگر کسی موسالوں تک کسی بھی مسلمان معاشرے
میں یہ رسول تک نہیں پیدا ہو اک یوم منا بھی کوئی چیز ہے متن
تو ابتدائی صدیوں کے مسلمان سب سے پہلے اپنے آقا سرکار رسان
صلی اللہ علیہ وسلم کا یوم ولادت اور یوم وفات منانے۔ یوم
بدر منانے۔ یوم حج کا ممتاز۔ مگر منانا تو در کنار سرسے یہ
خیال تک کسی ذہن میں بیدار نہیں ہو اک یوم منا بھی انہا رجھید
و محبت کا کوئی جنین اسلوب کی توجہ کا ہو سکتا ہے۔ خیال کے
بیدار نہ ہتا۔ وہ دیکھ رہے تھے کہ رسالت کے یابیں ممالوں میں

باد جو دفتر وہ وقت پر جلوہ ہوا اور نہایت کامیابی کیتا تھا اعتماد
کو پہنچا۔ اب ان علماء سے یہ کون گھے کر اپنی منتدبی و الجماعت
کا منصب تبرزا و شناخت دیجی۔ دریہ وہ دریہ دیجی سے بالکل باہ
صاف ہے تو پھر فزادے کا اندازے کسی خاص طبقہ سے خشودی
کا حصول اور اپنیوں کو جادہ مستقیم سے گراہ کرنے کے لیے
متراود ہو سکتے ہیں اوقیانوں کو اس دوسری ہر زمین پر ہے اور ملت کے
کوئی بھی یوم منانے اُس سے مختلف عقائد رکھنے والوں کا اعتراض
نہ ہونا چاہتے۔ لطف تو یہ کہ اس یوم کے انقاد سے قبل ہولانا
حامد صدیقی کو صدر منتخب کیا جاتا ہے موصوف نہ صرف اسی
کی وجہا مندرجہ ہی طاہر گرتے ہیں بلکہ جلد کتب بھی محل فرائی
ہیں اور سوواری کے انتظامات کی فراوش بھی میکن جیسے ہی
تحفہ الفت کا شور ہوتا ہے تو چشم زدن میں نہ صرف اپنا
ایجادہ صدارت ترک کرتے ہیں بلکہ اپنے صدر منتخب ہوئے
کی لعلی اور اپنے کام سے تعلق کا انہار کر دیتے ہیں۔ سچ ہے
چوکفر از لکعبہ بر خیر و کاماند مسلمانی

جب ملت کے زعامہ جھوٹ پر مکراندہ ہیں اور چاپلوی
نہ چھوڑیں اور اپنے عقائد کے انہار میں دوسروں کی تاریخی سے
خوف زدہ رہیں تو قوم کی صریح بدھی ہے۔ تصویری کے دوسرا
ٹرخ سے بھی ہیں بحث کرنا ہے یعنی اس تدریج کیا لامعکل ہوتا
چاہیے۔ ہماری قوم آج کل نہ ہر سے عاری ہو گئی ہے جسکے
طریقے زندگی، یوں چال سب پھر دگر گوں ہے اور سلم قوم کا اجھی
حیثیت سے ایک قیع مقام ماحل کرنا ضروری ہے اس نے جمل
اختلافات بالائے طاق رکھ کر سب سے پہلے قوم کو نہ ہبی تطمیں سے
بیدار کرنا چاہئے کوئی شخص یوم نماز نہیں منانا اور نہ یوم القرآن
آخر کیا ہے کہ متنازعہ فرمائیں میں ابھنا ہے بھاجاتا ہے
اور جو امور کرنے کے لائق ہیں اُس طرف کیا حقہ تو یہ نظر
نہیں ہوتی اٹھی حالات کا تینجیہ ہوتا ہے کہ بعض ہو وہ حصیں
جو اپنے ہی طبقہ سے تعلق رکھنے کے باوجود بذریعی یہ ہو دیتے
ہیں اور نمازیں اقریر و تحریر کو ایسا شعار بناتے ہیں اور انہیں
اس کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی کہ اس سے مسلم عقائد پر کاری ہے۔

ہے کہ جس کا چاہے دن منائیں، جس کا چاہے ماتحت کریں۔
اللہ مثاگل پر آخرت میں کس قسم کی حساب دہی کرنی ہوگی یہ
اللہ سملہ ہے۔ آخرت میں چاہے ہمارے ایسے کمی شغل کی مزرا
نا ہو ہم ہی کیوں نہ ہو، لیکن جس ملکی قانون میں یوم علی منان
جرائم نہیں، تعزیتیے اٹھانا جرم نہیں، ماتحت جرم نہیں،
قبروں کی پوجا جرم نہیں، سنیما کا طرف خریدنا جرم نہیں
اس قانون کے زیر سایہ "یوم معاویہ" منانا کیسے جرم ہو سکتا
ہے۔ یوم معاویہ منانے پر جو لوگ یہ تعریف کرتے ہیں کہ۔
"اب تو یوم ابو جہل اور یوم ابو لہب بھی منانा
چاہیے۔"

وہ الگ پڑی شیطان کے چیلے میں لیکن شیطان کے چیلوں کے
لئے بھی ہم "یوم شیطان" منانے کا حق تسلیم کرتے ہیں اور یہ
خوشخبری بھی انھیں دینے ہیں کہ مصر میں خیر سے یہ مفرعون
منانے والے "مسلمان" بھی خاصی تعزیز دادیں جنم لے رہے ہیں
پھر صلا کوئی تروہ یوم ابو جہل "منانے تو کسی کو اعتراض کا کیا
حق ہوگا!

لپن بر طرف نے یوم معاویہ منانا کوئی نیکی نہیں۔
لیکن اگر امت کے اعظمیم حسن، اس جلیل القدر صحابی اس
برگزیدہ مدبر کا "یوم" کوئی اس لئے منانے سے کہ اس ناپاک
پر ویکنڈنے کا کوئی کرے جا بلیں بہت رضوان اللہ تسلیم کے
مقدرس ناموں کی آڑ لیکر ایک بخیرہ سرگردہ اس سنتی تعلیم کے
خلاف کرتا چلا آ رہا ہے تو یقیناً یہ اس کا حق ہے۔ اس حق پر
جو اعتراض ہو وہ کسی توجہ کا سختی نہیں۔ حیرت ہے کہ جو لوگ
امت مسلم کی برگزیدہ ترین ہستیوں پر علی الاعلان تباہ کرنا
اپنے ذہبی حق قرار دیتے ہیں اور علی حسین رضی اللہ عنہ
کے ناموں پر ٹھلاٹھڑک و زندقی ہیلانتے ہیں وہ ہنگستان
جیسے ملک میں یوم معاویہ منانے پر اعتراض ہو رہے ہیں جہاں
پاشتوں تک کا "یوم" دھرم و حرام سے منایا جاتا ہے،
اور جس کا حق چاہے ایک چوتھے ایک خرگوش ایک چڑیا
کے پیچے کا یوم "منانے۔ حق ہے کہ اپنے خیالات و عقائد کی
اشاعت کے لئے جلسے کریں، کہ تائیں لکھیں، اسی طرح یہ حق

المکتے ایک بڑھ کر اہم دن آتے ہیں۔ ایسے دن جو قربوں کی
قشتوں کا فصل کرے گے۔ ایسے دن جن میں پوری انسانیت کیلئے
ایک ہمدردی انسانیت کی داغ میں ڈالی جاتی۔ ان میں سے کسی بھی
دن کو اللہ کے رسول اور ان کے صاحبی شفیع نے یہ اہمیت ہمیں می
کر سالی پر سال انھیں "منایا جائے، بلکہ اہمیت اگر کوئی دن کو
چھوڑ دی جاتی تو وہ۔" وہ دن تھا جب اللہ کا رسول نظر اپر
اتہمیانی نے سرو سامانی اور مظلومیت کے ماتحت کے سے بیٹھے
کی طرف نکلا تھا۔ اس دن کو نسی طاہریں آنکھ سترخ کا
دن۔ خوشی کا دن کہے گی۔ یہ دن تو دعوتِ اسلام اور
درائی اسلام کے لئے بظاہر نہایت حم دالم اور حزن و یاس
کا دن تھا۔ مگر اسی دن کو وہ عظیم اہمیت دی جاتی کہ قیامت تک
کے لئے بھی دن اسلامی تاریخ کا یوم آغازِ طہر اور اسی سے
ملکتِ اسلام کے ماہ و سال کا شمار مقرر ہوا۔

لیکن "منانے" کی مرود جہشان اس میں بھی نہیں تھی۔
"منانے" تو دراصل مشوقِ فضول کی ایک قسم ہے۔ یہ مشوقِ فضول
اُس امت کے اعیان و اکابر میں کیونکہ نبودار ہوتا ہے
غیر الامم قرار دے کر ایک ملت تک نکشور کشانی وجہاں سی
کا کام سپرد کیا گیا تھا۔

اس تقریر کے میں نظریہ توصیفِ معلوم ہو گیا کہ یوم
علی ہو یا یوم معاویہ۔ یوم میلاد ہو یا یوم رحلت۔ رب
محفلِ رسماں ہیں۔ محفل بے احتجاج بے مغفرہ اور بے اساس
مشاض۔ حقی کو یوم قدر آن بھی کوئی منانے تو اس سے
سوائے ردِ حق مخالف کے اور بخچھا حل مذہبی کا۔ اسی لئے ہم
حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو ایک جلیل القدر صحابی اور
ایک عظیم المرتبر مفتاد اس بھجنے کے باوجود اسے کوئی اہمیت نہیں
دیتے کہ ان کا "یوم" منایا جائے۔

لیکن اس سنتے کا ایک اور ہم لوگ ہے جس کی وجہ سے
یہ بھی ہم دعویٰ کریں گے کہ "یوم معاویہ" منانا ہمارا ایک
حق ہے۔ ہمیں جس طرح یہ حق ہے کہ اپنے خیالات و عقائد کی
اشاعت کے لئے جلسے کریں، کہ تائیں لکھیں، اسی طرح یہ حق

چکر لخت لخت

گناہ کی ایک رات

اس کا بچپن عالم طفویلت سے نکل کر شباب کی سرزوں میں قدم رکھ رہا تھا۔
میوں سال کا تدرست نوجوان۔ ابھرتا ہوا جسم اور ایسا ہوا خون۔

ایسے نوجوان کو بدبب آزادی ال جائے اور اس پر کوئی غلاق بندگ نہ ہو تو وہ اپنی نا سمجھی سے کسی غلط رکھتیں میں بیٹلا ہو سکتا ہے۔
اس سوچ سال نوجوان سے بھی ایک ایسی بھی رکھتی سرزد ہو گئی۔ کسی نے اسے پیشہ درجور توں کاپڑتے بتادیا اور اس نے عنقولان مشیاب کی ایک رات ۔۔۔ گناہ کی رات ایک اوپاں ہوت کے پہاں گزار دی۔ جہاں سے اسے دنیا کی حیثیت ترین بیماری آتشک کے جراحتی علاقوں ہوئے یہ اٹی کے ایک شہر گلیٹری کا واقعہ ہے۔ اور یہ نوجوان کوں تھا؟ ۔۔۔
سویں۔ دوسری چنگ فلم سے پہلے کی دنیا کے مشہور تمدن انسانوں میں سے ایک، حصہ کافایح، چندر کا استاد، اٹی کا صاحب اور ڈکٹیٹر اور نہ جائے کیا کیا۔

کہتے ہیں کہ گناہ انسان کا؛ اتنی نعل ہے بیکن سماں رات یہ کہ گناہ کا اثر ذات پر بھی پڑتا ہے اور اجتماع پر بھی۔۔۔ اور لوگوں کا ہٹا ہے کہ سویں کے اس رات کے گناہ کی پاواش پورے اٹی کو بھائنا پڑی۔

یہ نوجوان زندگی کی شاہراں پر دوڑتا رہا اور پڑھتا چلایا یہاں تک کہ اس کے ہاتھ میں اٹی کے تمام باشندوں کی قصرت لگ گئی۔

آتشک کے موڑی مرض کے اچھوں کا ہنسنے کی بیماری جب کسی انسان کو الگ جائے تو سلوں تک اس کا بھیجا تھیں

چھوڑتی۔ اس کا عمل ان بچوں پر بھی ہو سکتا ہے جو اس مرض زدہ انسان کے صلب سے پیدا ہوں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حالت جنین ہیں میں ان کے بعض اعضا پوری طرح نشوونما پا سکیں ایسے پیچے جو اس بیماری کے جراحتی سے متاثر ہوں اندھے اور پاٹل بھی پیدا ہو سکتے ہیں۔

یہ بیماری جسم کے ہر حصوں کو مناڑ کر سکتی ہے لیکن خصوصیت سے اس کا اثر دماغ اور آنکھوں پر پڑتا ہے اور ایسے مریضوں سے عجیب عجیب حکیم حکیم صادر ہوئے لکھتی ہیں خالش اور خود پسندی اس کی خاص علاقوں میں ہیں۔ ذاکڑوں کا خیال ہے کہ اگر ایک عام اور میکبی بیماری ہو جائے تو وہ بھی نمودار انعام انسان و شوکت کی خاطر عجیب عجیب حکیم کرتا ہے۔ مثلاً وہ کسی دوکان پر پڑھ کر جیک وقت کئی کئی سولڑوں کی خریداری کی فرمائیں کہ اس سے زیادہ دہ ذہین انسان میں یہ دماغی خرابی کی دوسری شکلیں انھیں کوئی لکھتی ہے اس میں ضدهت و حری اور ہر قبیت پر اور بہت تیزی سے اپنے آپ کو اٹھانے کی خواہش ابھری ہے۔ انفام اور جنیات کی دنیا میں زندگی بسر کرنا آتشک زدہ انسان کا ایک ہمارا لڑکا ہو سز کرہ لگا رکھتے ہیں کہ اٹلی کے ڈکٹیٹر سویں میں بھی یہ بخدا بیان موجود تھیں جب تک اس کے جسم میں طاقت بھی اس وقت تک وہ ان کمر دریوں کو دباتا رہا لیکن یہی سے چھسے جسماں کرداری آئی گئی اس کی وجہ سے اندھوں کی کمر دری ابھری گئی اور بالآخر اس نے اپنے آپ کو کلیش جذبات کے ہاتھ میں دے دیا۔

کہتے ہیں کہ ایک اینی خاقنوں کی بدلت سویں کو زوال سے دوچار ہونا پڑا اور اس کے اہل وطن ہی نے اسے قتل

ہمدرد اسلام بھی نہیں۔ اپنی مشہور کتاب لشکری ہمیشہ اف دی عربیس (عربوں کی علمی تاریخی) میں ایک جگہ لکھتے ہیں۔

”کسی بھی زندہ انسان نے اپنی قوم کی قسمتوں کو اتنا نہیں بنایا ہے جتنا محمد نے۔ اور گو ان کی قوم اپنے خود نہیں بہت پیچے چھوڑ گئی۔ تاہم وہ وہ تنہائی اور انتہا امریں ہر قدم پر انہیں کی طرف دیکھے گئی۔“^(۱۹)
منکر کی زبان سے شخصیت کی اس درجہ اہمیت کا اعتراف آسان نہیں۔ اور اس کے دو ہی چار مطوروں بعد دوسرا اعتراف یہکہ ممتاز نزدیق مستشرق۔ عزیزہ گو۔ علی زبان سے یوں نقل کیا ہوا ملتا ہے۔
”ہم کو محمد میں وہ سبیدہ فہم بھی ملتی ہے۔ جوان کے قبیلہ والوں کی امتیازی صفت تھی۔ نیز وقار، معاملہ فہمی۔ اور قوازن۔ یہ وہ اوصاف ہیں جو شریفانہ ذہنیت کے بوگوں میں عام طور پر پائے جاتے ہیں۔ اور پھر غلط نفس بھی اعلیٰ درجہ کا حالات نے گواہیں پیرسے یہکہ قانون ساز اور حکمران میں تبدیل کر دیا۔ تاہم اپنے لئے انہوں نے کوئی درجہ اس سے لے لے کر نہیں رکھا۔ کہ وہ الشر کے رسول ہیں۔ اور اسی میں سماں اسلام آگیا۔“

برطاونی اور یورپی فنا میثیں کے لئے کتاب ”ہیر و ایمنڈ ہیر و روشب“ (بلل، بلل پرست) لکھی تو یہ طور مثالی ہیر پیش کرنے کے اسے کوئی شخصیت پھیروں کی طوفیں نہ رہتیں۔ بجز محمد عربی کے نظر آئی۔
اور بہت سے ماصینوں کوئی اعتراف کر گئے ہیں۔ اسے سامنے رکھنے اور فلک پہنچنے تو ابھی زندہ سلامت ہیں۔ انہوں نے بوجاہی عقیدت پیش کیا ہے، وہ ان کا ہمفری آف دی عربیس“ وغیرہ جیسا کہ آسانی میں جائز ہے جا۔ منکرین کے قلب پر ہمہ لگی ہوئی ہے۔ ایمان لانا ان کے نصیب نہیں۔ لیکن انکا درستالت کے باوجود یہ کیا ہے کہ جیشیت

کردیا تو اس کا پہنچ سخت نہ ہم کیا گیا۔ لاش کی ڈالکٹری رپورٹ میں بتلا یا گیا کہ اگر سو یعنی زندہ رہتا تو اس کے دل اور خون کے خلیے تو شاید کچھ دن اور کام کرتے مگر اس کی خصیش بیماری نے اس کی آنکھوں کو ستارہ کرنا شروع کر دیا تھا اور زندہ رہنے کی صورت میں چند دن بھی میں اس کا نہ ہوا ہا ہو جانا یقینی تھا اس کے علاوہ اس کا دماغ ماؤف ہو چلا تھا اور شاید کچھ بیماری میں اسے پانچ خانے بھینا پڑتا۔

گناہ کی اس ایک رات نے اس مادی دنیا میں کیا کیا صیحتیں بڑیاں کیں اس کا حال پوچھنا ہو تو ایسا نیا اور عبشرط والوں سے دریافت کرو کر اس نیم پانچ اونچی کے یا تھوں انہوں نے کیا کیا کیا حدتے اٹھائے۔ نہیں بلکہ ان تمام لوگوں سے پوچھو جنہوں نے جنگ عظیم ناقی کی صیحتیں دیکھی ہیں اور پھر سوچ کر کہیں اور نہیں تھہارے اس طک میں اس روزی رحل کا پھیلا ڈکس شدت سے بلاحدہ رہا ہے تھہارے ان خوب والوں میں سے لکھنے ہوں گے جو گناہوں کے بازاروں سے جا کر اس لعنت کو اپنے ادھان کے جھے لگاتے ہوں گے اور پھر مکاحموں کی اڑی ہوئی دنیا کو چند تھی ہنگامہ خیزوں کا تحفہ عطا کرنے ہوں گے۔ تم انگریز مصنفوں کے قلم سے لکھی ہوئی سو یعنی کی کہاں پڑھتے اور اس سے دیکھی ہیتے ہو یا کہنا ذہنا اپنے گروہوں کی داستانیں پڑھتے کی کوشش بھی تو کہ جو روز اسی سے ہی چھوٹے بڑے سو یعنیوں کو جنم دے رہی ہیں۔ نئے مشیخت بیاز، نئے ہنگامہ پسندادر نئے دیوارتے۔
روک سکتے ہو تو انہیں اس گلے میں گزنتے سے روکو اور نہیں انہیں روکنا ہی چاہئے۔
(مشکریہ دعوت دہلی، (عمرستہ))

چھی یا تیس

برطاونی میثیں میں ایک ممتاز شخصیت آ رہے۔ اسے ملکس (متترجمہ شنوی رومی) اور متترجمہ اسزار خودی (آ) کی ہے وہ گوادگو یقینہ اور کی کے درجہ کے معاند نہیں۔ تاہم کوئی خاص

پروردھار کھائے یہیں، ان کا مشورہ یہ ہے کہ فلاں عامہ اور روداری کی خاطر قوم پرستی کے بہت کوچکناچو کر دینا چاہئے۔ صدر جمہور یہ ہندو اس لفڑی کو فرسودہ قرار دیجو اسے ترک کرنے اور عالمی برادری کے قیام کا مشورہ دے دے رہے ہیں۔

مخدہ دنیا میں تندہ خاندان کی منزل ابھی بہت دور ہے، لیکن اس کی درمیانی کڑیوں کا جائزہ ہے کہ عالمی برادری کے لئے راستہ صاف کرنا چاہئے۔ اس کی پہلی منزل یہ ہے کہ قومی اور مین الاقوامی سطح پر اس کے اختلافات ختم ہوں روپریتوں ملک اپنے تراع کو ختم نہ کر سکیں تو انہیں عالمی برادری کا نام یہیں کی اجازت کس طرح دی جا سکتی ہے؟ الگ ہر چیزی کو راستے لفڑی رہ کریں۔ تو ایک دوسرے کی گردت پر ہاتھ دال کر بھی عالمی برادری کا غیرہ لگایا جاسکتا ہے لیکن اس سے انسانی نظرت کی گناہوں تصوریہ تکھوں کے سامنے آجائی ہے۔ اگر گھر کے دو بھائی اپنے اختلافات کو دوسرے کر سکیں تو انہیں برادری اور قوم کے اختلافات کو درکر سئے کی ذمہ داری کس طرح سونپی جا سکتی ہے؟

صدر جمہور یہ ہند نے اس بات کی پہلی درمیانی کو ایک قوم اپنے نظریہ حیات اور طریق زندگی کو دوسری قوموں پر سلط کرے اگر صدر جمہور یہ ہند اس پر پوری روشنی ثابت اور اسے چھلا کر بیش کرے تو یہ بات سب کو معلوم ہو جائی کراس فساد کی جزئیاتی ہے کہ ایک قوم اپنے لکھر کو خواہ دہ کتنا ہی فرسودہ اور ناپاک ہو، تقدس کے نام سے دوسری قوم یا دوسرے طریق پر سلط کرنا چاہتی ہے۔ بھالیوں کا طریق زندگی اگر جزوی ہند کے لوگوں پر سلط کیا جائے گا تو اس سے علیحدگی پسندی کا رجحان پیدا ہو گا۔ کشمیری پستوں پر پہلے کی تہذیب نہیں لادی جا سکتی۔ گویا جو اصول قوموں کیلئے ہے، وہی اصول ایک ملک کے مختلف گروہوں اور طبقوں پر بھی لاگو ہونا چاہئے۔

صدر جمہور یہ ہند نے اپنی تقریبہ میں فرمایا کہ کسی قوم کی زندگی اور برقا کے لئے تم شرطیں معموری ہیں۔ اول تسام

انسان اور آپ کے شہرت و عظمت کے انترا ف میں کتنا کچھ اب تک لکھے گئے ہیں۔ اور اب بھی کی کچھ لکھتے چلے جاہے ہیں اور سب الراکیک ہیکی سی تغیر و دفعہ عنالٹ ذکر لٹ کی نہیں، تو اور کیا ہے؟

(باٹکریہ صدقہ جدید بخوبی برستہ)

صدر جمہور یہ ہند اور نیشنلزم

صدر جمہور یہ ہند اگر رواح اکثر نے عالمی نظام تو اور یہاں الاقوامی انصاف کے قیام پر زور دیا ہے آپ نے ایسا لی تعلقات کی بیانی کوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ عالمی نظام تو کی خاطر ہر لک کو دوبارہ منظور کرنی ہوئی پہلی بات یہ کہ مکرانی کے کچھ اختیارات سے دست برداہ ہو، دوسری یہ کہ وہ پہلے زمانے کے دیباں سی تغیری قوم پرستی کو خیر بار کے ہے۔ ہمیں روشن مستقبل کے لئے یہ یا تین منظور کرنی ہوئی آپ نے مزید فرمایا کہ مخدہ دنیا میں نام قوموں کا ایک خاندان بننا چاہئے اور اس خواب کو پورا کرنا چاہئے جو ہماروں اور سنتوں میں دیکھا ہے۔ آپ نے زور دے کر کہا کہ ووگوں کو روشن مستقبل کی خاطر فرمودہ اور دیباں سی نظریہ کو توڑ کر دینا چاہئے کہ قبیل ایک دوسرے کو سمجھیں، زمانہ ہمیشہ کسی جیزرا کا ساتھ نہیں دیتا، ہمارے کا توں میں اب تک نیشنلزم کی صدائوں کو جرہی ہے، ہندوستان سے متوں نیشنلزم کی پوچا کرائی گئی اور اسے دفار اوری کا سیار قرار دیا گیا۔ تھا اب ہمارے کان صدر جمہور یہ کی یہ صدائیں رہے ہیں کہ قوم پرستی کا نظریہ فرسودہ دیباں سی پر انا اور تنگ نظرانہ ہے، زمانہ کی تبدیلی بصرت آموزہ ہے ایک وقت وہ تھا کہ نیشنلزم کی سیودیت سے اکار سیاسی لفڑے مراد سمجھا جاتا تھا اُن اسے ترک کر لے کا مشورہ دیا جا رہا ہے۔ اُچاریہ دیتو باجاہ اسے بھی قوم پرستی کے خوف سے نکلتا چاہتے ہیں۔ آپ کی نظریہ میں ہند بھی تنگ نظری کی پہنچاوار ہے ملکی بھیجی جگت ہونا چاہتے زمانہ سب کچھ سکھا رہتا ہے۔ بر طائفی کے شہر مورخ مسٹر مائن بی توپشنل

ہم نے ان سطور میں کیا ہے۔

دنیا کی صنعتیوں کی اصل وجہ یہ ہے کہ انسان جسی چانوں پر جو چالیوں کی تصدیق کرتا ہے وہ ان پر عمل نہیں کرتا بلکہ کرتے ہیں وہ مہاتما اور ولی بن جاتے ہیں لکھنی بڑی چالی ہے یہ کہ کوئی حکومت پر رائیوں پر فوٹ نہ رکے۔ لیکن اس پر عمل کون کرے؟ یہ کے لگلے میں گھنٹی کون ڈاسے اور توں وکلیں مطابقت کیوں کر پیدا ہو؟ دنیا کی فلسفیوں کی کہ نہیں۔ صرف عمل کی کی ہے اور بھادرا انسان کی صفتیت ہے جو جیشہ سے اس کے ساتھ پیش چل آ رہا ہے اور چونکہ اس صفتیت کا خاتمہ کھی نہ ہوا گا۔ اس نے کسی فلسفہ میں دامغ کھپانا یہ سود ہے۔

(بشكیر دوزناء الجمیعہ ۹ نومبر ۱۹۷۶)

ہندو اور مسلم نام سے پیر

مرکزی وزیر مسٹر ہمایوں کبیر کے ایک بیان سے معلوم ہوا کہ حکومت مسلم یونیورسٹی علی گڑھ سے لفظ "مسلم" کو مٹانے اور کھینچنے پر تسلی ہوئی ہے اور مسٹر پوچھنے کے نے بنارس ہندو یونیورسٹی سے بھی لفظ "ہندو" کو مٹانا اور بنارسا چاہتی ہے۔ پہنچت ہبھو قوی کارخانی کبھی کام نہام دے پکلے ہوتے اگر ہندو یونیورسٹی کے ارباب کار آٹے نہ آتے اور صاف طور پر ہندو کہیتے کہ لفظ "ہندو" کو ہٹا کی جائزت نہیں دی جائے گی۔ اب مرحلہ یہ آگیا ہے کہ ہم ہندو یونیورسٹی کے ارباب انتظام سے استند ہا کر کر دے لفظ ہندو کو ہٹانے پر راغبی نہ ہوں۔ صرف اسی طریقے سے مسلم یونیورسٹی بھی پانے انتیازی نام کو باقی رکھ سکتی ہے۔ اگر مسلم یونیورسٹی وجود میں نہ آئی تو ہندو یونیورسٹی سے لفظ ہندو کو ہٹانے کا خیال تک نہ آتا۔ مقصود تو لفظ مسلم کو ہٹانا اور مٹانے ہے اس سلسلے پر چاری ہندو یونیورسٹی ہی رکھتے ہیں آگئی۔ حکومت یہ تو نہیں کر سکتی کہ مسلم یونیورسٹی کے نام میں تو تبدیلی پیدا کرے اور ہندو یونیورسٹی کو اپنی حالت پر چھوڑ دے وہ ایسے کاموں کے انجام دیتے ہیں بڑی

بڑا نیویٹ فوٹ کو ختم کر دیا جائے۔ دو مہینے کی ناقصانی کا حق قبیح ہو۔ سوم لوگوں کو محسوس کرایا جائے کہ وہ سب ایک ہی گھر کے ممبر ہیں۔ مگر یہ شرط ایک ہزار سال بوجہی پوری ہو سکتی ہیں؟ اسلام بندی اور فوٹ کے خلاف جس قدر دل کے جانتے ہیں۔ اس کے تجویز میں زیادہ سے زیادہ اسلام بند کا ہے اور فوٹ کی تعداد بڑھاتی جاتی ہے۔ جس طرح یہ اعلان کریمتوں کو چڑھتے نہیں دیا جاتے گا۔ اس بات کی ملاحت ہے کہ قیمتیں ہڑو چڑھیں گی۔ اسی طرح یہ مشورہ کو فوٹ اور اسلام کی تعداد کم ہو اس بات کی ملاحت ہے کہ ان میں یقیناً اضافہ ہو گا اور وہ تو میں بھی مختلف پہلوؤں سے زیادہ سے زیادہ سلخ ہوں گی جو ہمیشہ ہتھیاروں کی دوڑ کی نہ مرد کرنی ہے۔ یہ سائنس کا دار ہے۔ مگر کسی نے محسوس نہیں کیا کہ یہ دو قول و عمل کے تضاد کے میں مشہور ہے افشا کا وعظ کر داد دنا انصافی کا ریکارڈ تو ادا دو۔

اگر کسی قوم کی بقا کے لئے یہ تین شرطیں ہڑو کیہیں تو ان کا پورا ہونا ہزار سال کے بعد بھی مشکل ہے۔ البتہ ایک دوسرے طریقے سے انسانی ضمیر کو بھیٹوڑا جا سکتا ہے۔ لیکن ہر انسان دوسروں کیلئے وہی چاہے جو اپنے لئے چاہتا ہے سوچنے کا یہ اندراہست ہیں ہے اور وہ ایک کسان سے ہے کہ ایک فلسفی نہ سب کی سمجھ میں آ سکتا ہے اس سچائی میں تمام شرطیں پوری ہو جائیں۔ مگر اس بات کی کوئی گاریتی نہیں کہ اس پر گل بھی کیا جائے گا۔ کیونکہ آج کا فلسفہ یہ ہے کہ دوسروں کو تباہہ سے زیادہ لفظیں پہنچا کر اپنا زیادہ سے زیادہ قالدہ کرو۔ اور دوسروں کی ٹھاکت پر اپنی زندگی کی عیناد رکھو، انسانی برادری، انسانی بھائی چارہ، عالمی امن، ایک اسلام۔ رہاواری اور انسانیت ایسے الفاظ میں جن کے کوئی بمعنی نہیں۔ عملی زندگی ان ادعاوں سے بالکل خالی ہے اور ہم بھتے ہو گئیں، اتنے ہی بڑے سفاک اور نظام ہیں۔ اگر تندری اور خیالی حقیقت وہ ہے جس کا انہیں صدھر ہو رہے ہے کیا ہے تو عملی حقیقت یہ ہے جس کا انہیں

چارہ نہیں؟
مسلمان، مسلمان ہوتے کی حیثیت سے اور ہندو ہندو ہوتے کی حیثیت سے ہرگز فرقہ پرست نہیں اگر یہ قوم صدر جمورویہ اور نائب صدر جمورویہ یعنی فرقہ پرست ہندو ہمارے ہے کہ ان کا کوئی نام نہ ہو اور انہیں بے نام کے صدر جمورویہ اور نائب صدر جمورویہ قرار دیا جائے اور پہنچت نہ رہی گی بے نام کے وزیر اعظم قرار پائیں، ہم ہندو مسلمانوں سے کہیں گے کہ وہ اس توہین کو ہرگز برداشت نہ کریں کہ وہ فرقہ وارانہ ہیں اور اس قابل ہیں کہ جن اداروں کی سیاست جس کے تعلق سے داعش سرتا۔ وہ ہندو اور مسلم پر فرقہ واریت کا لیبل چھپا کرے۔ اگر ہندو کے نام میں فرقہ پرست نہیں تو ہندو یونیورسٹی ہیں فرقہ پرست کہاں سے آگئی؟ اگر لفظ مسلم فرقہ پرستی کا قاطع ہے تو مسلم یونیورسٹی کو فرقہ واریت سے خوسم کرنے والا کون؟ مژدود ہے کہ موجودہ دور کی سیاست سے سخت نفرت اور بیزاری کا لاملا کیا جائے اور سیاست کے علم برداروں کو بدتر بنانے کا فرقہ پرست قرار دیا جائے۔

حکومت کو کیا حق ہے کہ وہ تعلیمی اداروں میں داخلت کرے؟ اگر وہ انہیں امداد دیتی ہے تو اس میں اس کا کیا احسان ہے؟ حکومت کی اپنی کوئی جائیداد نہیں وہ خواہ میں تیکسوں کی بھیک مانگ کر اپنا کام چلاتی ہے اور اسی میں کچھ تعلیمی اداروں کو بھی دے دیتی ہے اگر ہندو اور مسلم یونیورسٹی کے ارباب انتظام میں ذماسی بھی خفتر ہے تو وہ اپنے ناموں کا سودا ہرگز نہ کریں۔ اور حکومت کی امداد کو اس کے نزدیک سے ماریں۔ حکومت کھل کر کیوں نہیں کہنی کہ مسجد اور مندیر، گرجا اور گردوارے فرقہ پرستی کی ہوں۔ اس لئے ان سب بھارتیوں کی میلے کوئی مشترک نام تجویز کرنا چاہیے۔ مندوں کی گھروں اور مسجدوں کی قومی تجویز کی نہ ہوں۔ تو مسلم اور ہندو کو فرقہ پرست سمجھنے والا کون ہے؟ مسلم یونیورسٹی اور ہندو یونیورسٹی کی قوم پرستی میں محض ہندو اور مسلم الفاظ آئنے سے دراڑ کیوں پڑگئی؟ صدر جمورویہ ہندو ڈاکٹر رادھا کرشن کسی قوم پر درسے کہ نہیں۔ پھر ہندو یونیورسٹی میں کوئی کیڑا ڈالا گیا ہے کہ لفظ ہندو کو کھرچے بغیر

چوکس ہے اور دنیا اکی ہوشیاری کا لوہا مان پچکی ہے۔ مرکزی وزیر سٹریٹ ہاؤنڈ کیبرٹ مسلمانوں میں کوئی نوک بھائیں بیان دیتے ہوئے یہ خوشخبری سنائی ہے کہ "آنکھ مسلم یونیورسٹی اور بیمارستان ہندو یونیورسٹی کے ناموں کو بدل کر ان کا دوسرا نام رکھا جائے گا یہ مسئلہ حکومت کے زیر خود ہے کہ ان اداروں کی پیشانی سے فرقہ والانہ نام ہٹا دیتے جائیں، سو آئندہ اس تجویز کو علی میں لایا جائے گا۔" کیا سمجھے آپ؟ یعنی فقط مسلم اور لفظ ہندو فرقہ وارانہ ہیں اور اس قابل ہیں کہ جن اداروں کیسا نام ضوب ہوں اپنیں ان الفاظ سے پاک کر دیا جائے ایکا ہم سمجھیں کہ شروع سے اب تک یہ دونوں دارے فرقہ والانہ ہی تسلیم کئے گئے ہیں اور حکومت ان کی اس حیثیت کو تسلیم کرتے ہوئے ان کی امداد کرتی رہی ہے؟ اگر وہ اپنے ناموں کی وجہ سے فرقہ والانہ ہیں۔ تو حکومت نے ان کو مالی امداد کیوں دی؟ اگر وہ ان ناموں کے باعث بھی فرقہ والانہ تسلیم نہیں کئے گئے تو اب ان کے ناموں کو فرقہ والانہ فرقہ پرست ہی نہیں کیا ہے اور مطلب کیا ہے کیا ہندو مسلمان ریک لمحہ کے لیے بھی اس بات کو تسلیم کر سکتے ہیں کہ ان کے نام فرقہ والانہ ہیں؟ کیا وہ مسلمان اور ہندو کی حیثیت سے فرقہ پرست ہیں؟ کیا ہمایوں کیسا اور پہنچت نہر و اس سے فرقہ پرست ہیں؟ کیا وہ مسلمان اور ہندو اس سے فرقہ پرست ہیں؟ کیا انہوں نے نام جواہر لال نہیں ہے؟ تو کیا پھر ان کو فرقہ پرست ایسا ہے کہ اپنے نام جواہر لال نہیں ہے؟ اس کے بعد بھی قوم پرستی میں محض ہندو اور مسلم یونیورسٹی اور ہندو یونیورسٹی کی قوم پرستی میں محض ہندو اور مسلم الفاظ آئنے سے دراڑ کیوں پڑگئی؟ صدر جمورویہ ہندو ڈاکٹر رادھا کرشن کسی قوم پر درسے کہ نہیں۔ پھر ہندو یونیورسٹی میں کوئی کیڑا ڈالا گیا ہے کہ لفظ ہندو کو کھرچے بغیر

ادمنیکرٹ فرقہ واریت کی جڑ میں وہ سالم پیٹ میں اتاری جا رہی ہیں اضافہ کیا کتابوں میں ہندو درج کا اچیا اکیا جا رہا ہے۔ یہ سب کچھ برداشت ہے، اگرپس ہے تو سلم یونیورسٹی اب ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ طب بی حکومت کے ارادوں کا توڑا کیا کرتے ہیں۔ اگر وہ حکومت کے ارادوں کے درمیان آئی ویواریں کر کھڑے نہ ہو گئے تو سلم یونیورسٹی کا بڑا حال ہو گا۔ کیوں لکھ جو بزرگ اب تک نے سپاہی بنا کر آئے ہیں وہ اپنا کوئی کارنار ضرور اخراج دیں گے اور مسلمانوں کی نہ حلم کن کہ بیلوں سے آنفیش ہو گی۔ اگر مسلمان ان ہندو سلم یونیورسٹی کا نام بھی بالآخر سے نہیں پہنچتا تو اپنی جیسے کوئی حق نہیں، بیکھلیوں نے تقسیم بھال کو منسون کر کر چھوڑا تھا، کیا مسلمان ان ہندو سلم یونیورسٹی کے نام کو بھی پھاتنے کے لئے تیار نہ ہوں گے۔

(اشکریہ روزنامہ الجعیۃ دہلی ۲۳ فریور ۱۹۷۰)

کہندہ اور مسلمان اپنی یونیورسٹیوں کے لئے پوست میک درس اور نام بدلنے والوں سے کہدیں کہ وہ تعلیمی اداروں میں ان از ہونا چھوڑ دیں اور ہندو مسلمانوں کی توبین کرنے سے باز آئیں۔

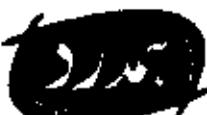
سلم یونیورسٹی کے واشن چانسلر صریر العین طیب جی لپٹے ایک فاضلانہ بیان میں ہرچکے ہیں کہ یونیورسٹی اپنے بنیادی مقاصد کے ماتحت قائم رہے گی۔ اگر سلم یونیورسٹی کا ہم بل لگایا قوہ مشخص ہوتے ہیں تاہم نہیں کریں گے ہیں اسیہ سے کہ عصوف است اس ہندو قائم رہیں گے اور حکومت کے نامبارک اور شرانجیز ارادوں کو کوئی کامیاب نہ ہوئے دیں کے اگر سلم یونیورسٹی کو "فرقہ واریت" سے پاک ہی کرنا ہے تو ہستہ ہے کہ اسے بند کر دیا جائے، ہندوی، سندھکر اور بیان یونیورسٹی میں کوئی فرقہ واریت نہیں۔ سرکاری تقریبات میں دید مرتب اچارن کے جایں بسند میں چہاز چھوڑتے کے وقت ناریں پھوڑتے جائیں اور سیاست کی آڑیں ہوں کنڈر چلنے جائیداں میں سے کوئی بات بھی فرقہ واریت نہیں۔ ہندوی



ایک ایسا ٹانک ہے جو نوجوں والوں کا سا
کس بُل قائم رکعتا ہے

ما الحمد لله اور قدرانہ کو بھال کرنے والا ایک سلطنت بخش
ٹانک بجھیہ الصیاد و محنت من دون کی پیداواریں مدعا تباہے
ہمدرد کا

مَاء الْحَمْد



مکاں ابن العتیر مکی

مسجدِ مسیح نامکوٹ

ہندو نیا کامڈال سکول

سروج غروب ہوتے سے بچھے قبل ہی کا کسکے صدر
دروانے پر بنا ہوا برقی مور جگ مگ کرنے لگا اور اس کے
پہلوں میں بھی ہوتی کسی فرانسیسی حیین کی تصویر کے نہیں تھکن خدا غزال
ددھیا ٹھوڑوں کی روشنی میں ایک خاموش پکار بن کر نہایاں
ہوتے۔ ایسی پکار جس کی کہر باقی اہروں میں خشبودوں کی مہکار
ہوتی۔ بلا وہ ہوتا۔ تر خیب ہوتی۔ اسی وقت انہوں کے دو ہائی
گلبری سمندر کر کر رہو شنی میں نہایاں اور گلا گاؤں کی بیلیوں
شروع ہو جاتی۔ یہاں سار امر اور اصل رات ہی کا تھا۔ دن
اُداس گذرتا تھا دن میں کافی نظر پر بھی گو اُمر ہی نظر آتے۔
لہریوں کی ڈیوٹیاں تو دن دھنہ دھنہ ہی مشرق ہوتی تھیں۔ پہ کم سے
کم صفت درجن ضرورتی میں ہوں گی۔ شاید ایک دو دن کے فضل
سے ان کی ڈیوٹیاں بدلتی رہتی تھیں۔

اس وقت رات کے دوس نیچے تھے۔ تم سیدنا فاطمہ
بھکر ابھی نصف نصف قبل یہاں پہنچ گئی۔ جیل صاحبے اگر دو
دن پہلے ہی میز بیک نہ کر لی ہوتی تو اس وقت یہاں جل میر کے
کاسوال ہی پیدا ہیں ہوتا تھا۔ ہائے داخل ہوتے ہی جناد
نظریں ہماری طرف اٹھتی تھیں۔ پہلے نظریں نظری اُرمی
یا جیل صاحب کی چوچخ ناماک کی زیارت کے لئے ہمیں تھی تھیں
بلکہ ان کا شاندار ارشادہ کا شعلہ طراز وجود تھا۔ ”شعلہ طراز“
فہن شاعری ہمیں ہے۔ راشدہ واقعی ایک شعلہ ہی تھی۔ جوانی
صحبت، جامدی، اور حسن کا مرمری پیکر۔ اس کی طرف ایک اُر
دکھ کر دباہہ نہ دیکھتے والا صرف ایسا ہی شخص ہو سکتا تھا جسکے
یہ نہیں دل کی جگہ اُس کو حیم کی قلیلی رکھی ہو۔ یہاں ”حورت“ لکھا

ہو ٹھی پی تھا کہ انہما مذکون تو نہیں تھا کہ آرکستر اسی دھن پر
ہمذب جوڑتے تھرتے نظر آتی لیکن انہما غیر مذکوب بھی ہمیں تھا
کہ اس کی خصائص مذکوں کی بلند و کرشمۃ اُوازوں کے ساتھ جو توہن
کے تسلی قیقے دستی دیتے۔ خوش پوش اور زندہ دل مذکوں
کی بھی طریقہ کم و بیش ۲۵ فصدی حورتی تو ضرور ہی نظر آتی تھیں۔
”حورتیں“ کہنا میرے قلم کی لغزش ہے۔ شاکستگی اختیار
کیجیے تو یوں کہنا پڑتے ہو کہ دہ زیادہ تر لڑکیاں ہی ہوتی تھیں۔
مذکوں کی بات جملے دیجئے۔ لڑکی حب تک باقاعدہ ایک شوہر
ذمہ دار اسے حورت کہنا رہا میں اور پھر کے تقاضوں کا خون کرنا
ہو گا خواہ ہرے کی جھریاں جھپٹانے کے لئے اسے من دون پادر
ہی استعمال کرنا پڑتے۔

لیکاک زیادہ پر انہمیں تھا۔ مگر اس کی شہرت و
مقبولیت جگل کی الگ کی طرح پھیلتی جا رہی تھی۔ اعلیٰ تیجہ
بہترین سرکس صفائی کا خاص اہتمام۔ مقبولیت کی ایک
بڑی وجہ شاید یہ بھی رہی ہو کہ کافی نظر پر گوما کوئی نہ کوئی لڑکی
ہی نظر آتی تھی۔ ظاہر ہے وہ حسین بھی ضرور ہو گی۔ دن کی روشی
میں چاہے اس کے حسن کے باعثے میں دوڑائے کی گھاٹت ہو یا
رات میں اختلاف رات کی گھاٹت باقی نہیں رہتی تھی۔ فارسے
اٹھلپ اٹھلپ سے ہر چیز چڑھے اور پہلو دار ملبوس سے ہر چیز جسم و خونی
کے آرٹیفیش زاویوں کی مادراں میں مخلوق کے جعل کو جنم دیتا تھا
اور سلچے میں ڈھلا ہوا۔ سبم تو انہا کافر تھا کہ بڑے سے بڑا زاہر
خیک بھی اپنی طور پر تھی کے افق پر پھفت رنگ و سرخ رکھیں
لہریوں کی سرسر اہم محسوس سنئے بغیر نہیں رہ سکتا تھا۔

کہ ہر حال بیری تو بن ہی کچی تھی اور بڑھ کر لحاظ سے وہ سوئی صدی لڑکی ہی تھی۔ عمر کے ملاوہ اس جس اگریز عفت اور کم آئریزی کی وہ ادا میں ابھی تک کسی نکسی درجے میں نہ تھا ہی رہی تھیں جو کسی بھی بیس لفڑاون کو "لڑکی" کہنے کا جواز دیتی ہے۔

یہی باہبہ ہمیں کام میں آئے تھے تو اس کی پیشانی پر میں نے کئی قدر پیش کے دیکھے تھے۔ یہ یقیناً اُن مختار نظروں کا رو عمل تھا جو تیروں کی بارہ بُن کر اس کے سراپا تھے مگر انی تھیں۔ وہ سرچھکاتے خاموشی سے کافی دیتی رہی تھی اور جیل حصہ رہ کر اس پر وہ مقایمت کا طرز کرتے رہے تھے۔

لیکن آج وہ کوئی طرح چکی ہری تھی۔

"چکر ٹھی بورنابت ہوئی۔" اُنکا اپ کو تو بہت پسند آئی ہو گی۔ اس نے نظر پر انداز میں مجھے فناطب کیا۔

"میں پسند اور ناپسند کے چکر میں نہیں بخت اسیلے سرزمیں جیل آپ ساتھ ہوں تو دنیا کی ہر کچھ بوری ٹابت ہو گی۔"

"بھروسہ بھروسہ جیل" جیل صاحب چھوٹا کر لے یا کتنی پارچھا جگا ہوں یہ انداز خطاب غیر شائستہ ہے۔ کیا رکھو گہٹے ہوئے مجھے دُکھتا ہے۔

"مشکل ہے۔۔۔"

"کیوں مشکل ہے۔۔۔"

"یہ آپ ہی کے مجھ سے اچھا لگتا ہے۔ میں کم سے کم آپ کی موجودگی میں تو اس کی جرامت نہیں کر سکتا۔"

"ضھول باتیں۔۔۔"

"خیر۔۔۔ ہاں۔۔۔" راشدہ نے بات کاٹی۔ وہ بتسم نظروں سے مجھے گھوڑہ ہی تھی "یہ آپ نے کیا کہا کہ میرے ساتھ دنیا کی ہر کچھ بورنابت ہو گی۔"

"غلط ہیں کہا۔ آپ قریب ہوں تو پچھے بوری دھپی کون کافر نہ سکتا ہے۔"

"ویری لگا۔۔۔ یہ کچی ہے تم نے لاکھ لوپے کی بات۔" جیل صبا مالے خوشی کے پھرماں اٹھے۔

"آپ داد دے رہے ہیں" راشدہ نے شوہر کو بیٹھا۔

مرخ پھیسا۔ اس کے بعد میں نکایت تھی۔

تایا ب جنس نہیں تھی جسے نکایت تھا۔ ایک سے ایک مکتفی اور دلکش خالوں بہاں موجود تھی اور لوگ اپنے پنے متعال میں ملک مگر ارشدہ جیسی خورنوں کی بات اور ہے۔ وہ تو پھر کوئی بھی برف بنا سکتی ہیں۔ کتنی یہی نظروں بار بار اٹھیں اور بار بار میلی دیشیں بخواتی میرے احساس کی اسکرین پر پھر کیلیں جیل صاحب کے تھوس سات پچھا اور تھے۔ وہ تو خوشی سے پھولے نہیں سماہے سکتے کہ ان کی شاہینہ لوگوں سے خارج چھوٹے دھوں کر رہی ہے۔ ان کے چہرے پر غرماں میرزا سرتھیں رہی تھیں اور لبھو شدید احساس برتری سے چھوگن ٹھہر گیا تھا۔

اسے آپ ان کی کمزوری میں بار بار خوش فکری۔ وہ تروع ہی دن سے اس کے مختنی ملکے کہ ان کی حسین شاہینہ سوسائٹی میں ہمدردیاں کر جائے اور دنیا خود ان کی خوش قسمتی پر رونک کرے۔ ابھی دو سال پہلے جب شاہینہ اپنے نام حسین جمال کو عفت و حیا کے دائرے میں بھیڑے دے دیں ان کے ہر آئی تھی تو وہ ایک سکڑی تھی کھربلہ لڑکی تھی۔ اسی اٹھی جو گھوگٹ کی آڑ اور خاطر کم آئری سے قلنوں کے دربند رکھتی ہے مگر جیل صاحب کے دل وہ مانع کو حدید قدم کی تعلیم و تربیت نہیں سانچے میں ڈھالا تھا وہ بھلا اس "خھرلوپیں" کو پرداشت کرنے طلاقہ ہاں تھا۔ وہ کیسے گوارا کریں تھے کہ ایک پرداشتیں دردھیلوں کی بیوی کے شوہر کہا کر سوسائٹی میں مذاق کا میوضوع بنیں پھر علاج بھی اسی دشواریاں تھیں۔ آخر ان درستون سے وہ یہی چندہ بہرا ہوتے جن کی بیویاں اور بہنیں مدت سے انکے ملنے آئی تھیں بلکہ تفریحات میں برا برا کی شرکت ہتی تھیں۔

ابراہیم ہر کا ما جوں آٹے آٹاریا۔ والدین کیسے بھی مادرن ہے، بوس طریقے ہر حال والدین میں جب جیل صبا اپنی تھی کو تھی میں متقل ہو گئے تو شاہینہ کے مقابلے کی گئی اتر ہی نہیں رہ گئی۔ وہ کمسانی خرو رکھی یا شاید ردنی بھی تھی مگر کیا جائی۔ بر تھے جا۔ پوری آستین کی تصویں کی جگہ برسے بلا دُر زندگی۔ ساریاں اور اسکرٹ آئے۔ جماعت عفت کا رنگ حالات کے دھائی میں ہلکا پڑتا چلا گیا۔ اور آج وہ ایک اسماڑت قسم کی عورت تھی۔ وہ اس نے

میں نے کہا تھا انکوئی نہ کوئی دوست میں ہی جائے گا۔
پھر ارشاد صاحب جواب کا انتظار کئے بغیر بی لوٹ چھٹے
”آپ اچھے ہیں جیل ہوتا۔ کتنے ہی دنوں سے نظر
ہی نہیں آتے؟“ شاہینہ نے کہا۔
مگر نہ جانے کیوں مجھے اس کے لمحے میں لصعی کی جھلک
حسوس ہوئی۔

”ہاں... بھتی کارڈ باری مصروف فیٹیں وقت کہاں
دیتی ہیں۔ تم کہو تم بھی تو بہت دنوں سے ہماری طرف نہیں آئیں؟
”ہاں... اتفاق ہی بھر ایسا پیش آتا چلا گیا۔ لیکن آج
آپ یہاں نہ ملتے تو صحیح میں ضرور آتی۔“
”تو آؤں تا۔“ راشدہ بولی ”صحیح میں تمہارا انتظار
کروں گی۔“

”ہاں میں آؤں گی۔“ لیکن کیا تم اجازت دیگی کہ میں
جیل ہتا کو اس وقت بھی پندرہ منٹ کی تکلیف دوں۔“
”لینی؟“ راشدہ نے پوچھا۔

”اب سارٹھ دس بجے ہیں۔ ٹھیک گیا رہ سمجھ
چیف ایجنسٹ اچاری نے ملاقات کا وقت دیا ہے۔ وہ صحیح
کی پہلی گاڑی سے کہیں جائے ہیں۔ مجھے ارشاد صاحب کیلئے
جیل بھائی کی سفارش چاہیئے۔ ان کے تعلقات اچاری سے
بہت اچھے ہیں۔“

”اب... یعنی ابھی گیا رہ سمجھ؟“ راشدہ نے تغیر کے
ساتھ دہرا�ا۔

”ہاں۔ معاملہ بڑا ہم ہے۔ اچاریہ شیشے میں ہم اکثر
توہہ ادا پھاس نہ رک کا نقشان ہو جاتے گا۔ تمہیں تو معلوم
ہی ہے ارشاد صاحب بھی کام کرتے ہیں۔“

”ہاں... آں مجھے بھال کی اعتراض ہو سکتا ہے۔“
”تو پھر اسی پھی جیل ہتا۔...“

”ایسے بھتی اس وقت...“
”مزہیں... معاذرت کی لکھائش نہیں۔... میں
زندگی بھر آپ کا احسان نہیں بھولوں گی۔“
وہ دو دنوں پلے گئے تو میں نے دیکھا کہ شاہینہ کے پھر پر

”چھ کیا کروں۔ سچائی رسیے بڑا اربٹ ہے۔“
وہ ابھی بھکاری کہنے والے تھے کہ ان کی نظریں میں نہ
دروازے کی سمت اٹھتی دیکھیں۔ ایک شاندار جوڑا ہاں
میں قدم رکھ رہا تھا۔ مرد براؤں سوٹ میں تھا اور حورت ملے
فیروزی لباس میں۔ وہ راشدہ جیسی جیسیں توہینی تھی مگر ہزاروں
میں ایک ضرور تھی۔ عمرِ شکل ۲۵ سال رہی ہوئی۔

ان دونوں نے ایک جگہ رک کر ہاں کا جائزہ لیا اور
پھر ہماری ہی طرف پڑھ پڑھنے آئے۔ ہماری میرکی ایک
کرسی خالی ہی بڑی تھی۔
”لہو ارشاد صاحب... لہو شاہینہ...“ جیل ہتا
ٹھرے تباکے پھلک۔

”لہو... بھتی خوش قسمت ہوں کہ تم نظر آگئے۔“ ارشاد
صاحب گویا ہوئے ”درد میں تو پڑھی کا ارادہ کر رہا تھا۔
پی کاک پر تو اب توہی بجے سے ہاں تکی تھیں لٹک جائی
چاہئے۔“

ادھر شاہینہ اور راشدہ بھی تباکے ملیں وہ ایک
دوسرے ابھی نہیں معلوم ہوتی تھیں۔ مگر سوال یہ تھا کہ
کرسی فقط ایک ہی خالی تھی۔ وہ بھتی اس نے کہہ ہماری
رزروشہ میز کی تھی۔

”لو بھتی شاہینہ ڈارلنگ۔ ہماری کرسی تو پہلے سے
رزرو ہے۔... کیوں جیل صاحب کیا یہ کرسی کی اور کیسے
توہینیں؟“

”ہنیں ڈیر۔ ہر بھی تو آپ لوگوں سے مقدم کون
ہو سکتا ہے۔“

”لیکن ایک میں خالی کے دیتا ہوں“ میں نے کھڑے
ہوتے ہوئے کہا۔

”ایسے ہنیں...“ جیل ہتا میرے شلنے پر ہاتھ
ٹھیک ہوئے پولے ”ہم زیادہ سے زیادہ اور چل جیں گے۔“
”جی نہیں۔ اس کی ضرورت پیش نہیں آئے گی“ ارشاد

صاحب نے فریا۔ ”شاہینہ آکے ساتھ بیٹھیں۔ میں ذرا الصفت
خشنڈ کے لئے ایک ضروری کام سے جا رہا ہوں۔“ بیٹھو شاہینہ

بی کاک ہی جائیں گے۔“

”کیا حاصل؟“

”میں تم سے مشورہ نہیں کر رہی۔ چلتے ہو تو جلوہ نہیں

تومیں اکیلی ہی جاؤں گی۔“

”دماغ کو پھٹڑا رکھو مسز جیل۔“

”پھر مسز جیل۔ تم شاید مجھے چراستے ہو۔ اچھا تھیں بھی

دیکھوں گی۔ آؤ تھیں میرے ساتھ ہی چلنا ہو گا۔“

اس نے مجھے شکسی میں اس طرح دھکلایا جیسے ایک جھلکایا

ہوا۔ اس پاہی کی ملزم کو حالات میں دھکیتا ہے۔ کچھ در بعض

پھر پی کاک میں تھے۔ لیکن ہمدادی میری کی

دو کریساں ایک نئے جوڑے نے تھیں۔

”معاف کیجئے یہ میرے نیز و نو ہے۔“ راشد نے پڑھنے خشک

لہجے میں مرد کو چاہتے کیا۔ وہ دونوں آٹھے تھے۔ پھر تم نے کافی

منگانی۔

”کیا اہم جیل صاحب کے منتظر ہیں؟“ میں نے ڈرتے ڈوتے

سوال کیا۔

”جنہم میں حائیں جیں جاتا۔“ وہ بھتائے بولی۔ مجھ کسی کا

انتظار نہیں۔۔۔ تم اگر جانا چاہو تو چلے جاؤ میں رات پہیں

گذار دوں گی۔“

”میرا خیال ہے کو کا کو لا پیو۔“ دماغ کی حدت کم ہے۔

”میں کافی سے بھی گرم کوئی نیچر میں جا ہتھی ہوں۔ کیا

یہاں شراب ملتی ہے؟“

”پاگل ہو گئی ہو۔ تم شراب پیو گی۔“

”میدز ہر بھی نیکی ہوں تم مرد کئے والے کوں ہوتے

ہو۔“ اس کے بعد مجھے میں چڑھ دوڑنے کا انداز تھا۔

”ہوش میں اہم جیل۔“ وہ دیکھو کتنی ہی ایکھیں

تھیں مکھوڑے ہیں۔“

”مجھے کسی کی پرواب نہیں۔ اور تم نے پھر مسز جیل کیا۔ میں

تماری داڑھی فتح لوں گی۔“ اس کے انداز سے یہ نہیں معلوم

ہوتا تھا کہ مذاق کر رہی ہو۔ اس کی آنکھوں دیوار کی جملک

رہی تھی۔

سایہ سالز رہا ہے۔ آنکھوں میں سوچ تھی اور تیوری پر بل۔

”خیر مسز جیل۔ کیا بہم گھر ملیں؟“ میں نے اسکی

آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کوچھا۔

”یہ تو خودا تھیں بتا کر جانا چاہیے تھا کہ اب ہم گھر جائیں یا

یہیں ملیں۔“ وہ ناخشناق اس تھیجے میں لوٹی۔

”انھیں بتانے کی شدید ہی کہاں رکھی تھی۔“

”میں مطلب؟“ وہ جلدی سے لوٹی۔

”میں نے آج تک کوئی چیز انجینیر اس انہیں دیکھا جو

رات کے لیے اسے سفار خیں دھوول کرتا ہو۔ آپ چاہیں تو

ہم اب بھی ان کا بچا کر سکتے ہیں۔“

وہ ایک لمحہ چب رہی پھر تیزی سے آٹھ کھڑا ہوئی۔

”چلو ہم بچا خود کریں گے۔“

جب تھم پی کاک سے باہر آتے تو جیل اور شاہزادی کی شکسی

اسٹارٹھے رہی تھی۔ ہمیں بھی شکسی میں کمی اور پائی منٹ بعد

دونوں شکسیان ایک دوسرے کے تیجھے دوڑ رہی تھیں۔

تھی میں کافاصلہ میں کر کے اگلی شکسی ہوٹل ریوالی کے

پارک شیڈ میں رکی۔ ہم بھی فاصلہ سے اتر گئے۔

”ہو سکتا ہے چیز انجینیر ریوالی ہی میں ملیں۔“

میں نے بے حرمت ہجھ میں کہا۔ وہ بھتائی۔

”میں تھاکے انجینیر کو بھی دیکھ لون گی اور اس کیاں کیلیں

شاہزاد کو بھی۔“

”میرا انجینیر۔“ دامسز جیل طویلے کی بلاہنڈر کسر۔

”تم مسز جیل مسز جیل کیوں رئے جاتے ہو۔ کیا ہم نے

دوستیں؟“

”باپ سے۔“ ہنیں مسز جیل میں تھیں رشو نہیں کہا گیا۔

”کیوں نہیں کہہ سکو گے۔“

وہ اس طرح بگلزار بولی تھی جیسے میں نے اس کے کسی بہت بھی

ضروری کام سے انکار کر دیا ہو۔

”اس نہیں اتنا شہد ہے کہ میرے ہونٹ چپ کر رہا ہے۔“

”چل کر کیا اندر چل گئی؟“

”آن۔۔۔ ہا۔۔۔ مگر نہیں۔۔۔ آؤ داپس چلو۔۔۔ ہم

اپنی کلائی میرے ہاتھ سے چھڑا لی اور فتح دنوں ہاتھ
میرے شانوں پر رکھ کر رُندھے ہیتے گئے سے ہوئی۔

"یہ پہلے تو غریبیں ہیں ملا جائیں۔ اس سے ہمیں نے
انھیں شاہزادے کے ساتھ ایسی سچوئیں میں دیکھا چکر۔"

وہ یک خفت جب ہو گئی ہے ذہنی روکی اور طرف جلی گئی
ہو۔ پھر اس کی انکھیں کا دباؤ بھی اپنے شانوں پر بڑھتا ہوا
حصوں ہوتا۔ اس دباؤ میں ہمکا ساشیخ بھی تھا۔ چند ثانیتے
خاموش رہ کر وہ پہلے سے خافت ہجھیں ہوئیں۔

"میں اپنے الفاظ والیں یقینی ہوں ملادیں..."

"ٹریور۔" میں اچھل کر ایک قدم پہنچ کر بیٹھ گیا۔

"ہاں۔" میں آج تک حسین ملا جائی ہوتی رہی ہوں
— مگر یہ بکوس ہے۔ تم میرے بھائی ہمیں ہو سکتے میں
تھماری ہیں نہیں ہوں۔"

"وہ تو ٹھیک ہے۔ مگر یہ آپ کو کیا ہوتا جا رہا ہے۔
خدا را خود کو قابو میں رکھیے۔"

"گدھیں کی پاہیں مت کر دیں۔ آپ جناب کیا کہتے
ہو۔" میں رکھوڑ ہوں تھماری دوست تھماری ہم عمر۔ اُو
ہم کی پکھڑا دس چلیں گے۔"

"اُن خدا یا۔" تم پر جنزوں کا دارہ پڑ گیا ہے میں
کہتا ہوں جنکن ہے وہ انہیں داقشہ ریوں کی ہی میں ٹھیڑا
ہوا ہوئے۔"

"مجھے احمد سمجھتے ہو۔ انہیں گیا جنم میں یہی بھی آج
کسی ہوشی میں ٹھیڑوں گی۔ اور تم... تم بھی ہمیں
جا سکو گے۔"

"راشدہ! میں جتن کے مل جیخا اور بھر بے اختیار ہی
ہاتھ اس کے رخسار پر اتنی زور سے پڑا کہ وہ بلدا آٹھی۔

"خدا یا۔" تم نے مجھے مارا۔ وہ کافی ہوئی آواز میں
ہوئی۔ اس کے چھرے پر احتیاج سے زیادہ تجزیے کے آثار تھے۔

ایک ہاتھ سے رخسار سہلاتے ہوئے وہ بولتی گئی۔ "تم نے
مجھ پر ہاتھ آٹھا یا۔ تم نے میرے پھر کیا۔"

"ہاں ہاں۔" میں تھمارا بھائی ہمیں ہوں تھیں مسز
مجیل..."

"چلواب اٹھو۔" یہاں ہم مذاق کا موڑیج بن جائیں گے۔"

"بُو شٹ اپ۔" دھاس طحی جسی میسے من کالی دی

ہو۔ آس پاس کے لوگ پونک کر ہمیں محو رہنے لگے تھے۔

"تم ہوش میں نہیں ہو را شدہ۔"

"راشدہ نہیں رکھو۔" تم اگر رکھوڈا رنگ بھی
کوئے تو میرا نہیں ملؤں گی۔" اس کے لمحے کی تندی
یک خفت غائب ہو گئی۔ ایسا ہی اٹھا جائے اب تک ہم لفڑی
پائیں کرتے رہے ہوں۔ میں نے اس کی آنکھوں میں انہیں
ٹھال کر سرد بھیجیں کہا۔

"بکو اس مت کر ڈھنڈ جیل۔ میرا خیال ہے تھیں
آدم کی ضرورت ہے۔ چلو اٹھو۔"

"ڈھنڈ۔" میں کہتی ہوں جو مجھے تھیں کہنا ہے
میرا نام لیکر کہو۔ میرا نام را شدہ ہے۔ سن لے ہو میں
رکھو ہوں۔ رکھو کہہ کر تم تھوڑے گایاں بھی دے لو میں
میرا نہیں ملؤں گی۔ لگراب الگ تم نے مسز جیل کہا تو مجھے
سینڈل کا ٹھک گھوٹا پڑتے گا۔"

"ایپ لے۔" تم سچھ جاگی ہو چلی ہوئی میں کہتا
ہوں اٹھو ٹھرٹھو۔ یہاں سے چل کر تم سینڈل کیا میرے
سر پر ڈھانی من کا پھر شے مارنا۔ چلو۔"

میں نے اپنی کری چھوڑتے ہوئے اس کی کلائی پکڑا لی
اس نے مرا جھت نہیں کی بلکہ اس طرح اٹھو چھیے اسی لمحے
اس نے خود بھی اٹھو چھی جانے کا ارادہ کر دکھا ہو۔ پھر سرمی
حیرت اور اشہرام میں ہوئی نظروں اور کشی میں سکرا ہوں کو
تیچھے چھوڑ کر باہر آئے۔ اس نے اب تک اپنی کلائی میرے
ہاتھ سے نہیں چھڑائی تھی بلکہ میں نے حصوں کیا اس اپنے
عمر کا پچھوٹ جو جھی میرے ہی اوپر ڈال دیا تھا۔ میکسی اسینڈ
کی طرف جاتے ہوئے وہ بالکل خاموش تھی۔ پھر اس جو مشی
میں اس کی اسکی اُبھری۔

"ہاں تم رور ہی ہو۔ ادھ آپ رور ہی میں مسز
مجیل..."

وہ کچھ نہ بولی البتہ اس کے قدم ڈک سے گئے۔ اب اس نے

عزیز میری بیٹی۔ تھیں نے ایسے گھر بیا ہے کہ زندگی بھر میش
کھوئے ہی۔۔۔ وہ پاگلوں کی طرح بڑا رہی تھی۔

پھر سر جمیل کا مجھ پہنچ گئے۔ سر جمیل نے ایک بار بھی
ہنس کیا تھا کہ سیکسی کدھر جا رہی ہے۔ پھر یاپس باغ کی روشن
سے گزرتے ہوئے بھی اس نے خلاحت تھیں کی تھی کہ مجھ پھر
کھوں نے آئے۔ اس کی خواجہ تک چھوڑ کر میں اور اپنے
کمرے جاتے کا ارادہ کرنے لگا تو وہ میری آنکھوں میں آنکھیں
ڈال کر بولی۔

مگر ایسا ہنس ہوسکتا کہ جب تک جمیل صدا آئی تھی میرے
ہی کرے میں ٹھیرو؟ اب اس کی آنکھوں میں آنسو یا آواز میں
لرزش نہیں تھی۔ چند ثانیوں قبل کا جذبہ باقی بھوپال اس کے
چہرے پر تباہ اور تباہ ہٹھے کے بلکہ سے آثار چھوڑ کر ذہنی
سمی دوار افتادہ گوشے میں چاچھا تھا۔ وہ مجھے گھور رہی تھی مگر
اس کی آنکھوں میں ایسی بے تعلقی جھانک رہی تھی میں جس کو
کوچھ دکھیں اور دکھنا چاہتی ہے۔ اب گیارہ بج چکے
گھر کے درنوں نوکر اپنی کوھڑی میں غالب اسوبی چکے ہوں گے
ہر طرف ستابھا۔

ہنسی محترم راشدہ۔ یہ مناسب نہ ہو گا۔ جمیل صدا
غایباً آہی رہے ہوں گے۔

آئے دو۔۔۔ وہ جھٹا کر بولی "مناسب کیوں نہ ہو گا
وہ ایک ادارہ ہوت کے ساتھ ریوالی میں پھرے اڑا سکتے
ہیں تو میں ایک ایسے آدمی کے ساتھ کچھ لمحے کیوں نہیں لگا رکھتی
جسے آج تک بھائی ہتھی آئی ہوں۔"

بھائی کا لفظ اس نے کچھ اس طرح چاکر کہا تھا جیسے کہ تھی
گھالی ہو۔

"سنجیدگی سے کام لو۔۔۔ میں نے بھی تھیرا اب تک
ہیں ہی سمجھا ہے۔۔۔ گوں ما جوں ہیں ہم ماضی سے ہیں ہیں ہیں
یلفظ بھی اپنا تقدس کھوئی جا رہے۔"

"میں اخلاقی فلسفے نگران کے موڑ میں نہیں ہوں۔۔۔ تم
گھمے ہو۔۔۔ احمد ہو۔۔۔ جاؤ مر جاؤ۔۔۔"

اس کا لیجہ یک وقت تبدیل ہو گیا تھا پھر اس نے پر شور

"اہ ذلیل آدمی۔۔۔ تم پھر سر جمیل کہہ سمجھے ہو۔۔۔
میں تھماری زبان۔۔۔ ٹھینگوں کی۔۔۔ مجھے بتاؤ۔۔۔" اس نے
بڑھ کر میراگریاں پکڑلیا۔۔۔ "تم نے کے ما را چہ سر
جمیل کو پار کیوں کو؟"

"گریبان تو چھوڑو۔۔۔ میں سر جمیل کو کامارا ہے۔۔۔
دنعتاً اس کا ہاتھ میرے گال پر پڑا۔۔۔ اور یہ اتنا
کھرا تھا کہ جھٹکی کا دودھ یاد آئتے آتے رہ گیا۔۔۔ ساختہ ہی وہ
بڑے فقرت آمیز لمحے میں بولی۔۔۔

"سر جمیل تھیں ترقہ دفن کر دے گی۔۔۔ میں سر جمیل
ہیں راشدہ ہوں۔۔۔ دشمنوں کا کوئی شوہر نہیں۔۔۔ کوئی
بھائی نہیں۔۔۔ تھیں الگرداٹی ہی دھلتے کا شوق ہے تو دشمنوں کو
ماند۔۔۔ وہ درد سے کراہتے ہوئے بھی تھیں پیارہی کرے گی۔۔۔ میں
بہت پوچھ رکھو ہوں۔۔۔ میں رکھو ہوں۔۔۔ میں رکھو۔۔۔ شو۔۔۔
اس کی آواز آنسووں اور بھکیوں میں ڈوبتی چلی گی۔۔۔ وہ
اب پانچ سوہاٹے نہیں بکھڑی تھی بلکہ اس کے پوٹے بدن کا دارا
بھپر پڑ رہا تھا۔۔۔ میں عجیب ذہنی انتشار کے تانے بالائیں لھا
چاہ رہا تھا۔

"خدا کیلئے راشدہ ہو شہیں آؤ۔۔۔ میں تھیں کافی
پر ڈال کر گھر لے چلوں گا مگر ابھی راستے ویران نہیں ہوئے ہیں۔۔۔
"تم مجھے کہیں بھی لے چلو مگر میں گھر نہیں جاؤں گی۔۔۔
میرا کوئی گھر نہیں۔۔۔ تم بھتھ کیوں نہیں میں ہر جگہ چلنے کو تیار
ہوں۔۔۔ مجھے ٹھوڑی شراب پلاو۔۔۔ مجھے اتنا مارو کہ ہیو شش
ہو جاؤں۔۔۔"

"عجیب صیحت ہیں ڈال دیا تم نے" میں نے اسے اپنے
سے علیحدہ کرتے ہوئے کہا "چلو جہاں تم کوئی لے چلوں گا مگر
شیکسی نہ کو چلو۔۔۔"

بمشکل تباہ میر کی اور چڑیکی میں وہ اپنا چہرہ میرے
مونڈھ سے چڑکائے ہوئے رو قی رہی۔۔۔ میں نے ایک دو لفظ
تلی کے کچے تو اس کے ہونٹوں سے سکیاں ابھر لگیں۔۔۔

"یا اللہ تھیں آخر ہر کیا لگا ہے۔۔۔ راشد میری عزیز"
ہاں ہاں۔۔۔ اسی لمحے میں اور کچھ ہبہ۔۔۔ راشدہ میری

زور سے بھلی مار کر فرمائی تھی۔
”اچھا چلو وہ بھض بہانہ ہی تھا۔ مگر یہ کیوں نہیں
سوچتیں کہ شاہینہ ایک شرف عورت ہے۔ پھر شادی شد
بھی ہے۔“

”شرف کسی کے لئے کمی ہوئی ہوئی نہیں ہوتی۔“
مسنی جیل کا جواب تھا۔ اس کے بعد میں الٹا ہٹ کی
کیفیت پائی جاتی تھی۔

”جیسیں انسان بنانے پر میں نے کتنی حنت صرف
کی ہے مگر افسوس تم ذہنی طور پر اب بھی قروں و مطہی کے
کی تاریک دُور میں زندگی لگا رہی ہے۔ آدم پست
انداز تک۔“

”میں زیادہ اونچی باتیں سمجھنے کی اہمیت نہیں رکھتی لیکن
اتما ضرور جانتی ہوں کہ انسانی جیلت آج سے ہزار سال
پہلے جو کچھ تھی آج بھی وہی ہے۔ سب سیئے ملابھائی۔ آج
اپ بھی دیر میں اٹھا۔“
میں مجھے کیا تو جیل صاحب نے بطور حاج جھے سے
فرمایا۔

”شبہ ہوتا ہے کہ راستہ کو بھڑکانے میں تھا راجبی
باہم ہے۔ ہونا؟ انھوں نے ہونٹ پر ستم اچھا لارجھے گھورا۔
”جی... میں نہیں سمجھا۔“

آغاز میں دروازہ بند کر لیا اور میں تیر قدموں سے نیچے طے
کر تاہوڑا پہنچ کر میں جا پہنچا۔ کوئی شک نہیں کیا۔ دباش
آدمی نہیں ہوں لیکن بستر پر لیٹ کر جب میں نے سوچنے کی
کوشش کی تو نہ جانے کیوں راشدہ کے ہی الفاظ طوپری
کی وصتوں میں بری طرح گوئی خر رہے تھے جن میں دعوت
تھی، ترخیب تھی۔ مجھے پری طرح احساس تھا کہ ان الفاظ کا
تعلق چیزیت سے کھوئی نہیں۔ یہ توجہ بدیر قابت کے ذہنی درود عمل
کے طور پر راشدہ کی زبان نے اٹھا لی تھے، لیکن کوشش کے باوجود
میرالاشور عوام نہیں کچھ ناگفتہ قسم کے معانی پہنانے کی کوشش
کر رہا تھا۔

جیل میں تقریباً ایک بیجے لوٹے۔ انھوں نے بھی کامکہ
ٹھکرانے کی کوشش کی تھی لیکن کوئی نہیں ٹھک۔ راشدہ نے
جواب بھی نہیں دیا۔ وہ یا تو ہری نیند سوکتی تھی یا پھر اسقا مأ
بھری ہو گئی تھی۔ وہ چند بار دروازہ چھٹھتا کے بعد اٹھکر۔
کی طرف چلے گئے اور پھر میں بھی تقریباً ایک گھنٹہ کروں میں
کے بعد سو ہی گیا۔

اکلی صحیح ناشتہ کی میز پر میں ان دونوں کے بعد پہنچا۔
وہ تقریباً پندرہ ہفت سے لفظوں کی سرد جگنیں شوعل
تھے جسیوں میں پہنچا ہوں جیل میں اپنی کرسی کے پتھرے

قاموس القرآن

قرآن الفاظ کی ایک بینظیرافت۔ صہم کن یوں کا بخوبی الفاظ
اصطلاحات کے ذیلی مہاہشت سے مزین اور صرف دخواں کے متعلقہ
نکات سے مالا مال۔ قرآن کو کچھ کر پڑھنے کی خواہش رکھنے
والوں کے لئے ثابت غیر مترقبہ۔ مجلد نور و پی۔

المختصر

ذیا کی مشہور ترین فرمی و مکنزی۔ اور دو داں حضرات
کے لئے اس عظم طکریزی کا اور دو ترجیب کو دیا گیا ہے یعنی عربی
الفاظ کی تشریف الحادیہ اور دویں۔ یہ شمار خاکوں اور اشیاء کی
کی تصویریوں سے مزین۔ مجلد تینیں روپے۔

”اے نہیں۔ میں سمجھتا ہوں رقبہت کی بُری بلے
چھوڑو۔“

”اگر تم ناراضی نہیں ہو تو آج ہم شاپنگ کلیں گے۔“

”اوہ... چھٹے تو آج بُرے ضروری کام جانا ہے۔
تم شام کو جیل حصہ کے ساتھ جانا۔“

”جیل حصہ کہہ لے ہے تھے آج وہ رات سے پہلے نہیں
اُسلیں گے۔“

”توکل ہی۔ شاپنگ بہرحال انھی کے ہمراہ ٹھیک
نہ ہے گی۔“

”کیوں تھا اسے ساتھ کیوں نہیں؟“ اس کے لیے
میں جھلکا ہیٹھ تھی۔

”میں... ار... دیکھو تو شو مجھے اپنی تھی میں دلاری
بہت عزیز ہے۔ تم اگر بر قعہ میں چلو تو شاید میں ساتھ
نہ سکوں۔“

”بر قعہ اب کہاں دھرا ہے پھلے بھیا وہ تو کبھی کا
چھٹھ کی نذر ہو چکا۔“

”پھر تو جو روی ہے۔ میں یہ برداشت نہیں کرنا
کہ تم عسیٰ ہیزب خاتون کے ساتھ بھی تھی دیکھ کر لوگوں
کے ہونٹوں پر تشو آمیز مسکراہیں طبع ہوں۔“

”فضول یا نہیں کرتے ہو۔ یہ کہو میرے ساتھ جانا
نہیں چاہتے۔“

”یوہی سمجھ لو۔ میں دراصل اپنے آپ سے مطمئن
نہیں ہوں۔“

”اب میں بھی اپنے آپ سے مطمئن نہیں ہوں۔“
راشدہ نے بڑی روائی سے میرا جملہ دہرا دیا۔ اسکے لمحے
میں ایک دباد باحیثیت ساتھ اور انکھوں میں بغاوت جھانک
رہی تھی۔ میں باہر نکلا چل گیا۔

چھٹے روز ہم پھر پی کاک کی ایک بیز گھرے بیٹھے
تھے۔ ان چاروں ہوں میں حالات معمول ہی پر ہے تھے شاہینہ
والی بحث پھر نہیں اٹھی تھی۔

”بھوٹ بولتے ہو۔ تم اچھی طرح سمجھتے ہو کہ میرا شاہینہ
درست ہے۔“

”میرمن نے تو ان سے کچھ نہیں کہا۔ میں شاہینہ کو
میں زیادہ اچھی خورت نہیں سمجھتا۔“

”کیوں؟“ وہ کھا جانے کے انداز میں بولے۔

”میں بول ہی۔ منطقی دلیل تو کوئی نہیں۔“

”بلوڈ میں کسی کے باسے میں بُری رائے رکھنے کا تھیں
کیا تھا ہے۔ انہی کے بندے وہ نوازی نہیں تھی، خدا دی
شدہ ہے۔ اس کا انتہا ہر ایک جیہہ اور شاند اور حد ہے۔ کیا
تم لوگوں نے ارادہ کو نہیں دیکھا۔“

”دیکھا تو تھا۔“ میر جب وہ شاہینہ کو تم لوگوں کے پاس
چھوڑ کر پی کاک سے باہر چکا گیا تھا تو کون جانے کوئی سوائی
چکل باہر اس کا انتظار نہیں کر رہی ہو گی۔ میر اس نے
جو شخص اپنی جوان حسین بیوی کو آپ کے ساتھ رات کے
گیارہ نجح تھی، فیسر کے یہاں سفاؤنر کو چھکا کیا ہے وہ...“

”مگر اس کرتے ہو۔ میں بھی آخر کو نوار انہیں ہوں۔“

”تم لوگ۔“ یعنی میرا مطلب ہے یہ راست خیالات کے لوگ ذہنی
تاؤ نہیں کے خول سے باہر نہیں نکل سکتے۔ اس جہاں کسی
مرد اور خورت کو ایک ساتھ دیکھا کرستے ہوئے اندازے قائم
کر سکتے گے۔“

”چھوٹیتے۔ آپ چائے لیجئے۔“ راشدہ نے یہاں
جیل صاحب کی طرف کھسکاتے ہوئے کہا۔

ناشستے کے دران ایک لوگہل سی فضا ہم نہیں ہی کے
ذہنوں پر اصرار ہی۔ راشدہ موضع بدلتا چاہ رہی تھی ایک دین
جیل صاحب کا ہمود دوست نہیں ہوا۔ ان کی ایک لیکا ادا
سے یہ شکایت پیکی پڑتی تھی کہ ان کے گرد اپر شبر کر کے ہم
دوں نے ٹراصری خ ظلم کیا ہے۔ پھر وہ لباس تبدیل کر کے
چلے گئے اور پھر میں بھی سرک ہی جانا چاہتا تھا کہ راشدہ
بولی۔

”میں تم سے بہت سرمند ہوں ملا جھانی۔“ رات
نہ جانے میری عقل کہاں ماری تھی تھی۔ کہا تارا لطف ہو گی۔

بے شغل کرستہ ہوئے گیں انک شے تھے۔

وہ تینوں بی خاصہ دلچسپ اور بامذاق ثابت ہوئے۔

کلم صاحب کی سالی۔ تجھہ توہیت ہی اسارت تھی۔ منہ کلم بھی قلبے بھونڈے پن سے اسارت ہی نظر آئے کی کوشش فرا رہی تھیں اور یہ کوشش خاصی شکر بھی کیم صاحب سرا پا تھی تھے۔ بہت بالوں مگر چھپ اور خوش کلام۔

میں جیل صاحب کے چھپے پر دو منضاد مذبوح کی شکر بھی رہا تھا۔ دھوپ چھاؤں کی سی کیفیت۔ وہ تجھہ کی طرف بڑے نیاز منداز انداز میں دیکھتے جیسے اور یہ جائیں گے مگر یہ نظری جب راشدہ کے چھپے پر پڑتیں تو ان میں جملہ بہت سی نظریاتی راشدہ بڑے ذوق و شوق سے کلم صاحب سے کسی کلم کے حسن نوع پر گھنٹو کر رہی تھی۔

دیر تک غفل گرم رہی۔ پھر دونوں پارٹیوں ایک دھرے کو پھر مٹا اور ایک دھرے کی رہائش گاہ پر آئے کی دعوت دے کر اپنا اپنی راہی۔

دوست محض رسی نہیں تھی۔ بڑی تیزی سے باہمی ربلہ بھی بڑھتا کا۔ کلم صاحب کا گھر گو خاصہ فاصلے پر تھا مگر ان کے پاس ایک خستہ حال ہی کار بھی تھی۔ وہ بیوی اور سالی سیست ائے دن قدم رنج بفراتے اور ہم لوگ بھی برادر جوابی کا رودوانی کرتے ہیتے میں بھر پڑتیں عجیب تھی۔ جیسے کہ توہون میں کوئا۔ وہ لوگ تقریباً ہر صحت میں میری داڑھی کا مذاق ضرور اڑاتے۔ صرف ایک راشدہ تھی جو اس سلسلے میں میری حرابت کرنی تھی وہ تر ہوتی تو شاید یہ لوگ زبردستی میری داڑھی میں نہ ملتی۔

سنچو کا دن تھا اور طے پر ہوا تھا کہ سب ملکہ بھر جلیں گے۔ جیل حصہ، تھیک ساٹھ چار پر گھر تیخ جو تھے۔ راشدہ بھی ابھی بھی کہیں تھی۔ اتنے میں ستر کلم اور تجھہ اگئیں۔ لیکن کلم صاحب ان کے ساتھ نہیں تھے۔ کلم صاحب کے دریافت کرنے پر سر بلکہ کلم تباہی کلم صاحب میں تھے۔ انھوں نے بھی کہا تھا کہ لوگ یہاں آنکھ جلا میں بھی پانچ بچھے کم بچھے جاؤں گا۔

”راشدہ کہاں ہے؟“ ”کلم صاحب بھی سوال کیا۔

آج راشدہ بڑے شوخ بہاس میں تھی اور بالوں کی آرائش میں ایک نئے ہیر ڈریسر کی کار بیگری نے چار کی بجائے آٹھ چاند لگادیتے تھے۔ دھنعتا وہ جیل صاحب سے بولی۔ ” میں صرف چند منٹ کی اجازت چاہوں گی۔ وہ سانہ میز پر میری ایک سہی موجود ہے۔“

اس کا اشارہ ایک دور افتادہ میز کی طرف تھا جس پر دو عورتیں اور ایک مرد نظر آ رہے تھے۔

”اپنی سہی کو بھیں بالو۔ میں تو بھی انہیں کون ہے یہ؟“

”آپ نہیں جانتے۔ پھر بتاؤں گی۔“ دیکھتے میں پوشش کرتی ہوں وہ بھیں اٹھ آئے۔“

تیزی سے چل گردہ اس میز پر بچی اور ہم نے دکھا کر اٹھ لئے وہ اس میز کی ایک خالی کرسی پر بیٹھ گئی ہے۔ ٹفتگو شنے کا تو اتنی دور سے سوال ہی پیدا انہیں ہوتا تھا لیکن مرد کی حرکات و سکنات سے تپاک کا اندازہ کرنا مشکل نہیں تھا۔

پانچ منٹ گزر گئے۔ جیل حصہ بہر تک نگاہ بنتے ہوئے اسی میز کی طرف دیکھ جائے تھے۔ کافی کا ایک بھی گھونٹ اس دور ان میں انھوں نے نہیں لیا۔ ان کے چھپے پر اعتمادی تشاوی کے آثار تھے۔ آنھوں میں اضطراب کرو ٹھیں ستر بارہ تھا۔ بھر سے ایک لفظ نہیں پڑے۔ صاف حسوس ہو رہا تھا کہ انھیں میری موجودگی کا احساس ہی نہیں۔ پھر اس میز کے سب افراد اٹھ گرا صحری آئے۔ راشدہ نے یاہی تھا کہ کافر نہیں ادا کیا۔ سر دکان میں کلم قضا۔ ستر کلم ایک اسرا نسپکڑا۔ رس کے جامد زینب جسم پر شاندار سوٹ تھا اور چھپے صحت کی خلقتگی۔ انکھیں بڑی پر کشش تھیں۔ عمر چالیس سے قریب رہی ہو گی۔ حور توہون میں ایک اس کی بیوی تھی ایک سالی۔ راشدہ نے پھری کے بالے میں بتایا کہ وہ اس کی سہی ایسی تھیں۔ شادی سے قبل وہ ایک سی محلے میں رہا تھی۔

چاری میز پر اتنی گنجائش کہاں تھی کہ وہ تینوں بھی بیٹھے جاتے۔ اس پاس کوئی میز خالی نہیں تھی۔ طے ہوا کہ اور چلا جائے۔ پھر ہم بالائی منزل کے ایک کمرے میں کافی اور چاہتے

بھجی وہاں تھا انہیں جاتی تھی۔ نصف گھنٹے بعد میں پھر حمل صفائی کے سامنے تھا۔ اس وقت وہ ستر کیم اور بچھہ کو غسل آنے والی کے بیش بہا فائدوں کا درس دے رہے تھے۔

”نہیں صاحب۔ وہ وہاں نہیں ملیں۔“

”کہاں کیتی۔ اور کلکم حصہ بھی ابھی نہیں آئے۔“
جمیل صاحب کے لمحے میں تشویش تھی۔

پھر نصف گھنٹے بعد ان کا چھرہ دیکھنے کے قابل تھا جب پڑیج میں ایک سی رُکی اور اس کی پچھلی سیٹ سے کلکم صاحب اور راشہ اُترنے نظر آئے۔ کلکم صاحب پر سر نکال کر شکسی کارا یا ادا گیا اور آتی دیر راشدہ وہیں ھٹھری رہی۔ پھر دونوں خراماں اندر رکھئے۔

”اُرسے۔ آپ دونوں۔“ مسٹر کلکم نہیں تھیں ایں کی آنکھوں میں حیرت خود بھی مگر کچھ اور نہیں تھا۔ کلکم صاحب کے چہرے پر ٹھیکرے پھوٹ رہے تھے۔ پھر بھی انہوں نے خبیط ہی سے کام لیا۔

”ایسے بھتی کہاں چلی گئی تھیں۔ اور آپ بھی کلکم صاحب لیٹ آتے۔“

”سوری۔ دراصل عجیباتفاق ہوا جیل بھائی۔“ پھر وہ کٹور میشن کی طرف ایک ارجمند کام تھا۔ وہاں سے واپسی پر درستہ تک نیکی ہی نہیں ملی۔ پھر ملی تو ایسی کہ اس میں بھائی صاحب تشریف لارہی تھیں۔“

”میں اپنی ھٹھری کے لئے گردے ہاؤس گئی تھی۔ وہیں پکھ دیتے ہو گئی۔“ راشدہ بولی۔

پھر ہم سب پچھر چلتے۔ جیل صاحب کا لامڈا گٹھا اسی رہا۔ صاف نظر ارہا تھا کہ کلکم اور راشدہ ایک دوسرے میں بغیر عوویں دلچسپی نہ رہے۔ راشدہ شاید پر وہی نہیں کرو گی تھی کہ کلکم حصہ اس سچویں کو کیسا محسوس کریں گے وہ جک چک کر کلکم سے باہیں ترقی اور ایسا لگنا جیسے وہ بھول ہی گئی ہو۔ کہ آس پاس کوئی اور بھی موجود ہے۔

واپسی پر جب کلکم ایسٹ کو اپنی راہ پلے گئے تو جیل صاحب نے راشدہ کو مخاطب کیا۔

”ابھی تو ہمیں تھیں۔ شاید بھاٹیہ میکر نگ۔“

ہیں گی۔ کہہ دہی تھیں پھر سلے پڑے ہیں۔“

”ٹھر کر بیالو۔ وقت زیادہ تھیں۔“

میں بھاٹیہ میکر نگ پہنچا۔ یہ دکان زیادہ گور نہیں تھی مگر راشدہ وہاں نہیں ملی۔

”پھر کہاں گئی؟“ انہوں نے ایسے انداز میں تھجھ سے پوچھا جیسے اس کے نزدیکے کی ذمہ داری میسکری سر پڑا۔

”میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ ابھی تو خاصاً وقت ہے آہی جائیں گی۔“

استثنیں بھر قریب آگئی۔

”لیا رازو نیاز ہو رہے ہیں۔“ اس نے اھٹریں سے کھا۔

”آپ اراخندہ تو آج نظر ہی نہیں آئیں۔“

”وہ ابھی آتی ہوں گی۔ سٹھو۔“ جیل صاحب بجھے ستر کلکم پائیں بلخ میں نو شکفتہ پھولوں سے لطفانہ ہوتی پھر ہی تھیں۔

”تم ملازدہ راشدہ کو دیکھو۔ وہ کہیں بھول تو نہیں جھوٹ کر آج پر گرام ہے۔“

”اب کہاں دیکھوں جاں۔ آپ کہیں تو تھا نے میں روپورٹ کراؤ۔“

وہ دو لوگوں نیتے مگر جیل حصہ کی بنسی میں کھاپن تھا۔

”میرا خال ہے وہ بھلائی نڈ ستری کی دکان پر گئی ہو گی۔ کہہ دہی تھی پچھے موذے اور بتیان لائے ہیں۔ ذرا بڑھ کر دیکھو۔“

”ذرا بڑھ کر۔ اسے صاحب وہ دیکھ بہرہ ہے۔ کیا میر کے بنی دوڑا جاؤ۔“

”کارڈی باہر موچ دے۔“ مجھ نے کہا۔ آپ تو چاہی لیتے ہوں گے۔“

”آج نک اور نہیں پڑھائے۔ مگر خیر میں پیدا بھی اس جھکڑے سے تو یہی جاہلتا ہوں۔“

باہر نکل کر میں یونہی مڑکشت کرتا پھرا۔ مجھے لفین تھا بھلا ایسٹ ستر جانا جھک مارنے کے مراد فہرگا۔ راشدہ

سے خوس کری۔

”کوئی بات نہیں۔ چلیے لان ہی پر چلتے ہیں۔“
پھر وہ دلوں لان میں پڑی ہوئی کہ جیوں پر نظر کئے
میں اپنے مگرے کی کھڑکی سے ان کی آوازیں تو نہیں سمجھتا تھا
مگر حرکات و ملنات سے یہ اندازہ ضرور کر رہا تھا کہ راشدہ
کاموٹا چھانہیں ہے۔
پھر ندرہ منٹ بعد وہ چل گئے تو میں تیر کی طرح راشدہ
تک پہنچا۔

”جھنگوں سے منتقل۔“

”آپ کو فوجی کیوں ہے جانب طا۔“ اس نے حکم
اڑانے والے اندازیں پھٹ سے کہا۔ اندازہ تھیں لیکن مکالمے
کا تھا۔

”میں سخیہ ہوں حضرت رسول اللہؐ کیا کلمہ حب کی تشریف
اوری سکتے ہیں وقت مناسب تھا؟“
”کیوں نہیں تھا۔“ وہ بھتائے ہوئی ”اگر آپ کے جیل
صاحب شاہینزہ کے ساتھ رات کے گیارہ بجھر تو ایں میں جا
سکتے ہیں تو کلمہ صاحب راشدہ کے پاس دن میں کیوں نہیں
آسکتے۔“

”میں نے جیل اور شاہینزہ کے میں جوں کو کبھی نہیں ملا
کیا ان تمام کی خاطر تم جیل صاحب کے نقش قدم پر
چل لوگی۔“

”ان تمام کیسا۔ اس میں تو آپ کے جیل صاحب کو
بڑی لذت ملے گی کہ جس مہربان تندگی تی را پر وہ تھے
چاکر مار لار کہون کاتے ہاں تھے ہیں اس پر اب یہی یہ رضاو
ر خست دوڑنے لگی ہوں۔“

”بچی مت بنو۔ کسی طرح اگر انہیں علوم ہو گیا تو کلمہ
صاحب پہاں چلے گی۔“

”کلمہ کافی دل کش ہے۔ تم شاید اسے بہت پہنچے سے
جانشی ہو۔“

”نہیں۔ ہاں جانشی تو پہنچے ہی سے ہوں مگر بے تکلفی کا
موقع پہنچے کبھی نہیں آیا۔“

”راشدہ کے کچھیں بلکہ ساطر تھا۔“

”جلواب آگیا۔“ جیل صاحب کھیلنے سے اندازیں بے
”یہ طردی سب اتفاق ہے کہ گرے اوس بھی تم طیک ایسے
ہی وقت تھیں جب کلمہ کو دکوری میشن کا تھا۔ ہے داچپا!
”میں نے تو مخصوص نہیں کیا۔ جھنگوں تک نہیں تھا
کوہ راہ میں نظر آجائے گا۔“

”کوئی مضائقہ نہیں۔ ایسے اتفاقات پھر بھی میش
آسکتے ہیں۔“

راشدہ الی بھولی بن گئی جیسے جیل صاحب کی باتوں کا
صلف ہو گیا نہ بھری ہو۔ میرے ذہنی افق پر شاہ سیستان
بجا ہے قہ۔ میں زبان سے کوئی بڑی تباہت کہہ ڈالنے
کے لئے بیتاب ساہور را تھا لیکن زبان جیسے لگنگ ہو گئی۔

” پھر ایک روز کلمہ حب طیک دوپر میں تشریف لائے۔
وہ تنہیاً تھے۔ یہ تو یقیناً جانتے ہی ہے ہوں گے کہ وہ وقت
جیل صاحب کے آفس کا ہے۔ پھر موائے اس کے میں کیا بھتائی
وہ راشدہ سے ملنے آتے ہیں۔ رات ۶۰۰ اس وقت کیون ہیں بھی
میں لان کی ایک کیاری پر بھر پائے مشرق ذرا سخت کر رہا تھا
وہ میری سمت توجہ دیکھ لغیر عمارت میں داخل ہو گئے۔ جھنگوں
نے جانے کیوں ان کی اس وقت کی تشریف اوری ہکل گئی تھی
کھڑ پا چینک پھانکیں بھی اندر پہنچا تو وہ کچن کے دروازے
پر نظر آتے۔

”چلیے لان پر چلیے۔ یہاں دھواد ہے۔“ راشدہ
کی آواز ستائی دی۔

”نہیں۔ دھواد تو نہیں جھوں پہتا۔ ویسے لان ہیں
وہ صاحب... وہی آئے ملائے صاحب موجود ہیں۔“

”پھر“ راشدہ نے ہبھج کی خراہٹ میں نے دوری

”جسے نہیں معلوم ۔ میں خود بھی ابھی آیا ہوں۔“
وہ ملازمہ پر کرچے۔ اس نے صاف صاف صاف مہور واقعہ
بیان کر دی۔ اب تو جیل صبا کی حالت دیکھنے کے قابل تھی۔
قریبی میں اس طرح گئے جیسے کٹا ہوا درخت ۔ پھر انھر
بیتابان مٹلنے لگے۔

”چھ اندازہ ہے۔ یہ لوگ کہاں جئے ہوں گے؟“ انھوں نے
جھوے پوچھا۔ ملازمہ نے پہلیں بتایا تھا کہ میں بھی گھر ری پر
 موجود تھا۔ وہ اسی لئے مجھ پر گلے ہوتے نہیں تھے۔
”کیا کہا جاسکتا ہے۔ چھوڑتے ہے۔ میرا خیال ہے اب
آتی ہی ہوں گی۔“

انھوں نے دانتوں سے نچلا ہونٹ چایا۔ استقیم عازم
چلتے لے آئی۔ وہ بچکل انصاف پیالی پی سکے پھر فتحانے کے ۔
”ہوسکتا ہے وہ لوگ اکار کا گئے ہوں۔ یہاں تفریح
کا سب سے اچھا مقام ہے۔“ جلوچکر دیکھیں۔
”شایئے بھی۔ میرا خیال ہے ہم روایتی چیزوں والوں
اس چیختے ایک نئی ڈالسرائی ہے۔“

”جہنم میں گئی نئی ڈالسرائی ہے۔“ تم نہیں جانتے کیم کوئی اچھا
آدمی نہیں ہے۔“

”میں بھی اچھا آدمی نہیں ہوں جیل بھائی۔ کیا میرے
لئے پر لکھا ہے کہ میں اچھا آدمی ہوں۔“

”کیا مطلب؟“
”شاہزادہ کا شوہر اگر آپ ہی کی طرح خیرت مند ہوتا تو وہ
خود آپ کے بالے میں بھی یعنی کہتا کہ جیل صاحب اچھا آدمی نہیں۔“
اوہ۔ تو یوں کہہ ساز شہزادی تم بھی شرکیں ہو۔“
ان کا پھرہ مائے جو شکے تھے اکھا۔

”یہ سازش نہیں ہے جیل بھائی۔ انسانی جلیں اپنی
کار فرمانی کے لئے سازشوں کی حاجج نہیں ہو اکریں۔ میری سمجھ
میں نہیں آتا۔ آپ پریشان کیوں ہیں۔ کیم اور راشدہ دونوں ہی
شادی شدہ ہیں۔ آپ نے اس دن راشدہ کو اسی دلیل سے تو
قابل کرنا چاہا تھا۔“
ان کا پھرہ تاریک ہو گیا۔ ”کو اس بند کرو۔“

”کون مائے گا۔ جیل صاحب؟“
”میں نے مجاورہ بولا ہے۔ کیا تم بھی بزرگ خود کیم
بھی تھا؟ یہی طرح حصہ ادا کاری کی حدود میں رہے گا؟“
”یہ سب نہیں جانتی۔“ میں تو اتنا ہی جانتی ہوں
کہ تھاکے جیل صاحب تباہی سے ہٹنے میں ایک بار بخوبی ہوئی
ملتے ہیں۔“

● ● ●
شام کو میں نے تو جیل صاحب سے کیم کی آمد کا ذکر نہیں کیا
مگر خود راشدہ ہی کی یاتوں میں زبان سے ملک دیا۔ ان کا
چہرہ بیکھر لیا گریات بڑھی نہیں۔
لیکن کب تک در طبعتی۔ اسکے بعد دوپہر ہی کا وقت تھا
کہ کیم صاحب مع بیوی اور سانی کے آمدے۔ جیل صاحب حسپ
محموں افس کے ہوتے تھے۔ ان لوگوں نے راشدہ سے فراش
کی کہ وہ شام بکے لئے ان کے ساتھ چلے۔ انھوں نے آٹو
ڈور پنک کا پروگرام بنتا رکھا تھا۔ راشدہ نے پہلے تو
الکار کیا بلکہ پھر راضی ہو گئی۔

”تم جاؤ گی؟“ میں بے قابو ہو کر بولا۔
”ماں۔ دن چھپنے سے پہلے ہی لوٹ آؤں گی۔“
”مگر جیل صاحب تو چار بجے آجائے ہیں۔“
”یریستہ لئے نئی اطلاع نہیں۔ میرے بغیر بھی نہیں
شام کی چائے مل پی جائے گی۔“
وہ میرا جواب میں بغیر لپٹنے کر کے میں چل گئی اور دس
منٹ بعد نکلی تو بڑے دل کش میک اپ میں تھی۔ میں نے
راہ روک کر تیک ہجھ میں کھا۔
”تم حاقت کر رہی ہو راشدہ۔“ میں کہتا ہوں تھا
جاؤ۔“

”کیا بکھاں ہے۔ اپنا بھر درست کرو۔“ وہ جتنیک
مرد ہری سے بولی۔ پھر مزکی نہیں۔ میں اپنا سامنہ لکھ لیکر رہ گیا۔
اور تم کہ جیل صاحب آئے تو میں کشکش میں تھاکر کیا
کہوں۔
”راشدہ کہاں گئی۔“ برسے شکوں نہیں ہو۔ وہ دلکش

”دوں کو دیکھوں گا۔“
 ”میں تو صحیح جاری ہوں۔ صحیح قین ہے راشدہ
 مگر اس نہیں چوتی ہے وہ آپ کو فقط درس عترت دیتا چاہتی
 ہے، مگر یہ بھی یقین ہے کہ یہ تھل اگر کچھ مدت قائم رہا تو
 وہ شکار کر لی جائے گی۔۔۔“
 اور واقعی میں اٹکی صحیح جیل کاٹھ سے رخصت ہو گیا
 تھا۔
 (ملازنہ صحبت باقی)

سیرۃ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما پر تو اور دو میں
 بسو طاقت میں ملتی ہیں لیکن حضرت عثمانؓ کی مکمل سوانح سے اور دو
 خود میں تکمیل ہے مخدومی ایک دیدہ و دراہل قلم کی عرق برزی
 نے کامرانی سے بدلا دی ہے۔ وہ حصوں میں تکمیل پائی ہوئی کتاب
 نہ صرف سیرۃ عثمان سے الگا ہی بخششی ہے بلکہ ان تمام تجزیوں اور
 بے بیاد الزامات و اعتراضات کا بھی شافی جواب پیش کرتی
 ہے جو خلیفہ ثالث، دام در رسول صلی اللہ علیہ وسلم علیہ الرحمہ سے پر
 ہائی کنکٹ جاتے ہے ہیں۔ آپ کی شہادت اور اس کا پورا
 پس منظر بھی مؤلف نے بہت ابھار کیا ہے۔ کتاب تھتنا
 اس قابل ہے کہ اسے پہلی رخصت میں پڑھا جائے۔ قیمت ہر دو
 حصہ مکمل۔ دس روپے۔

رحمۃ اللہ علیمین

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت یہ بہت کتابیں ہیں
 لیکن قاضی سلیمان منصور پوری کی شہرۃ آفاق کتاب رحمۃ اللہ علیہ
 آج بھی زبانی مثال آپ ہی ہے۔ اس کا طرز بیان، اسکی تفاہت
 اس کی جامیعت ہر چیز معتبری اور وجود دلکشی ہے۔ دل میں اثر
 جانے والا اسلوب۔ پڑھئے اور پار بار پڑھئے۔ تین حصوں میں
 مکمل۔ قیمت میں روپے (مجلدہ ۲۵ روپے)

مکتبہ تجلی۔ دیوبند (یو۔ پی)

تمہیں معلوم تھا تم اپنے ہو کر اتنے بڑگانے نہ ا بت ہو گے۔“
 ”آپ بھول ہے ہیں جمل بھائی۔ شاہزادے کے علاوہ
 بھی اور کئی شادی شدہ عورتوں میں جن سے آپ وقت وقت
 ملنے رہے ہیں۔ کیا ہر ملاقات ان کے شوہروں کے سامنے
 ہی ہوتی تھی؟“

”میری بات اور ہے۔ میں نے حدود اخلاق سے باہر
 کھمی قدم نہیں نکالا۔“

”اگر آپ اور شاہزادہ رات کے گیارہ بجے بھی ریلوے ای
 جسے روان پرور ہڈی میں حدود اخلاق ہی کے اندر رہنے
 کا حل گزیدہ تکمیل ہے تو جیسے بھائی راشدہ اور کلیم کے باشے
 میں کچھ فرض کر لیا جاؤ کہ وہ تجھے اور سرکلیم کی موجودگی میں بھی حدود
 اخلاق سے چادر ہی کر کے رہیں گے۔“

”تم احمد ہو۔ اور ٹڈو پنک میں خلوت کے موقعے
 نکالنا کو نہ شکل کا ہے۔“

”یہ تو آپ ہی اپنے تحریرات کی روشنی میں سمجھ سکتے ہیں۔
 مجھے آج تک نہ آؤٹ ڈو پنک نصیب ہوئی ہے نہ کبھی خلوت
 جلوٹ کا فرق سمجھنے کا موقع ملا ہے۔“

”وہ اونٹھتے ہے۔ پیر پتھر نہیں ہے۔ ان کا بس چلنا تو میری
 دار ہی نوچتے مگر فی الحال اپنی ہی بوجیاں نوچتے کے علاوہ چاؤ
 نہ تھا۔ میں جراحت کر کے بولا۔“

”آپ خود بھی تو مجھ سے ملنے کلیم کھفر لگتے ہے؟“

”وہ چک گئے۔“ تھیں کیسے معلوم؟“
 ”میں نہ صرف قیاساً عرض کیا تھا۔ لیکن اب آپ کے
 الفاظ بتاتے ہیں کہ یہ قیاس غلط نہیں تھا۔“

”چلو میں گیا تھا۔ مگر عورت اور مردوں میں فرق ہے۔
 کیا تم راشدہ کو بھی بھی سجن دے گے؟“

”میں غریب کیا دوں گا۔ آپ خود ہی دستے آئے ہیں۔
 آخر یہ آپ نے کیوں فرض کر لیا کہ دل فقط آپ ہی کے پہلوں
 ہے۔ راشدہ بھی عمر کی ایسی ہی منزل میں سبھے جہاں نے اور اُن
 بھی شرابے کم نہ لانے گیز نہیں ہوتے۔“
 ”ہوتے ہوں گے۔ توہ بھجن لے گے۔“ میں تھیں اور راشدہ

شیخ شیرازی

شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی رہ کی شہرہ آفاق تفسیر کے ساتھ

انگریزی زبان میں

پڑھنے لئے حلقوں میں کون ہو گا جس نے شیخ الہنڈ کے حقائقہ ترجیحے اور علامہ شبیر احمد عثمانی کی جامیں تفسیر کی شہرت کا حال رکنا ہو گا۔ یہ تفسیر اپنی خصوصیات کے باعث یگانہ بھی ہے۔ اختصار میں جامیت، گویا کوئی میں دریا۔ لیکن انگریزی المزج سے شفقت رکھنے والوں کے لئے اس کے انگریزی ترجیحے کی بھی ضرورت شدت سے خصوصی کی جا رہی تھی اسی بنیاد پر اس ضرورت کو پورا کرنے کا انتظام کیا جا رہا ہے۔ پورا ترجیحہ و تفسیر ایک ساتھ چھانپا تو دو وجہ سے ذرا دشوار خوسہ ہے اسی قابل یوں کریمے کو انگریزی کے قالب میں دعا الناکانی وقت چاہتا ہے۔ اس طرح شایقین کو طبولِ انتظار کرنا ہو گا۔ دو قسم یوں کے اس کی قیمت بھی کافی ہو گی جس کے باعث کم استطاعت شایقین اسے حاصل نہ کر سکتے۔ لہذا یہ طے کیا گیا ہے کہ ہر ماہ ایک پارہ شائع کیا جائے اور پر یہ صرف تین روپے رکھا جائے۔

خصوصیات :- کاغذ اعلیٰ صدید۔ لمحاتی چھپائی عکسی۔ پادریہہ بلاکس۔

قواعد :- ہو لوگ پرانی پاروں کا پردہ پردہ روپے پیشگی ارسال فرمائیں گے انھیں ہر پارہ ہم اپنے خرچ سے بھجوں گے۔ درمذہ مام حالات میں خسر پاروں کو ڈاک خرچ کا پار خردا نہماں پڑے گا۔

حضرات پورے تیڈی پاروں کا پردہ نوٹسے روپے ایک ساتھ ارسال فرمائیں گے انھیں ڈاک خرچ چھوٹنے کے علاوہ ہم اپنی وہ مطبوعات بھی پیش کریں گے جن کی اشاعت کا پروگرام سامنے ہے۔

(منی آرڈر زمیجن کراپنے آرڈر بک کرائے تاکہ پہلے آپ ہی کے آرڈروں کی تمیں ہو سکے)

مکتبہ مطلوب نمبر ۵ شرف آباد بہار ہاؤسنگ سوسائٹی
کراچی

مکتبہ محلی دیوبندی پی

عمر عثمانی

تبصہ کیلئے ہر کتاب کے دو سخنے آنے ضروری ہیں

کھڑے کھوٹے

کوئی یہ بیری طے سے کہدے جا پر بے خبر سے پہلے
صفاء قلب و نظر ہے لازم جہا ذمیح و تر سے پہلے
آنکھیں ہوں تو وہ کون سا ذرہ ہے جو نہ درست
خود اپنی جگہ انکن ناز نہیں ہے
آجاتا کہ اب خلوت تم خلوت عنم ہے

اب دل کے دھوڑ کنکنی بھی آواز نہیں ہے
گمراہ کھڑے حافظ شیرازی کا تھا۔ ان کے کلام کی ریگیں دروانی
رچاہ اور اڑاگیزی کے کہائیں۔ لوگ تو ان کے دیوان کے قال
ملکتے ہیں اور کہتے ہیں صاحبین "کی خوش عقیدگی کا یہ عالم ہے کہ
حافظ کے حج ریگین" شعروں کا معنوی محور ایک گوشت پرست کی
عورت یا ایک بد داری موجوچی کے ونڈے کے سوابکہ ہو جیں مگر
انھیں بھی عشق حقیقی "ہی کے محل پر اُمارتے ہیں۔ اسے حافظ
کی خوش منی کہتے یا بھر قوم مسلم کی بُریتی۔ بہر حال حافظ کی شاعری
کا وہ حصہ بھی تقدیس اور روحانیت ہی کا ایک سطہ سمجھا جانا ہے
جس کے لفظ لفظ سے فطری اور غیر فطری دونوں طرح کی جنتیں
املتی ظہر آتی ہے۔

زیر تصریح ترجمہ دیوان حافظ کا اور دو ترجمہ مومنات ہی
سجاد حسین صاحب تھے کیا ہے جو درست عالیہ فتح پوری دیوبنی ایک
لامی استاد ہیں اور نشوونظم دونوں میں بڑا چھاؤنی رکھتے ہیں۔
ترجمہ کیا ہے۔ اس کا اندازہ کرنے کے لئے جذبات العرض و بیان کے مکان
بہر حال ہم نے کیا اور اس ترجیح پر پہنچ کر دو ترجمہ سننے خواہی بھی تردد
ذکارت کے ساتھ فرض ترجیح ادا کیا ہے۔ ترجیح کے علاوہ تو پڑھی
حوالی بھی دیتے گئے ہیں جو مفہوم و مراد بھکنے میں مدد کرتے ہیں۔

دیوان حافظ۔ ترجمہ [بلیں شیراز خواجہ حافظ شیرازی]
کلام اکام کس نے دستا پڑا۔ فارسی
شاعری میں ان کا مقام تغول اور نکیں بیانی کے اعتبار سے ایسا
ہی ہے جیسا جگہ مراد آبادی کا ارادہ شاعری میں خصوصاً بادہ و
ساغرے والہا نہیں تعلق کی قدر تو ان دونوں کے بیان قدر
مشترک ہی ہے۔ کچھ شرابی اور طانوش۔ یہ تو خدا ہی جانے
کہ حافظ عمل بھی شرابی ہی تھے یا مدد و جام کی باتیں فقط "زمانی
جمع فرج" تسلیم رکھتی ہیں۔ لیکن جسکہ بہر حال زندگی کے
بڑے حصہ تک شرابی ہی تھے۔ یہ الگ بات ہے کہ نہ جانے
کہ ادا کے صلیبیں انھیں ذات حق نے ترک بادہ کی بھی تو نہیں
بعثنی اور بھر جس عالم سرستی میں وہ اس طرح کے نظر ہے گئے تھے
لے جتنے پھیلکے ہرے جتنے پھیلکے

ظالم شرابی، اور ظالم شرابی
کہ بھر سے بر ق جلتی ہے دلھیں لے واعظ
میں اپنا جام اٹھاتا ہوں تو کتاب اٹھا
راہ پر مجد نہیں ہے اور اک تو ما ساظرف
میلکے میں اہمام جام و ساغرد بیکھے
سب کو مارا جنگ کے شروں نے
اور جنگ کو شراب نے مارا
اوس عالم سے گزر کر ایسے اشعار بھی کہہ گزرنا ان کے لئے ممکن
ہوا۔
اب لفظ دیاں سب ختم ہوئے اب لفظ دیاں کام اہمیں
اب عشق ہے خود پیغام اپنا اب عشق کا بھوپیغام اہم اہمیں

یر تو ایسا ہی ہوا جیسے چوری اور نہ۔ جیسے مود خور بھی اور صاحبیت!

حافظتی شاعری میں اگر شراب و شاہد استغایت اور کتابت ہیں تب تو جس کا جو چاہئے انھیں حسیدہ بیتلی کی صفت میں کھڑا کر دے تب بھی ہمیں مجھ نہیں ہو گا لیکن اگر مجھ مجھ وہ میکدوں پر یا بندیاں اٹھ جانے سے خوش ہوئے تو وہ کسکے زبردست قوتوی کے گلے خانے والا علم و معرفت سے بے بہرہ اور دینی حس سے عاری ہے۔ شراب — الگروہ استعارہ نہ ہو۔ — اُتم الجماہش ہے۔ اسے پیدا تو وہ گناہ اس کے قریب بھی جا لفظ قوتوی کی توہین ہے اور اگر واقعی حافظ صاحب اس لال پری سے — جسے شراب کہتے ہیں — عملی زندگی میں بھی کوئی درجی پر رکھتے تھے تو پھر بھیں یقین کرنا ہو گا کہ ان کے زمانہ اور مردانہ جھوب بھی مجھ مجھ پڑی اور گوشت ہی ولے جھوب بھی خدا کی پناہ۔

یہ مترجم دیوان حافظ آپ کو سب رنگ کتاب بھر دلی سے مل سکتا ہے۔

قرآن کا متعارف [از مولانا احمد ر الدین اصلحی] صفحات ۱۰۶۷ ناول سائز۔ کاغذ سفید۔ طباعت و کتابت متوسط۔ قیمت ایک روپیہ تین پیسے پیسے ناشکو: مرکزی مکتبہ جماعت اسلامی ہند۔ دلی علا۔
یہ توہر مسلمان کا ایمان ہے کہ قرآن اللہ کی کتاب ہے۔ اور اللہ کی دوسری کتابوں کے مقابلہ میں اسے یہ شان امتیازِ محفل ہے کہ اس میں کسی فرم کی تحریف نہیں ہوئی نہ ہو سکتی ہے۔ اس کا حرف حرف دہی ہے جو نازل ہوا ہے۔

لیکن اس ایمان و یقین کی عقلی مطلقاً یقیناً اور اعتماد شہزادیں کیا ہیں اس کا پورا علم اور فہم ہر شخص کو نہیں ہے۔ اس کتاب میں فاضل مؤلف نے یہی بنیادیں اور شہزادیں بڑی خوش اسلامی اور جامعیت کے ساتھ جمع کر دی ہیں۔ وہ پہلے تو اس بات کے دلائل سامنے لاتے ہیں کہ قرآن خدا کا کلام گیونکر ہے پھر ثابت مدعای کے بعد تاثیت فرازت ہیں کہ اس میں کسی فرم کے تغیرات کی بیشی کا نہ پایا جانا کہ دلائل سے ثابت ہے۔

حسن صورت کیا کہنے۔ محمد سفید کاغذ۔ اچھی طباعت و کتابت۔ نہایت حسین چلڈ۔ صفحات ۱۰۶۷۔ قیمت دس روپیے۔ آغاز میں جامعہ میکے جا بہ طاکڑ سعید الاصاری حماحباب کا ایک تصریح را پیش لفظ بھی ہے جو خاصہ اور پیش۔ لیکن ایک بات اس میں سمجھنی نہ آسکی۔ وہ فراتے ہیں: —

”بھی خص کی ابتدائی تدبیج میں موقوف علم اور تقویٰ کا

یہ عالم ہو چکا اس کے آنکے کی زندگی کا کیا کہنا۔“

یہ غیر معمولی توصیف کا بلطف انداز ہے۔ اس سے حکوم ہوتا ہے کہ طاکڑ صاحب بھی حافظ کو ایک عظیم صاحب تقویٰ بزرگ مانتے ہیں۔ لیکن ایک حصے پر انھوں نے یہ تاریخی دائرہ بیان کیا ہے کہ شاہ شجاع نے تختِ شہنشاہی ہوتے ہی میکدوں سے وہ پاہندیاں اٹھادیں جو اس کے پیشہ والے ماند کر رکھی تھیں نہ خواجہ حافظ نے ایک پوری خوف اس خوشی میں لکھ دیا جس کا مطلع ہے: —

سحر زمان غفت غلبم رسید مردہ بگوش
ک دوہر شاه شجاع اعشت می دلیر بلوش
گویا طاکڑ صاحب بھی جانتے ہیں کہ حافظ کی شراب
محض استعارہ نہیں تھی بلکہ سچ مجھ وہ افسرہ امگوں کے پرستاروں
میں قلعہ بھر کی وہ حافظ کو اعلیٰ درجے کا القویٰ شعار فراز دے
مرہے ہیں۔ یا الحکم۔

جو شخص حافظ کو ایک تھی اور صاحب روح حاضر ہتھی
مامنا اور منوا اجا ہتا ہے اسے لازماً بھی کرنا ہو گا کہ ان سے ہر
ایسے شعر کی تاویل و توجہ کرے جس سے باہر خاری و شاہ
باڑی کی باؤ آتی ہے۔ حافظ صاحب محبوبے چاہ رخشدان کی
تعزیت کیں تو وہ کہے کہ یہ دراصل علم معرفت کی ”گھرائی“ کی طرف
اشارہ ہے۔ وہ دُخْت رز کا قصده گائیں تو وہ کہہ کر اس سے
مراد علوم باطنی کے سمندر ہیں۔ وعلیٰ بذریعیاں۔

لیکن یوں شخص یہ کہتا ہے کہ سچ مجھ کے میکدوں کے پاہندیاں
اٹھ جانے پر واقعہ حافظ صاحب خوش ہوئے تھے اور جھوم
کو غزل کہدی تھی تو چکاں کا یہ کہنا کہ حافظ صاحب متنقی
بھی تھے پاگل پن ہے۔ تقویٰ اور شراب باڑی۔ العیاذ باللہ۔

بھی ہیں کہ یہ سب ان کی ذات والامضات سے گھری عقیدت رکھتے ہیں اور ان کے بیش بہا علمی کارثیتی ہیں بھی اسی لائق کر ان کی بڑھ چڑھ کر قدر کی جائے۔ گھری عقیدت کے بعد تمصر کے کاموں ہی پیدا نہیں ہوتا۔ دیسے تمصر کہ ناہی ہوتا تو ان جیسے امام وقت کی بلندیا یا تحریرین پر تمصر کے کام اپنے ہی درجے کے لوگ ہو سکتے ہیں۔ یہم کیا اور ہماری بساط کیا۔ تعارف اللہ کوئی دخواں کام نہیں لہذا اب تعارف ہی کی حد تک یہم تھوڑا سا کاغذ سیاہ کرتے ہیں۔

فیوض الحرمین کی شانِ نزول یہ ہے کہ حضرت شاہ صاحبؒ کو اللہ تعالیٰ نے جتنی مرہب صراحت مصلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا متصرف عطا فرمایا تھا اور بقول شاہ صاحبؒ کے اس سے بھی اعلیٰ نعمت، یہ عطا فرماتی تھی کہ اپنی حج مشاهدہ اور معرفت اپنی کے ساتھ ہو اکٹی حجاب اور کسی قسم کی رکاوٹ پیش نہیں آئی اور زیارت بھی سریارہت میقتصری ہوئی۔ یعنی ایسی زیارت جو بصارت ہی تک محدود و دنیس برہنی بلکہ شعور و ادراک اور بصیرت دا حساس کی مدعیوں پر بھی اپنی خالہ جاندنی پھیلاتی ہے۔

اس لئے میں نہ مناسب سمجھا کہ ان تمام مشاہدے کے وسراہ جو کہ اللہ تعالیٰ نے بھو القادر فرمائے ہیں لکھہ ہوں اور اسی طرح جیسا کہ تھوڑو حادیت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے خاندھال ہوئے۔

اس پس تنظیر میں جو کتاب الحسنی اس میں حال مشاہدات اور باطنی دفاتر کی جتنی بھی گھاٹھی ہوئم ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ کتاب میں بڑے عجیب و غریب نکات و رموز نہیں ہیں۔ ترجیح کو چرا نہیں ملگا اتنا ہم اور سلیس نہیں کہ جس کی ضرورت تھی۔ موضع کی مناسبت سے اہل کتاب کو تو فیض ہونا ہی تھا، لیکن اُرددہ انوں کے لئے اس دفت کو لہکا کرنا ایک سمجھے ہوتے ہام ہم ترجیح سے محکن ہٹا۔ ترجیح روایا اور ہلکا پھٹکا نہیں ہے دیسے ترجم کو بعد اور بھی بھٹکا چاہیجی کو نکلے جو صوع جب صراتِ غامض ہو اور اصل کتاب میں اسی کے تماشے زبان استعمال کی گئی ہو تو اس کا عام ہم ترجیح جو شیر لانے کے مراد ہو سکتا ہے۔

اس کے بعد ان جرمیات کی دھاخت کرتے ہیں کہ قرآن کو قرآن کیوں کہا گیا، سورتیں، آیتیں، پاروں اور کوئی دغیروں کی عالمتوں کا حال کیا ہے اور اللہ کی یہ نکوم کتاب کیوں کرنا نازل ہوئی، کیسے ترتیب پائی، کن کن مراحل سے گزر کی امت کو ایک مددوں صحیفہ کی خلک میں پہنچی۔ سب سے آخر میں وہ قرآن کی چند اہم ترین اساسی اصطلاحوں کا مفہوم بیان کرتے ہیں تاکہ قرآن کا اونی بھی قاری ان اصطلاحوں کا حصہ ہیکٹ ہوئم کھکھ کر ہی کلام اُنی کے مقصد و مشارکت ہیج سکے۔

یہ کتاب قدر کتاب جہاں مسلمانوں کے لئے مفید ہے کہ جس اعتقداد کو وہ تلبیب و روح میں جاگزین رکھتے ہیں اسکے لئے ان کے پاس براہین و شواہد کا ذخیرہ بھی موجود ہے جو ہیں پر غریبوں کے لئے بھی مفید ہے کہ اخیر معلوم ہو جائے کہ قرآن کے پانی میں مسلمانوں کے معتقدات حضن روایتی اور بھی نہیں ہیں، بلکہ ان کے بھی عقل و منطق اور تاریخی حقائق کے اٹیں رہیں موجود ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ اس کتاب کو پڑھ کر کسی بھی ایک اور دوسری رہ جائی کہ قرآن مجید خدا کا کلام ہے اور پہلے دن سے آج تک اس میں ایک شو شہ نک کی کی بھی نہیں ہوتی ہے۔

ہم اس بیش قیمت کتاب کی تالیف پر تحریم مؤلف کو مبارک باویں کرتے ہیں اور تمنا کرتے ہیں کہ اس کتاب کو دوسری رات تھ زبانوں میں ترجمہ کراکے زیادہ سے زیادہ اذیت دی جائے۔

فیوض الحرمین تصنیف۔ حضرت شاہ ولی اللہ علیہ کاظمی ترجمہ۔ مولانا عبدالرحمن صدیقی کاظمی صلی اللہ علیہ وسلم۔ شائع کوہا۔ محمد سعید ایڈن سائز۔ تاجران تدبی قرآن محل۔ کراچی۔ صفحات ۲۲۳ ناول سائز۔ کا خذ سفید۔ لکھائی چھپائی تغییرت۔ قیمت جلد ساری ۴۰ روپیہ۔

شاہ ولی اللہ علیہ کی اصل کتاب عربی میں ہے ناشر نہ اور ترجمہ کے صاحب میں بھی شامل اشاعت کیا ہے شاہ صاحبؒ کی کتابیں اس لحاظ سے تو تمہرے سببے نیاز

پھر بھی ترجمہ ناکام نہیں ہیں۔

اس کتاب سے یقینی طور پر مسلم ہو جاتا ہے کہ قدم میں بجائے خود ایک درجہ اچھا درکھنے کے باوجود منہ شاہ صاحبؒ فتح خنی بھی کے تسلیع ہے اور یہ ایمیٹ چھٹ اعتماد از فتحی بلکہ اسی سرو حانی مشاہدات کے ذریعے اپنی مسلم خنی کی افضلیت کا علم ہوا تھا جنہیں وہ قابل اعتماد سمجھتے ہیں۔ کتاب کے آغاز میں شاہ صاحبؒ کے تھی مسلم کے باسے ہیں اسی کتاب کے بعض اقتباسات سپردہ قلم کر دیتے گئے ہیں جن سے بلاوریب یہ مسلم سامنے آ جاتا ہے۔

خیر کش اس کے بھی مصنف اور ترجمہ ہی ہیں جو خیر کش فیوض المஹین کے تھے۔ اس میں بھی ترجیح کے ساتھ متن موجود ہے۔ سائز بھی وہی ہے۔ صفحات ۱۶۷ تیمت محلہ چھڑو ہے۔ ناظر بھی وہی ہے۔ صفحات ۱۶۷ اس تصنیف میں بھی شاہ صاحبؒ نے معرفت و طریقت کے لکات و اسرار میں فراہم ہیں۔ ناظر کے الفاظ ہیں:-

”زیر نظر تصنیف میں بھی حضرت شاہ صاحبؒ کا یہ
وصفت نہیاں طور پر نظر آتا ہے جس میں آئے معرفت
طریقت کے وہ علوم ظاہر فرمائے ہیں جو آپ پہلے کسی
نے ظاہر نہیں کئے۔ تصور کا نہ ادا و سلیمان رکھنے
داسے اور اس کی مظلوم احتمال سے دافتھر ضرور
ہی اس کا صحیح اندازہ لگا سکیں گے کہ اس نامن اور
دقیق سائل کو اس نے انداز سے حل کرنے کا حصہ
صرف شاہ صاحبؒ ہی کا تھا۔“

اب ہم جیسا عامی اور ماورائی معلوم ہے صاریح اسی زبان
میں تو نہیں ہے کہ اس دعوے کی تصدیق یا نکدیب کر سکے الیکر۔
آنحضر و رکہ سکتا ہے کہ شاہ صاحبؒ کا ایسا ایک طرز ہے جس میں
ان کی الفرادیدت نہیاں ہے۔ ویسے اس طرز کے ترکیبی اجزاء
ان اجراء سے مختلف نہیں ہیں جن کی گرم بازاری و سرے
صوفیا و سلف اور شايخ طریقت کے یہاں ملتی ہے۔ ہاں آنہنگ
جواب ہاہیں۔

بہترین شاہ صاحبؒ کے علم و معارف سے اور دو امثلے
کو متعارف کرنے کے مسلسلہ میں خیر کشیر کا ترجیح بھی ایک لفظ سوزو

اسلامی قانون کی تدوین

از- مولانا میں احمد صلاحی
ناشر: مکتبۃ المنبر لاٹپور
کتابت و طباعت پاکستان و روشن۔ کاغذ نہایت سفید۔
صفحات ۱۶۷ ناول سائز۔ قیمت محلہ ششم اول تین روپیے
ششم دم داروپے۔ یہ معلم ہیں کہ ہمارے سامنے قسم اول ہے
یا دوم۔

یہ کتاب مولانا میں احمد صلاحی کے ان پکھروں کا
مجموعہ ہے جو آپ نے اپنے ملک کی بعض یونیورسٹیوں اور کالجوں
میں دیتے۔ کیا نہ کہے کہ مولانا اسلامی ایک ذہنی و ذکری عالم ہے
اور جب آپ ٹھنڈے دل و داغ سے سوچتے ہیں تو علوم و
معارف کے موتی رکھتے ہیں۔

ان تھاریہیں آپ نے یہ رے سمجھے ہوئے قام فرم
انداز میں اسلامی قانون کے اساسی امور اور اس قانون کی
سمحت سفر، جنیش و حرکت اور ارتقائی رُخ پر گھنکوئی ہے۔
اسلامی قانون زندگی کے معاملات میں کس لائق کا دخل دیتا ہے
اس قانون میں اچھا دیکھنی اور سیکھنی اور اس سے ہوئے ہوئے
کے کہتے ہیں، اس کا اہل کون ہو سکتا ہے۔ تقلید کی حقیقت
کیا ہے، اجماع کے کہتے ہیں وغیرہ۔ ایسے تمام سوالوں کا
دل نہیں اور عارف از جواب ہوا تھا اپنی خداداد شیوه میانی
کے ساتھ ہے۔

پاکستان کے اس ماحول میں جہاں سائنسی ترقی کی جگہ کتنی
ہرگز جاہلیت نے اسلامی اقدار و تصورات پر دھاولیوں رکھی
ہے اور اسی ایسے تم ظریف تجوہ اور مقولہ بنتے ہیں جنہیں
امریکہ یا انگلینڈ کے کسی محلے میں ناٹ کلب گھونٹا چاہئے تھا
مولانا میں احسن جیسی شخصیتوں کا دم غمہ تھا اور اگر وہ اپنی
افریقی فکر و نظر کی کسی غلط راہ پر صائع نہ کروں تو ملائیکہ ایک
یعنی لاقی انسان ہیں جو علمی سطح پر ملکت تھت کو بہت پکھ دے
سکتا ہے۔

اس کی ان قدر کتاب پر جا بہ عحد الرحمٰم اخراج حسب
نے ایک شفیق پیش لفظ بھی دیا ہے۔ اس کا ایک ایک لفظ سوزو

ایسے تکرک شہرات پیدا کر دیئے ہیں جنہیں اگر درود
کیا گیا اور بعض سیاسی دباؤ یاد فی خواست و حالات کے
پیدا کر کے خالہ کے ذریعہ نظام حکومت میں رکار پا چکر
اسلامی تو این کی تدبیح اور ان کے نقاد کی کوشش کی
گئی تو اس کا رد عمل اتنا شدید ہو گا کہ ایک طرفی مٹا
تک یہاں اسلام کے نام لئے کے موافق بھی خونہ مش
پڑ جائیں گے۔

سماں تو مولانا مودودی کا ہمیں لیا گیا یہیں حالات سے باہر
ایک عمومی عقل کا قاری بھی بلا تامل سمجھ سکتا ہے کہ وہ سخن
کس طرف ہے اور تیرکس سمعت پھیلنے کا ہے۔ چلتے کوئی اتفاق
نہیں اگر آپ ہر حال میں مولانا مودودی اور ان کی جماعت اسلامی
کے موقف پر بیش زی فرض ہی خال کر دے ہیں تو شوق سے
پسروں کو ادا کئے جائیں۔ لیکن بجاتے خود بات تو الی ہوئی چیزیں
خوبی جس کا علم منطق کے نہیں ان جس کوئی درون ہوتا۔ الفاظ
سیخدرہ ہیں مگر معانی و حکایات و صوان۔

محترم اشرف صاحب یہ بھی تسلیم کرنے ہیں کہ امت
مسلمین فکری گمراہیوں اور عملی شناختوں کا پڑھنا چکھنے کا
اصل اٹھو ہے مغربی علوم و افکار اور مغربی طرق تعلیم کا۔ یہی وہ
بنیادی عامل ہے جو مسلم معاشرے کو نہایت تیزی سے ساختو
کا سد و فائد کرتا جا رہا ہے مگر ساختی وہ یہ بھی ہے کہ ہمیں کوئی
علوم و افکار کو پھیلانے مغربی طرق تعلیم کو فتح و دامک رکھنے اور
مغربی طرق تعلیم کی پشت پناہی کرنے پر جو مقدار گروہ نہ صرف
ٹھاکر ہے بلکہ اپس اپر از وہ صرف کر رہا ہے مسند اقتدار
و احتیار سے ہٹانے کی جگہ جدوجہد کرنا اور اس کی جگہ کسی ایسے گروہ
کو لانے کی سعی کرنا جو فساد کے اس سرخشنے کو بند کر کے اسلامی
نظام تعلیم کی را غلبی ڈالے بہت بھری بات ہے۔ نہ صرف
یری بلکہ الٹی نقصان ہے!

بیوخت عقل نہ بصرت کر ایں چہ یا بھی
اچھا پھر کیا کرنا چاہیے؟ کوئی تکریم منجع ہا کنت بند ہو اور
کیسے اصلاح حال کی راہ ھکھے۔ اس کا جواب اشرف صاحب کے
پاس سوائے ادمان و آزاد و کے اور کچھ نہیں۔ وہ علاج کسیں

گدرازیں ڈال دیا ہے اور خلوص و درود مندی کا سرمایہ دار ہے۔
الخوبی نے دین و سیاست کے باہمی ربط و تعلق کے سند میں تاریخ
اسلامی کا ایک مختصر لینک ملیخ اور مبنی بر حفاظت جائزہ پہیں کیا
ہے جس سے واضح ہے کہ یہ اہل بصیرت کی طرح انہیں بھی اس
حقیقت کا پوری طرح ادا کر سکتے ہیں مسلمان ملکوں میں بغیر اسلامی
ثقافت غیر اسلامی تھدن، بغیر اسلامی ذہنیت اور بغیر اسلامی
اعمال و افکار کا بے تحاشا فرشتہ اور طوفان کی طرح بھروسی
ہوئی خدا فراہموشی اور اخلاقی زوال تیجھے ہے اس المذاکر سے بت
حال کا کمزور بکے مرتب کردہ نظام تعلیم نے تی شش کو زمینہ اسلام
سے بگشته کر دیا ہے، ان کی بہت بڑی اکثریت نہ صرف یہ کہ
اسلامی معتقدات، اسلامی افکار و نظریات اور زندگی کے
مختلف پہلوؤں میں اسلامی قوانین دضواہط کی اثر انگریزی سے
بے خبر ہے بلکہ ان سے بدگمان بھی ہے۔

یہ کم و میش محترم اشرف صاحب ہی کے الفاظ میں تقریباً
وہی بات جو ایسے کے بعض دیگر اساطین برادر ہے آتے
ہیں اور کہہ رہے ہیں۔ واقعی بھی ہے کہ شجر امت کی ڈال ڈال
پر خدا فراہموشی، دنیا برستی، لذت بیشی اور دین بیزاری کے
جو پھول لدے نظر آ رہے ہیں وہ کوئی اتفاق سائی نہیں ہے
بلکہ اس درخت کو سیخا ہی ایسے پانیوں سے گیا ہے جو ایسی ہی
فصل پیدا کرنے کے لئے ستار کیا گیا ہے۔

تینکن مر جس کی صحیح شخص کرنے کے بعد جناب اشرف صاحب
نے علاج اور تحریج و تجویز فرمایا ہے وہ علاج کی بجائے ٹوٹے اور
ٹوٹے جیسی توجیہ کا ہے حالانکہ ایک شہرت یافتہ حلیم اور
معروف دو اساز کی حیثیت میں ان سے کسی بہتر تجویز کی لوعہ کی
جا سکتی تھی۔

ایک ڈہن اور خوش فکر آدمی اگر قفل و بھیر کی اوپنی
سطح سے گفتگو کرتے کرتے اچانک حذمات کی سطح پر اٹرائے اور
منطق میں تھا اول کا پیوند لگانے لگئے تو اس پر چونکنا لیقینا بر جن
ہو گا۔ وہ فرمانہ ہے۔

"مغربی طرق تعلیم نے اسلام، اسلامی تو این اور اسلامی
قانون سازی کے بالے میں ذہنوں کی ختم کر رکھا ہے

میں جو کچھ فرماتے ہیں اس سے آپ بھی ٹھنڈے ہے۔

حالات کا تفاہنا ہے کہ ان سوالات کے جوابات اور مشتبہ طور پر اسلامی فوائد کی عظمت انکی افادت اور ان کی علمند پرستی میں کافی نہ تباہ کی جائیں جن سے اذہان بصیرت حاصل کریں۔ قلوب عدم وقیعین کی دولت سے مالا مال ہوں اور ہر طرح کی مزدویوں کے باوجود مسلمانوں اور ان کے سیاسی سربراہ کاروں کے دلوں میں اسلام کی وجہ کاریاں موجود ہیں لیکن کتابوں اور ان کے مصنفوں کی حرارت ایمانی کے ذریعے یہ چکاریاں ایسا شعبدین جائیں جو دنہوی رذالت کے جذبے کو جلا دے اسے اور ایمانی حرارت کی انگلیشی کو اس طرح گرم کر دے کر وہ اضطراب محظی برک اسلام کے حکایات و فوائد کو سب سے پہلے اپنے اوپر نافذ کریں اور اس کے ساتھ ساتھ وہ لپٹے زیر اہتمام لوگوں کے ظلم و نسی کو اسلام کے تقاضوں کے مطابق دھانچے کے لئے میدان جہاد میں قدم رکھیں اور ظاہر ہے کہ ایسی تحریر اسی صاریح علم کے قلم سے ٹھوڑو پڑی پوچکتی ہے جس کا علم اس موضوع کے تمام ڈھونوں پر خودی ہے، جو ایک سطر لکھنے کی میسر کے ذہن میں سیبوں صفحات کا مودودی موجود ہے، جس کا دل ایمان اور یقین کی غمہ عطا کیا گیا ہے۔ وہ گہرے علم کے ساتھ راستہ العقیدہ ہے اور اس کا اپنا دل اسلامی فوائد کی خوبیوں سے گھاؤں بھی ہے۔ لیکن ہی لوگوں کے قلم سے وہ حقائق صفحہ مترادف اس پر آسکتے ہیں جو اس دور کے قلوب کو شکست ریس کی ظلت سے بکال کریقین کی شمع فروزان سے منور کر سکتے ہیں۔

کوئی حد ہے اس سادہ لمحی اور شاعر از از وندی کی کہ ہمیں جو تھوڑی سی سلطان آتی ہے اس کی روشنی میں قبیل محسوس ہوتا ہے کہ یہ کھلی تخلی پرستی ہے اور مانوں کی طفلا نہ سیم جو ایسی ذہنی تکلفت اور فکری داماندر کی کا ایک علامہ

ہے جس کے عقب میں رہبائیت اور حقائق سے فراہ کا خدا پر اپنی میا
لے رہا ہے۔ رہبائیت صرف یہی نہیں کہ آدمی ہمالیہ کی پھیاں
چاکر گوشہ گیر ہو جائے۔ یہ تو اس ایک مطہر ہے۔ رہبائیت کی
جوڑیں آدمی کے کاشش سرہیں ہوتی ہیں اور یہ کوئی نادر ہا نہیں
کچھ دوگل بھری ابھی میں بھی ذہنی اعتسات سے سادھا اور
سینا سی کے سوا کچھ نہیں ہوتے!

میتا ناشایہ محترم اشرف جنت حقائق کی جگہ میں انتشار
فرما شے ہے ہیں کہ اب کوئی تان میں اٹھ کر دیکر راگ جھٹرے کا
اور درندوں کے سکن جل کر راکھ ہو جائیں گے۔ اب کوئی شعلہ
خطب لکھ کر وہ سے کے جھلک میں ہجرنا خطبہ دے گا اور لکھ دے
کے درخت انگور اگل دن گے۔

ہنس تھرم بھائی بھی نہیں۔ فطرت ہماری آرزوں
کی خاطر اپنے اُن قوانین نہیں بدلتے۔ بدر واحد کے میدان
غایر حرام کی تنگائیوں میں نہیں سرفہرستے۔ جو لوگ مغربی
ظرفی قلم کی بھی ہیں پس کر فولاد بن چکے ہیں اسی کی بہشال تو
کسی پر اسے درخت کے خیرہ متے کی سی ہے وہ جس طرف ٹھڑکا
ٹھڑکا۔ آندھیاں، بھوپال، طوفان اسے گرا تو سکتے ہیں
سیدھا نہیں کر سکتے۔ آپ

مردے از غیب بردیں آمد کا شے بکند
پر اکھ کھاتے بیٹھے ہیں اور بے رحم حقائق استہزا کے قرقہ لگا
رہے ہیں۔ نوٹ کیجھے کہ ایسا جادو کر خطب بھی سید اہمیں ہو گا
جس کا آپ کو انتظار ہے۔ نوٹ کیجھے کہ اب دو کے سو اپنی
راہ نہیں۔ یا مرگ سلسل یا جنگ۔ جنگ سے مراد یہ نہیں کہ
خازین فساد کے چوکیداروں پر توب اور بدنوق تکرچہ
دوڑتی۔ جنگ کا مطلب یہ ہے ایسیں کے دائرے میں رہ کر ہم اور اُن
غیر مفترم پر کار۔ یہ عمل درخت کلتے کامل نہیں بلکہ لوپے پر سے
زنگ اٹانے کا عمل ہے۔ لاکھ کتابیں لکھ لیجئے، کروڑ ایمان
افروز خلیے دے ڈالیجئے۔ طوفانی ہو جیں انھیں تکنوں کی طرح
بہائے جائیں گی۔ آپ رہت کی دیواروں کی طبعاً کاٹنے نہیں پھیر
سکتے۔ آج کوئی پیغمبر بھی آئے تو خالی لفظ و بیان کے چادو سے
شیفت کے فولاد کو موم نہیں بناسکتا۔ نہیں بناسکتا۔

خوارک کے ذریعہ صحبت باہتر پڑھنا

ازبیگو حکیم محمد عظیم زبیری، احمدیہ

اچھی صحبت کا احساس بڑی خدا نک ہماری روزمرہ کی غذا اور بڑے اگر ہم اپنی جسمی ضرورت اور فعل ہضم کی قوت کے لحاظ سے موزوں غذا استعمال کریں گے تو اعضا اجسام کی قوت کارکردگی بحال رہے گی یہاں پہنچت کم ستائیں گی لیکن ہا وجد اس حقیقت کے کبھی بھی ہم کھانا کھاتے وقت یہ خیال نہیں کرتے کہ ہم جو غذا کھا رہے ہیں اس میں لکھنی غذا میٹت ہے اور یہ غذا اجسام کے لگنے اور ہنسنے کی بدلابستہ کی صلاحیت بھی رکھتی ہے یا نہیں یا درکھنے کے روزمرہ جسمانی محنت اور ہفت کے کاموں سے جسم کا جو حصہ متاثر ہوتا ہے اور دماغی محنت کی کثرت سے جو کمی و افغانی ہوتی ہے اس کا زیادہ تر حصہ ہماری خوارک ہی بورا کر سکتی ہے۔

صحبت کی عدالت اور اچھائی کی ضمانت دار یہاں ہضم کی ضرورت کے مطابق کھانی ہوئی غذا ہے وہاں یہ بھی ضروری ہے کہ آپ کا نظام ہضم اس کو صحیح طور پر پہچاننے کے طبق درست ہوا اگر نظام ہضم کمزود ہے تو غذا میٹت سے بھر پو را وہ متوازن غذا بھی پوری طرح جزو بدن نہیں بن سکتی ہے۔ نظام ہضم کی گزوری میں زیادہ غذا کی ضرورت محسوس ہوتے ہوئے بھی کم ہی غذا کھانی افضل اور منفی ہے۔

اگر تین گھنٹے سلسیں دماغی محنت کا کام کیا جائے تو اعصاب اُتنی بھی تھکن محسوس کرتے ہیں جتنی کہ آخر گھنٹہ کی جسمانی محنت سے ہوتی ہے۔ اصول یہ ہے کہ جسم اور اعصاب جس قدر تھکن محسوس کریں گے تلافی نقصان کے لئے اُسی تدریس سے زیادہ غذا کی ضرورت ہوگی۔ اس اصول کے لحاظ سے چھ گھنٹے سلسیں دماغی محنت کرنا ہرے شخص کو اکٹھ گھنٹہ لگاتا رہ جانی محنت کرنے والے اُرمی سے ڈگنی غذا کھان چاہئے لیکن اگر دماغی محنت کرنے والا شخص اسی تناسب سے غذا کھائے تو اس کا مدد اُسے ہضم نہیں کر سکے گا کیونکہ دماغی محنت کی وجہ سے اُس کے اعصاب شکست تو ضرور زیادہ ہیں لیکن اُس کے اعضا اور ہضم کو پوری قوت سے کام کرنے کا موقع نہیں ملتا وہ کمزور ہی رہتے ہیں بر عکس اس کے جسمانی محنت کرنے والا شخص جسمانی نظام کی تھکن دور کرنے اور صحبت کو جو نقصان پہنچا ہے اُس کی تلافی کے لئے اصل ضرورت سے دو ڈگنی مقدار خوارک کی کھاسکتا ہے اور اُسے ہضم کر سکتا ہے پس ہر شخص کو اپنے کام اور اپنی قوت ہضم کے مطابق غذا کھا کر اپنی صحبت کو بہتر بنانا چاہئے تاکہ دوائیں کھا کر جو لوگ ہمچن دواؤں کے سبب اسے موٹاتا ہو تو اچاہتے ہیں وہ بھولیں پڑے ہوئے ہیں۔

اگر آپ اپنے کام اور اپنی قوت ہضم کے مطابق صحیح غذا جانتا چاہتے ہیں تو میری کتاب "پاسبان صحبت" کا مطالعہ کیجیئے یہ صحبت و تندسی کے متعلق عام معلوماتی مضماین کا ایک نادر جمیع میں سے یا اسیان صحبت میں "غذا اور صحبت" بہتریں قیمت مضمون اور غذا کے حیات پر در جو ہر (وٹامنز) ہماقتصیلیان ملے گا قیمت بمحضوں دُور و پیر پہنچا سائے پیسے

سیکم حکیم عظیم زبیری - امر و ہم - ضلع مراد آباد - یونی

چند بیش قیمت کرتا ہیں

جور و نر و رہنمائیں ملیتیں

حیات امام ابن امیم موصفہ۔ عبد العظیم عبد السلام
متوجهہ۔ حافظ سید رشد احمد ارشد۔ ایم، لے۔ انھوں
صدری سے مشہور علم امام ابن تیمیہ کے شاگرد رشید اور فیض
حافظ ابن القیم الجوزیہ کی سوانح عمری اور فقہ، حقائق اور تصورات
پر اُن کے جیش بہا افکار کا مجھ صدودہ گواں قدر کتاب جس کی
تفصیل پر جامعۃ القاہرہ مصریہ مصنفوں کو اسلامیات کی اعلیٰ
ترین منی عطا کی۔ قیمت بارہ روپے۔

حضرت عمر ابن العاص موصفہ۔ حلقہ تحریر فرج مصری۔
کار دریا اور بصیرت و فراست کا بدی ہمیزیر ہیں۔ انہیں کوئے
ٹھیکانی ہی ہے کہ انھوں نے حق ادا کر دیا ہے۔ تو روپے
مولانا مناطر الحسن بیلانی کی وہ
اسلامی معاشریات مشہور کتاب جو آردو میں اپنے
موضوع کی خاص الخاص تالیف بھی کئی ہے۔ مجلہ بارہ بیچیزے
زاد المعاویہ چار حصوں میں۔ موصفہ۔ حافظ ابن قیم

سیرت اخیرت علم پر بنیانی کی مشہور اور مستند
اویظم الشانی کتاب۔ یہ تاریخ کادہ اخیرت کے حسن کو ظائزہ
کر کے میرست کے موضوع پر لکھا ہی نہیں جا سکتا۔ قیمت مکمل
چار حصہ جو ایکٹل بیچیے کھپڑ پر ہے۔

عبداللہ ماونٹ بیٹن موصفہ۔ کیبل جالسن۔
لکھیم ہند کی مستند داستان۔ ماضی قریب کی تاریخ کا
ایم تین باب۔ ایسے حقائق کی دستاویزیں جن پر سیاستگری کے
پر دے پڑے ہوتے ہیں۔ دلچسپ اور عبرت انگریز۔

قیمت مجلہ بارہ روپے

حیات ابوحنیفہ امام اعظم کے علم و فضل امداد کی نظرے
جلیل القدر حلقہ استاذ ابوزہری کی لا جواب تالیف جس کا
آندوڑ جمیر داں اور سلیمان ہے۔ قیمت مجلہ پندرہ روپے۔
حیات ابن تیمیہ یہ کار نامہ بھی استاذ ابوزہری کی کا
تجھیز ہے، مصراز تھیڈ بسوٹ و مفضل۔ مجلہ ایکٹل روپے۔

حیات امام احمد بن حنبل اور اس کا ساہر الجمیلی البزر
ہی کے سر ہے۔ وہ علم و تحقیق
کار دریا اور بصیرت و فراست کا بدی ہمیزیر ہیں۔ انہیں کوئے
ٹھیکانی ہی ہے کہ انھوں نے حق ادا کر دیا ہے۔ تو روپے
مولانا مناطر الحسن بیلانی کی وہ
اسلامی معاشریات مشہور کتاب جو آردو میں اپنے
موضوع کی خاص الخاص تالیف بھی کئی ہے۔ مجلہ بارہ بیچیزے
زاد المعاویہ چار حصوں میں۔ موصفہ۔ حافظ ابن قیم
سیرت اخیرت علم پر بنیانی کی مشہور اور مستند
اویظم الشانی کتاب۔ یہ تاریخ کادہ اخیرت کے حسن کو ظائزہ
کر کے میرست کے موضوع پر لکھا ہی نہیں جا سکتا۔ قیمت مکمل
چار حصہ جو ایکٹل بیچیے کھپڑ پر ہے۔

دریجہ سر

ہزاروں تعریفی خطوط میں سے ایک تازہ خط

منجانب:- نواب صفدر جنگ بہادر تمدن صابر قلی خان امیر یاسٹ محمد گڑھاڑ، امیر گنج بھوپال
 (دہلوی بھوپال)

محمد گڈھاڑ، امیر گنج بھوپال
 امیر گنج بھوپال

تحنیتی السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ،
 میں ۱۹۵۴ء سے آپ کا بے مثال مقرر دُریز نجف استعمال کر رہا ہوں، پہلی بار جب ہنے رسالہ "تجلی" میں اس کا اشتہار دیکھا تو علمائے کرام اور بزرگان دین نے اُس کی بو تعریف کی ہے اُس سے متاثر ہو کر میں نے اُس کی ایک ششیٰ ملکو اکر استعمال کی۔ دو چینی ہیں، ہن ماہیں فائدہ محسوس ہوا، چشمہ جو اُسی سال پہلی باریماں اور اُس کا عادی ہوتا جا رہا تھا، وہ آنکھوں پر حماری محسوس ہونے لگا اور اُس کی ضرورت بالکل باتی نہیں رہی۔ اپنے کئی اخیرہ و احباب کو سرمدہ دریج نجف، خرید کروایا اور بفضلہ تعالیٰ حسن جو کو جو شکایتی آنکھوں کی تھیں سب رفع ہو گئیں۔ حیرت ہوتی ہے کہ اُس کے استعمال سے جسم کا نمبر گرا جاتا ہے اور بعہار میں واضح دنمایاں فرق پیدا ہو جاتا ہے۔ اس سرمدہ کو میں دو انوکیا بزرگان دین کی کرامت ہی تصور کرتا ہوں۔ عزت آثارِ مشیٰ بہاری لال حصہ، میرے یہاں ہمین معتقد ہیں، اُن کے ساتھ تو برابر آپ کی خطوں کتابت رہتی ہے اور یہاں آپکے سرے کو لکھا پسند کیا جاتا ہے اور اُس سے کیسے کیسے فائدہ ظہور میں آتے ہیں آپ کو برا بر معلوم ہوتے ہے ہوں گے۔ میرے پاس سرمدہ قریب الختم ہے لہذا اذرا وہ بہر باتی دشیشاً ایک ایک تولدی اور چار عدد عمدہ صفات سلامیاں بذریعہ دی پی جلد اسال فریاکر مشکور فراہیں۔ محمد صابر (دستخط)

دار الفیض حمامی دیوبند
 یو۔ پی

اصحولہ اکٹھر طہر و پیغمبر
 ایک ساتھ کوئی بھی من منشی
 اعلیٰ کیز مخصوص اکٹھر اکی معاف

ایک تولہ پچھہ ماشے
 پانچ پیلے تین روپے
 دیوبند

ہماری مخصوص جستی سلامی صرف ۱۲ نئے پیسے میں لیجئے

لقدیں کتابیں

نام کتاب	نام صفحہ	نام کتاب	نام صفحہ	نام کتاب
فلسفہ دعا	پر فہرست احمد عارف	کربلا عبد العاطی	مولوی سعید بیگ مسعود کی تحریر	النبی الحرام
النبی الحرام	سید مناظر احسن گیلانی	سید محمد انور شاہ قبیر	حیات اوز	قرآن میں نکاح ازدواج
قرآن میں نکاح ازدواج	سرورانہ منظی حمزہ شیخ	منقی علی الرحمن	وصایا حمدوللہ	ضبط و لادت
ضبط و لادت	محمد تقی عثمانی	سلام اللہ صدیقی جو پوری	حضرت عزیز بن العاص	بیویت اور فرنگی تحریر
بیویت اور فرنگی تحریر	ترجمہ جبار الزباب تھوڑی	سید ابوالحسن ندوی	ہندوستانی سلطان	اسلامی تکمیل فتن
اسلامی تکمیل فتن	بدال الدین ابن جماعہ	"	تاریخ دعوت والیت	کتاب الصلوٰۃ
کتاب الصلوٰۃ	امام احمد بن خبلہ	"	حدود	انسانیت کے تفاصی
انسانیت کے تفاصی	پلال عثمانی	"	سوم	خودت اور اسلام
خودت اور اسلام	منقی سید احمد سید	سو لانا عمل میان ندوی	نیاطون ان ادھار کا مقابلہ	در ویشی کیا ہے؟
در ویشی کیا ہے؟	سیبول احمد سیپھاروی	"	نشان راء	قرآن کیا مکھاتا ہے
قرآن کیا مکھاتا ہے	سلیم عبد اللہ	"	سلطان اور چشتیں پلڈیج	سلاطین ہند کی علم پروردی
سلاطین ہند کی علم پروردی	محمد حسین اللہ	اسعد گیلانی	پکار	ہدایت حکیم
ہدایت حکیم	بدایم فی	محمد اسد ربانی بیوی الطویل	طنوان سے راحلہ	ہدایت عالی سائل
ہدایت عالی سائل	سرورانہ محمد تقی	سید عالم ندوی رح	"	آئینہ حریت
آئینہ حریت	جرت شسلوی	مولانا محمد اشرف علی مٹھاٹھوی	محبوب	محبوزہ کیا ہے؟
محبوزہ کیا ہے؟	مولانا محمد طیب	جوہر الاسلام امام غزالی	تسلیخ دریں	پمارستہ سخنبردار
پمارستہ سخنبردار	مولانا محمد صادق	علاء عبد اللہ العادی	محکمات	نفسہ و عجم
نفسہ و عجم	کو لا نا مودودی اور حروف	محمد ظہیر الدین صدیقی بی اے	تصویحات	کو لا نا مودودی اور حروف
کو لا نا مودودی اور حروف	شیخ احمد	کو لا نا منظی شفیعی صاحب	قرآن میں نکاح رکوہ	کوئی ہائی
کوئی ہائی	منقی ولی حسن	سلطان حکیم عثمانی	ہمارے عالی مسائل	خصوصی مسلمین
خصوصی مسلمین	مولانا عبد السلام جدروی بادی	اب الحسن سعید	قرآن اهداقیان	حکمات
حکمات	مولانا محمد اسحاق دہلوی	مولانا محمد زکریا حاصب شیخ المکمل طاہری	حکایات صحیہ	حقوق الاسلام
حقوق الاسلام	علاء عبد اللہ العادی	مولانا عبد السلام ندوی	کفر و میں عبد العزیز رح	تاذکہ حضرت امام غزالی
تاذکہ حضرت امام غزالی	تاضی شمار امشراقی پی	مکیم الامم مولانا اشرف علی مٹھاٹھوی	المسارع العقلیہ	دار دو ترجیح
دار دو ترجیح	مولانا اسلام الحنفی	"	"	مولانا اسلام الحنفی
مولانا اسلام الحنفی		چند	مکتبہ تحلی دیوبندیوں پی	

نام کتاب	نام کتاب	نام کتاب	نام کتاب	نام کتاب
اسلام کیا ہے؟	اسلام اور اجتماعیت	اسلام اور اسلام	اسلام اور انسان	اسلام کیا ہے؟
دین و شریعت	اوٹری پڑھنے (چار حصے)	اسلامی تہذیب اور اس کے	اوٹری پڑھنے (چار حصے)	دین و شریعت
سید کوہ مجدد اف شانی	اصول شماری	اصول شماری	اصول شماری	سید کوہ مجدد اف شانی
مکتبات خواجہ سعیدی رہ	رسائل مسائل حقد اول	رسائل مسائل حقد اول	رسائل مسائل حقد اول	مکتبات خواجہ سعیدی رہ
ملفوظات رسولنا محمد علیہ السلام	رسائل دینیات	رسائل دینیات	رسائل دینیات	ملفوظات رسولنا محمد علیہ السلام
کولنا ایساں کی دینی دھوت	تعصیات اول و دوم	تعصیات اول و دوم	تعصیات اول و دوم	کولنا ایساں کی دینی دھوت
قرآن آپ سے کیا کہتا ہے	پکڑہ	پکڑہ	پکڑہ	قرآن آپ سے کیا کہتا ہے
برکات رعنان	تجددیہ احیائے دین	تجددیہ احیائے دین	تجددیہ احیائے دین	برکات رعنان
شازکی حقیقت	اسلام کا نکاح اُعدل	اسلام کا نکاح اُعدل	اسلام کا نکاح اُعدل	شازکی حقیقت
شاہ عبدالصلیل شہید پر اہل برکت الزائد	علماء احمد اور اس کے سائیں	علماء احمد اور اس کے سائیں	علماء احمد اور اس کے سائیں	شاہ عبدالصلیل شہید پر اہل برکت الزائد
مسکو قویست	اخلاقی کہاںیاں مکمل چار حصے	اخلاقی کہاںیاں مکمل چار حصے	اخلاقی کہاںیاں مکمل چار حصے	مسکو قویست
تعصیات	عام محرمات پانچ حصے	عام محرمات پانچ حصے	عام محرمات پانچ حصے	تعصیات
فن تعلیم تربیت	مناسک حج و اماکن ترمیم	مناسک حج و اماکن ترمیم	مناسک حج و اماکن ترمیم	فن تعلیم تربیت
خطبات مکمل پانچ حصے	حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	خطبات مکمل پانچ حصے
قرآن کی چار بیانیات (صلوات) (صلوات) (صلوات)	الامان اور اس کے سائیں	الامان اور اس کے سائیں	الامان اور اس کے سائیں	قرآن کی چار بیانیات (صلوات) (صلوات) (صلوات)
تعصیات	تاریخ سلطان عالم	تاریخ سلطان عالم	تاریخ سلطان عالم	تعصیات
فریضہ اقسام دین	پیک بیان	پیک بیان	پیک بیان	فریضہ اقسام دین
حقیقت ناقان	نیروں افریں	نیروں افریں	نیروں افریں	حقیقت ناقان
حقیقت ترجیح	چیکشیر	چیکشیر	چیکشیر	حقیقت ترجیح
دین	حیات سرور کائنات دہر حصہ مکمل	حیات سرور کائنات دہر حصہ مکمل	حیات سرور کائنات دہر حصہ مکمل	دین
مسلمانان ہند کا لکھر عمل	صبح الخاتم د مجلہ	صبح الخاتم د مجلہ	صبح الخاتم د مجلہ	مسلمانان ہند کا لکھر عمل
اساس دین کی تعییس	خادی رشیدہ (مکمل بیب)	خادی رشیدہ (مکمل بیب)	خادی رشیدہ (مکمل بیب)	اساس دین کی تعییس
اخلاقی مسائل میں احتدال کی راہ	صدیق اکبر شد (مجد)	صدیق اکبر شد (مجد)	صدیق اکبر شد (مجد)	اخلاقی مسائل میں احتدال کی راہ
پور قرآن	بلاغ امیں	بلاغ امیں	بلاغ امیں	پور قرآن
حقیقت شرک	وہ جنس کوئی نہیں جانتا	وہ جنس کوئی نہیں جانتا	وہ جنس کوئی نہیں جانتا	حقیقت شرک
اسلام ایک نظریں	تخاریق حضرت امام غزالی	تخاریق حضرت امام غزالی	تخاریق حضرت امام غزالی	اسلام ایک نظریں
قرآن کا تعارف	ضبط دادرست	ضبط دادرست	ضبط دادرست	قرآن کا تعارف

اچھی کتابیں

باندروں کا سسلہ الدین الشافعی جہاد میں ہاتھی
بازی ناکر سختی کی دینی علمی حیثیت۔ کتاب کے مصنف کا ایک خط
اور مولانا ابوالکلام آزاد کا جواب بھی شامل ہے۔ ڈیگر حدود پر یہ
خلاصہ اشرف السوانح مولانا اشرف علیؒ کے حالات و
سوائیں

خاصیں شاہ عبدالعزیز صدیق دہلوی کے پڑتے
کا ادارہ ترجمہ۔ چالیس مرود بعنوان کا رد مستند کتب فقہ کے
حوالوں سے۔ مجلد دو روپے - ۱۰

الوسیدہ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؓ کی مشہور کتاب
جس میں بہارت شرح و بسط کے ساتھ بتایا گیا
ہے کہ قرآن میں وَ أَعْوَادُ الْكَدْوِ الْوَعِيلَةَ کہ کہ اثر نہ جس
وسیدہ کی طرف توجہ دلاتی ہے وہ آخر کیا ہے؟ مجلد دو روپے -
سوائیں خواجہ عین الدین الشافعی رحمۃ اللہ علیہ مولانا اشرف علیؒ کے اثر
انگریز سوانح میات۔ جو انگریز کی خاک میں استراحت فرمائے
ہیں۔ سارے چار روپے - ۲۵۰

الفتن شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؓ کے ایک روح نماز
رسالے کا ادارہ ترجمہ جس میں کرستی بزرگ
کی علامات اور دلایت کی حقیقت پر لا جواب گفتگو کی گئی ہے
محلدہ حسین کو چار روپے - ۱۰

فارابی مسلم تابعی الحکم ابو الفضل فارابی کے علم و فن ان کی سوانح
کی حالات تجدید نصف و نظر کے مفصل کو کل حالات
پونے دور روپے - ۱۲۵

اشرف الجواب مولانا اشرف علی تھانویؒ کی طرف سے جمعہ مولانا احمد
جراب مکمل درستھے سارے چار روپے - ۱۰

کیا ہم مسلمان ہیں؟ شمس توبہ کے مطبوعہ اور غیر مطبوعہ
شپاروں کا مجموعہ۔ سوز و گداڑہ ایت
اخلاص در دادر دل کشمی کا گھبٹ قیمت مجلد سو اور روپے ۷۷۵
تفسیر سورہ لور از مکران سید الالہ علیؒ مودودی۔ سیرت
والخلق کو منزار میں وائی آسمانی بدایات
پر مشتمل سورہ فور کی بہترین تفسیر بلیغ، تفصیل اور محقق از
محلدہ چار روپے - ۱۰

رجرة للعلميين على الشريعة سردر کائنات میں اشر علیہ وسلم
مشہور پروانی کی شہرو آنفاق کتاب کا مختصہ تعارف یہ ہے کہ
اول علم اسے علی اعلیٰ اعتبار سے مستند مانتے ہیں اور اندازیاں
وہیں رچاؤ اور در دلیلت کے لحاظ سے یہ اپنا جواب
آپ ہے۔ سوز و گداڑہ میں ڈبو جو اسلامیت ہر اور کھرا ہو
نکر۔ عبارتیں۔ روان، شکافت اور دلنشیں۔ دلت سے قیمتی
کتاب نایاب تھی اب خاصہ اہمتوں کے ساتھ تین جلدیں میں
شائع کی گئی ہے۔ قیمت تکلیفی مکمل غیر مجلد میں روپے ۷۰/-
(محلدہ تین جلدیں میں پھیلیں روپے)

محمد رسول اللہ شہرو مصری مصنف قریب الحکیم
انداز میں لکھی ہوئی حصہ وہی میرت مقدوسہ تجدی دیکھ پ اور
بز کیف۔ قیمت پانچ روپے - ۱۵

ابو بکر صدیق رض مصنفہ: محمد بن علیل مصری
تجمیعہ: شیخ احمد بانی پی - پانچ روپے
عقلی مصنفہ: محمد بن علیل مصری
عمقار و نق امام ترجیحہ: جعیب شری - نور روپے - ۹۰/-
منہاج العابدین (اردو) امام فرازیؒ کی رسمی آنحضری
تصنیفہ: آپ کی پر نہ نہ کی تبلیغات کا خلاصہ اور فضیل بخوبی و مجدد اٹھ پے
تکمیلہ تسبیلی - قریب و بیانی

ہیں۔ اخلاق و معاملات۔ معاشرت تجارت۔ سب کے لئے
مشغول رہا۔ حضرت مجدد بارہ روپے۔ ۲/۱۷
اسلام کا نظام اعدل اسنا د سید قطب کی اس نظر انگر کتاب
کا ترجمہ جو اسلام کے نظام اعدل بر علم د
تحقیق کی روشنی ڈالتی ہے۔ مجلد چھ روپے۔

فتح القیب شیخ عبدالقدیر جيلانی کے مقامات کا

اردو ترجمہ جو روپے۔ ۲/۱۵

فاسان کا توحید نمبر ۱ بیکاروں صفات کا یہ تبریزی

قریب میں بڑی شہرت پا چکا ہے۔
اب پھر شائع کیا گیا ہے بدعت وزندگی کے رد اور منت کے
اثبات میں بے نظر بھرپور ہے جو حق عمار کے مفہوم میں زین
سائنس چار روپے۔ مجلد سالہ سے باقاعدہ پہنچنی فرططلب
کریں درد بھرپور ہے کی طرح ختم ہو جائیگا اور فرمائیں بیکار کرنی
پڑیں گے۔

روبدعست حضرت مجدد الف ثانی ہو کے فرمودات کی روشنی

میں بعض ایسی بدعات کا رد جو عالم ہمیں نہیں
خواص میں بھی بخوبی درج ہوئی تھیں سوار دیہ ۱/۲۵

فوز الدار تیار شرح ماہور اسطون میں جہاں بارہی ہے۔ اب
تمکن تین جزو چھے ہیں۔ فی خود روپیہ۔ تین جزو ایسا نام طلب کرنے
والوں کو مخصوص ڈاک صاف۔

تاسوس القرآن فرقہ انصاری کی ایک بے تحریک نوت

ضخیم کتابوں کا پیغام۔ الفاظ و مطلقات
کے ذیلی مباحث سے مزین اور ضرف و فوک کے متعلق تکات سے
مالا مال۔ قرآن کو بھکر پڑھنے کی خواہش رکھنے والوں کی سیکھی
تحت غیر ترجمہ۔ مجلد آٹھ روپے۔ ۸/-

شاراق الاول اردو و ترجمہ کا مجموعہ۔ مجلد سیمیں
۲۲۵ قوی احادیث کا مجموعہ۔

اصح الایمن پتھر، مکتبہ تخلی۔ دیوبند۔ یو، پی

از سوانح ابوالبرکات دانابوری۔ تیمت مجدد سیم روپے

قلۃ الطالبین شاہ عبدالقدیر جيلانی کے شہر سرہ آنماں،

مضامین عالیہ سنگھی اور اس کا سلیس ترجمہ
ساختہ ساختہ لا جواب تھے۔ دو چھ طبعوں میں تیمت تکلیف ہے۔ روپے

مسلم شریف اردو و ترجمہ عربی کتاب مسلم شریف کا بھی اور تو

یعنی۔ بلکہ اس کی جو شرح، شرح فوتوحی کے نام سے مشہور ہے

اور تمام دراس میں جو روپیہ ہے اس کا بھی ترجمہ ساختہ بھی شاہ طاہر

نبوت غیر ترجمہ۔ ترجمے کے ساتھ اصل تن بھی۔ مکمل چھ جلدیں

ہیں۔ بدیلی ارتالیں روپے۔ ۳۸/-

ابن ماجہ اردو کامل حديث کی جوچ کتابیں صحاح سنتہ
اکے نام سے مشہور ہیں ان میں کل ایک
ابن ماجہ بھی ہے۔ اس کا عامہ ہم اردو و ترجمہ صرف رہ پڑیں
رعایت تراویح رکھات تراویح کی تعداد پر محدث شیشہ و لٹا

بیسیب ارجان الاطلی کی سیر جاصل کتاب
دلائی قویہ سے مزین اور تھیں بے مالاں تیمت ڈریٹر ریویو۔ ۱/۵

محرك دین و بیاست نہیم صدقی کی مشہور تصنیف۔ کتاب

کامام رضوی کامام رضوی کے لئے اور مصنف
کامام حسن کلام کے لئے کافی تاریخ ہے تیمت شاہ تھین روپے
مولانا مودودی ایم صدقی کے تلمیز سولہ سو دو دوی
ایک تعارف کی شخصیت کے جملی و خلی نقش۔ تین روپے

امام مظلوم سیدنا عثمان خلیفہ ثالث داماد رسول

شہید مظلوم کی محنتخانہ داستانی جاتا
آپ کے اوصاف مناقب امیازات، گرام کن روایتوں کی
تروید اور سند روایتوں کی تفصیل۔ اردو میں اس موضوع پر
وافر مفصل کتاب و حصوں میں۔ تیمت دس روپے۔ ۱۰/-

اخبار الاخیر حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی مشہور

ابن اخبار کا اردو ترجمہ جس میں تقریباً سیمیں سو
اویار و صوفیار کے دل آؤز نہ کرے۔ تیمنت فرط اس میں

تیمت مجدد بارہ روپے۔ ۱۱/-

الادب المفرد امام انجاری کی اس نسیس کتاب کا اردو ترجمہ

جس میں روزمرہ کام آئنے والی حدیثیں جمع کی گئی

عمرو بن العاص اس صحابی رسول نامی مصر تکواد کے
زمیں اور بلند پایا مہربانی دار تھا جیسا کہ داشت ہیات

جسے خود و نظر کے رسول نے "بزر اسلام" کے خطاب سے فرازا
یحود و چسب اثر اگیرا درستند مجلد سو اور دوپے - ۲/۲۵

صیحہ ہمام بن مذہب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا مرتب کیا ہوا

نبوی کے غاؤ بھی شام کتاب ہیں۔ ساری ہے تین روپے۔
پچھے رسول کی سچی تعلیم ازندگی کے مختلف شعبوں پر تعلق

پچھے رسول کی سچی تعلیم اعلیٰ ایامات رسالت کا ایسا انفراد

مجموعہ، قیمت مجلد ڈی ٹھر دیہ ۱/۵۰

مقالہ شیخ الہند وحی کی حقیقت اور ایمان و دیانت
کے باری بڑی طبقہ پر ایمان افراد غنیوں
شہود غسل قرآن مولانا محمد الحسن شیخ الہند کے علم سے قیمت ایک روپیہ
ہندوستان کی بہلی اسلامی تحریک از مولانا سودا عالم

درودی یہ کیا ہے ۹ مشائی و صوفیاء کے ایمان افسر دو ز
ارشادات قرآن و حدیث سے ملت سے ہم آہنگ
نیک و نیس تو پنج سو اور دوپے - ۲/۲۵

محمد بن عبد الوہاب ایک سلطان اور بدنام اصلح کی مستند
سوائی سو اور دوپے - ۲/۲۵

کے قلم سے قیمت پونے تین روپے - ۲/۴۵

کرامات صحابہ قیمت ڈی ٹھر دیہ ۱/۵۰

محاسن اسلام اسلام کی خوبیوں پر مولانا اشرف علی

کی ایمان افراد تقریر ڈی ٹھر دیہ ۱/۵۰

عبدقات اخلاقی موضوعات اور علوم تصوف پر شاہ

اسٹیبل ہنس کی شہپر کتاب - ترجمہ از مولانا مسٹر احمد حسن گیلانی ساری ہے وس روپے - ۲/۱

زبدۃ manusک حج اور احکام حج پر مفصل دوبل کتاب

اصفہ، اسادا لاسانہ مولانا شیرا احمد

لکھی - پریمیہ مجلد آٹھ روپے - ۸/۱

حیثیت اور خداوندان مولانا اوزر شاہ صاحب کا مفصل
تذکرہ - آپ کے علمی کمالات کا نقش جیسیں
قیمت چار روپے - ۴/۱

آئینہ نماز صرف نماز ہی کے نہیں بلکہ پانچوں رکاب ایں
اسلام کی تفصیل مع مسائل ضروریہ دریہ

حکیم الامم ایک مجلسیں مولانا اشرف علی رح کی روحی نماز
محاسن کا پر کیف تذکرہ -

۶ قیمت دو روپے - ۲/۱

تحقیق مزید تخلافت معاویہ بریزید کے صفت جناب حمودا حمد
عیاسی کا نقش شافی جو بہت ساختہ مواد آپ
کے غور نکر کے لئے پیش کرتا ہے صحابہ کے سلسلہ میں سچی ایمان
بخش تسبیح بحکم پیغمبر کے لئے یہ کتاب کسی بیادیں میا کرنی
ہے۔ قیمت تیس لے آٹھ روپے - ۷/۱

بہشتی زیارت حکم و مدل کون پڑھا لکھا آدمی ہے جس نے
مولانا اشرف علی کی اس بخشہ
اور محبوبوں ترین کتاب کا نام نہ سنا ہوگا۔ ہر مسلمان گھر کے لئے
ایک سنتی، عورتوں کا شیر، مردوں کے لئے سبقت رہتا۔ اس
کا علاوہ اور صفات ستر ایڈیشن ہم سے طلب فرمائیے۔ دو جلدیں
میں مکمل ہارہ روپے - ۱۷/۱

حقوق الاسلام اپنے وقت کے زبردست عالم

تاقاضی شناس الشہر باقی بچی کی میسید
تین اصنیف جس میں بتایا گیا ہے کہ اسلامی رو سے کس کس
کا کیا حق ہے انشد رسول صاحب اعلاما والدین اقربار حاکم
شوہر یوں اولاد پر وکی غرض ہر ایک کے حقوق کی تفصیل
رسالہ مساع و مزایر بھی شامی کتاب ہے۔ اروڑ پر علم فہریج مجلد دو روپے
بدرخت کیا ہے ۹ میں ایک شہپر و قبیلوں کتاب موسی
قوالی تجوہ بچشم الابلار بکے لئے جعلیخ۔ مجلد تین روپے - ۳/۱
اسلام تکوارے شیں پھیل اغیر مسلموں کی شہادتیں اور
اخلاقات - ۵ نئے پیسے۔

نہایت نفیس عکسی قرآن اور حما میں

آڑو میں صرف وہ نمبر لکھ دینا کافی ہے جو ہر ایک کے ساتھ وجہ ہے

حامل ترجمہ ع۲۵ ۱۰ توجہ۔ سولانا شیخ محمد شفیق صاحب
کاغذ والیتی۔ سائز تجھی سے نصف۔ مجلد پلاشک کر
ہدیہ گزارہ روپے۔ ۱۱

حامل ترجمہ ۱۰ ترجیہ شیخ الہند سولانا محمود الحسن رو
زین خانی۔ سائز ۲۴ سے کچھ بڑا۔ غیر مجلد بارہ روپے ۱۷
مجلد ریزین سائز سے تبرہ روپے (اس کا نامہ نہیں بھی ملی گئی)
حامل بلا ترجمہ ۲۲ کاغذ ضمید پھیپھوٹ۔ سائز تجھی سے نصف
حروف کافی روشن۔ ہر سطر کے بعد
لائی۔ مجلد کرچھ ہدیہ پانچ روپے۔ ۱۵

حامل ع۱۳ با محل ۳۰ جیسی بس فرق یہ ہے کہ ہر سطر کے
بعد لائی نہیں ہے۔ مجلد پلاشک ۴ یہ
پانچ روپے۔ ۱۵

حامل ع۲۶ بلا ترجمہ چکناد با پیل پیپر، سفر کے لئے
خاص تخف۔ مجلد پلاشک کر۔ ہدیہ مجلد چار روپے۔ ۲۱
حامل ع۲۷ بلا ترجمہ بیت ہی مقرر سائز عاقلہ
مددہ جلد پلاشک کر۔ ہدیہ درد روپے۔ ۲۱

حامل ترجمہ ع۲۸

ترجمہ۔ شاہ جد القادر محدث دہلوی۔ کاغذ آڑت
طباعت عکسی۔ کتابت نمودہ۔ زین سبز۔ سائز ۲۴ سے تجھی
سے نصف، مجلد کرچھ ہدیہ دس روپے۔ مجلد پلاشک کر
گیارہ روپے۔ مجلد جی سائز سے بارہ روپے۔ ۱۲/۵۰
پتہ مسکتبہ تجھی۔ دریوبند۔ یو، پی

قرآن اور ترجیہ شیخ الہند تفسیرہ علامہ شیخ احمد عثمانی رو
پیشوں توں ترجمہ قرآن مجید کچھ دلوں سے نایاب
خواہ الحمدلہ شریف کچھ نہیں بنتا ہوئے ہیں۔ نفیس ایڈیشن۔
ہدیہ مجلدہ ۴۰ روپے (کاغذ کے فرق سے مجلدہ ۱۸ روپے)

قرآن دو ترجمے والا عدالت ۱۰ داہ کولانا شاہ رفع الدین رو
پیشوں پرستند تفاسیر کا خلاصہ۔ آغاز میں انہیاں دو صحابہؓ کے احوال
مقدمة، سورتوں کے خواص، مزدوات کے تذکرے اور اسی
نوٹ کی دیگر ضمیدہ چیزوں اردو میں دی گئی ہیں۔ لکھائی چھپائی
نفیس۔ کاغذ اعلیٰ آڑت ہی پر۔ دیزرن زین سبز۔

ہدیہ مجلد ریزین جچڑاہ روپے (مجلد جی سائز سے فرقہ روپے
پہنچی قرآن سبتاً ہے کاغذ پر داں کا نمبر ۶ ہے) ہدیہ مجلد ریزین
تیور روپے۔ مجلد جی سائز سے سول روپے۔ یہی قرآن کچھ اونچے
کاغذ پر داں کا نمبر ۶ ہے، زین خانی مجلد ریزین بارہ روپے
مجلد جی سائز سے بندروہ روپے۔

قرآن ایک ترجمہ والا عدالت ۱۰ ترجیہ۔ سولانا شریف علیہ
سائز تجھی سے کچھ بڑا۔ کاغذ والیتی ضمیدہ۔ آغاز قرآن میں بہت سی
ضمیدہ چیزوں۔ شناس سورتوں کے خواص، ان ناموں کی تفصیل و قرآن
میں آئے۔ ان شفات کا نقشہ جن کا ذکر قرآن میں آیا ہے
مجلد ریزین کاہرہ بارہ روپے۔ ۱۲/۱۰

مجلد جی سائز سے بندروہ روپے۔ ۱۵/۱۰
قرآن بلا ترجمہ ع۲۸ کاغذ آڑت ہی پر والیتی۔ کتابت جیسا
پیشوں ہر سطر کے بعد لائی حروف
کشادہ جملہ سائز کر درج کاہرہ والوں کے لئے بہت مددہ
مجلد ریزین ہدیہ آٹھ روپے۔ ۸/۱۰

چرمی سائز سے گیارہ روپے۔ ۱۱/۵۰

چین اور روس کی زندہ تصویریں

آزادی کی وسترن مصنف: ارون ڈی کنٹم۔ آزادی کے ان کی محتوا افراد کی بزرگیوں سائنس ماہر کے ایڈیٹر ارون ڈی کنٹم کی زبانی۔ جبوری سماج کے جدید تر رحمات کا دلائل اگر چھیری فحامت صفات قیمت صرف آٹھ آئندے۔ ۸/- اسلام کے درمیان ادب میں ترقی پسندی کیونز ادب و صفات کی آڑ میں جامد اور کیمیل کھیتا ہے قیمت ایک روپیہ کو احادیث علمی پتھر کے باخندی میں پڑھت بنے بخت ہم بن گیارہ فحامت ۲۹۶ پتھر کے درمیان ادب اپ بیان۔ جاذب توجہ جستہ ناک قیمت ایک روپیہ۔

قیمت ایک روپیہ۔ ۱۱/-

مصنف: جارج آرڈن۔

انیس سوچور اسی مترجم۔ سیہل داسٹی شہر

شہر سندھ و سواتی نرالو ختنی صفت جارج آرڈن کا نہ شہر آنکن کیونز ہمیں کی ناول جس سے وہ میں نہ لکھا ڈال دیا تھا۔ اروپ کا خصوصیت میٹر اگر پر کا آٹھ تصویر دل سکھ میں فحامت صفات قیمت ۲۵/- چین کے سلامان کر وڑوں سلامان کیا ہوئے؟ اخیں زین چین کی پاٹیاں کا دستاویزی تذکرہ صفت بھیں پیسے۔ ۲۵/-

سویٹ نرالا کی چکنیاں ایک تجدید اور حیاری کا بیچ بھی پڑا وہ حقیقت افراد کی صفات میں قیمت صرف ایک روپیہ ۱۰/-

آزادی کا ادب کا جسم وہ خوب سخاں افساں وہ دنیوں ممالک اور اتحاد چھاپا گیا۔ مجلہ تین روپے۔ ۲/-

سرگزشت امام جس کے ایک سلم امام کی عورت بھی

سووپت روس کی حقیقت دو حصے دروپے۔ ۵/-

پتھر۔ مکتبہ تخلی دیوبند۔ یونیپی

کیونز اکی پہلی کتاب کے سکھ و ضید جو ابادت درج ہیں قیمت ایک روپیہ

ظلت نیم روز اترجم۔ گوپاں مستل

سائب کیونز اسٹ داشور آرٹسٹر کی سکر کا بلند پا پندرہ بیانی ناول جس کا ترجمہ اردو کے صاحب طاز ادیب جناب گوپاں مستل نے کیا ہے۔ ایک ایسے ملک کی کہانی جو آرٹسٹ وادی انقلابی کے باخندی میں پڑھت بنے بخت ہم بن گیارہ فحامت ۲۹۶ صفحات۔ قیمت سوار و پیر۔ ۱/۲۵

غمان بیٹوں چین میں سلاں پر کیا گزی ۹۹ ایک کہانی ایک ناول کے پیر اسے میں چین کی ایک

اور یا گسی بہتارہا عہر امیز دستان۔ ایک روپیہ کیونز اس کو اپنی انشائی نقطہ نظر سے سمجھے کھانا کی کا یہاں کو شمشاد جو بیٹا دستاویزی توں سے منزدہ ہے۔ قیمت ڈھانی روپے ۲۵/-

عالیٰ سیاست میں جہوریت اسٹریلیا پر اس کہنیا

بسیار کے سائب صد سٹریٹری پر اس کے چھ عالمانہ مقاولوں کا موجود۔ میں الاقوای سیاست جہوریت کے کردار اور جہوری اصولوں کی کافرمانی کے امکانات کا سیر ہاصل چھری کو جو دہ میں الاقوای سیاست کے پڑھنے کے لئے اس نصیری کتاب کا مطالعہ انہوں نے ہے فحامت صفات قیمت صرف آٹھ آنے ۱۰/-

آزادی کی طرف ایک روپی افسکی آپ بیتی جو جاگ کر امریکہ میں پناہ گزی ہوئی۔ نہایت دلچسپ اور

عبرت اک۔ قیمت تین روپے۔ ۳/-

انقلاب روس کے بانی ایسین کی سنتہ کوئی

لیسن بے لاگ اور غیر جانبدارانہ۔ ایک روپیہ۔ ۱/-

کیونزم کے خدوخال نمایاں کرنے والی کتابیں

ادب میں ترقی پسندی

ترقی پسند تحریر کتابے لائگ تاریخی اور فلسفی اتنی
چاہرہ، اگوپیں علی کے قلم سے۔ اپنے دھرم پر موحی علی
کتاب جس کا ترجمہ کنی تحریر تباوں میں ہوا۔ ۲۰ صفحات
تیمت ایک روپ۔ الحکیم ایڈیشن دو روپے۔

سورہ مکہ ہمار

یکی اور بڑی کی اتنی کتابیں کی خیال فروخت
 موجودہ صدی کا ایک علمی تراول۔ روپی ادب کا شاہزاد
 تحریم گوپاں علی۔ تیمت دو روپے۔ ۵۰ پیسے۔

لینین

انقلاب روس کے باعث نکلائی لینین کی مدد
تین سالیں ہوئی۔ لینین سے تقویں بدل رکھنے والے انقلاب
ذوق اخوب کے قلم سے۔ تحریم گوپاں علی۔ ۲۰ صفحات
تیمت ایک روپے۔

علمی سیاست میں جمہوریت

ہیں الہاماںی سیاست میں جمہوریت کا کردار اور
 جمہوری اصولوں کی کارفرائی کے اکھات کا پیر مال
 تحریر۔ وجودہ علمی سیاست کے پڑھی رحمات کو
 بیکھنے کے لیے اس کتاب کا ہدایہ جمہوری ہے۔ تحریم
 گوپاں علی۔ ۱۰ صفحات۔ تیمت دو روپے۔

ائیں سوچواری

بارج آرولی کاظم ناول جس میں تباہیا ہے
 کا گز خلام جہوڑہ کا گلی تو اسکے جل کر کن ہم جو ٹھیک
 کا۔ ۱۹۸۲ء میں دنیا کا ہونش پر محکامے اے اس کی
 بیانک تحریر ہے۔ تحریم سید سلیمانی۔ تیمت ایک روپے۔

کیونزم پر ایمان لائے کے طریق ہے۔ اس کے بعد انھوں
 نے اس دعوالی دیتے۔ تحریم گوپاں علی۔ ۲۰ صفحات
 تیمت ایک روپے۔

آزادی کی طرف

ایک ممتاز روپی افسر و کوادر شیکھوں کی بحث
 انجمن آپ تیرن۔ یہ کتاب جتنی اکھات انجمن ہے اتنی بھی
 ول جپے ہی ہے۔ ایک بار شروع کر کے اسے سخت کیے
 بیڑ آپ اتحاد تھیں، بھیں گے تحریم تیرن نہ سخت اک
 ۲۰ صفحات۔ تیمت تین روپے۔ ۵۰ پیسے۔

عثمان بطور

چین کے مجاہد میان پھر اور ان کے تسبیحوں کی
 دو دلچسپی مسخرگشت۔ جس کے بعد اداۃ کارناں میں نے
 اسلام کے رواداں کے چاہیدے کی یاد ادا کر دی۔ ان
 چاہیدے کی سرگردان تھوڑے تھے اپنے تہبیل دعا شری
 کو اخاذ کی تھیں اسی سے جیانے کے لیے اپنے عنوان کا آخری
 تعلوں تک بجا دیا۔ تحریم شاہ محمود بوی۔ ۲۰ صفحات۔
 تیمت ایک روپے۔ دو روپے۔

آج کا چین

شوہینہ دستائی اکابر ایمن چین کا سفر نام
 کیونزم چین کی کارنہ پرہیز کا سفر نام تحریم
 سوچا نہ چنان فارطی۔ ۲۰ صفحات۔ تیمت ایک روپے
 سکرگشت امام
 چین کے مشہور امام کا دو اوجان کی آپ بتی۔
 ہو اسلام کی خدمت کرنے کا کام ہے چین گئے اور خدمت
 ہوئیں کی پار اس سکرگشت خالق کا سماں کی۔ تحریم
 ہوئیں صاحب حیدر عزیز نام۔ دعوت۔ دلی۔ ۲۰ صفحات۔
 تیمت دو روپے۔

چین کے مسلمان

یہ معلومات افراد کا ہم چینی مسلمانوں کے تابع
 ممالک اور ان کی موجودہ میں پر کوششی ڈالتا ہے۔
 اور ہنر زندگی کی مصائب آذن و دلی کو کو نہ طلب کروں
 کے تسبیبات کا بیبل اور خصیب ناک یا انسی کی طوفانی
 ہر سی پہاڑی گیئیں تحریم جلس عابدی۔ ۲۰ صفحات۔
 تیمت ایک روپے۔

آزادی کا ادب

ہندوستان اور اپکان کی تحریر یا شاعریں فارغ
 اور انقدر کی تحریر تحریریں جو گوپاں علی۔ تیمت تین روپے
 دو روپے۔ ۵۰ پیسے۔

پتھر کے دیوتا

دنیا کے پتھر اور پہلوں کی آپ بتیں۔ ان
 پہتوں میں انھوں نے ان اس اپاہ پرہیز ڈالی ہے جو